بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ﴾

تحفہ

حرمین شریفین

حرمین شریفین سے متعلق چند اہم و مفید و مستند رسائل کا مجموعہ

فضائل حج و عمرہ	آداب حج و عمرہ
احکامِ طواف سوال و جواب	آب زمزم کے فضائل و مسائل
خواتین کے اہم مسائل حج و	فضائلِ مدینہ منورہ

تالیف

مولانا مفتی عبد الرحمن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالی

مع رسالہ **حج کے پانچ دن**

مؤلفہ: عالم ربانی حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمہ اللہ

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱.	مقدمۃ المؤلف	۳۴
۲.	**پہلا رسالہ: فضائل حج وعمرہ**	۳۸
۳.	حج مبرور کی فضیلت کا بیان	۳۹
۴.	حج پچھلے گناہوں کو گرا دیتا ہے	۴۴
۵.	حج وعمرہ تمام اعمال سے افضل ہیں	۴۶
۶.	یکے بعد دیگر حج و عمرہ کرنے سے گناہوں کی معافی اور تنگدستی سے خلاصہ حاصل ہونے کا بیان	۴۷
۷.	حاجی کے لئے ہر قدم پر ثواب	۴۹
۸.	حاجی اور حاجی جس کے لئے مغفرت کرے مغفرت کر دی جاتی ہے	۵۰
۹.	حجاج کرام اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالی وفود ہیں اور ان کی دعاء قبول کی جاتی ہے	۵۲
۱۰.	مکہ مکرمہ سے پیدل حج کرنے کی فضیلت	۵۳
۱۱.	حج و عمرہ عورتوں اور بوڑھوں اور بچوں کے لے بمنزلہ جہاد کے ہے	۵۴
۱۲.	رمضان شریف میں عمرہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	

	کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے	۵۶
۱۳.	حاجی کے لئے اعمال حج ادا کرنے کی فضیلت کا بیان	۶۰
۱۴.	سفر حج و عمرہ اور جہاد میں وفات پا جانے والے کی فضیلت	۶۶
۱۵.	حج و عمرہ میں مال خرچ کرنے کا ثواب	۶۸
۱۶.	تلبیہ پڑھنے کی فضیلت	۶۹
۱۷.	بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کی ترغیب	۷۰
۱۸.	دوران طواف لغو باتوں سے پرہیز کرنے کی اہمیت	۷۲
۱۹.	حجر اسود کو استلام کرنے کی فضیلت	۷۴
۲۰.	حجر اسود اور رکن یمانی کے استلام کی فضیلت	۷۶
۲۱.	بیت اللہ میں داخل ہونے کی فضیلت	۷۸
۲۲.	حطیم میں داخل ہونا گویا کعبہ میں داخل ہونا ہے	۷۹
۲۳.	طواف کرنے والوں پر اللہ تعالی کی رحمتیں نازل ہونے کا بیان	۸۱
۲۴.	عرفات میں حج کے لئے وقوف کی فضیلت کا بیان	۸۲
۲۵.	عرفات کے دن کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کی کرنے فضیلت کا بیان	۸۳
۲۶.	حلق کروانا قصر کروانے سے افضل ہے	۸۴
۲۷.	**دوسرا رسالہ آدابِ حج و عمرہ کا بیان**	**۸۷**

۲۸.	اخلاص:(خالص اللہ کی رضا کے لئے حج وعمرہ کرنا)	۸۸
۲۹.	حج وعمرہ کا ہر عمل سنت کے موافق کرنے کا عزم کرنا	۸۹
۳۰.	استخارہ ومشورہ کرنا	۸۹
۳۱.	اعمال حج وعمرہ سیکھنا	۹۰
۳۲.	حلال مال سے حج وعمرہ کرنا	۹۱
۳۳.	تنہا سفر نہ کرنا	۹۱
۳۴.	امیر بنانا	۹۲
۳۵.	اچھے رفقاء تلاش کرنا	۹۲
۳۶.	سفر حج وعمرہ کرنے سے پہلے تمام گناہوں سے سچی توبہ کرنا	۹۳
۳۷.	سفر حج وعمرہ کرنے سے قبل دو رکعت نماز ادا کرنا	۹۴
۳۸.	وصیت لکھنا	۹۵
۳۹.	تقوی حاصل کرنے کا عزم کرنا	۹۵
۴۰.	سفر روانہ ہونے سے پہلے صلوۃ السفر پڑھنا	۹۷
۴۱.	گھر سے رخصت ہوتے وقت گھر والوں کو دعا دینا اور گھر والے مسافر کو یہ دعا دیں	۹۸
۴۲.	گھر سے نکلتے وقت مسنون دُعائیں پڑھنا	۹۹
۴۳.	نیت کا محاسبہ کرنا	۹۹
۴۴.	رفقاء حج وعمرہ کی خدمت کرنا	۱۰۰

۴۵.	حسنِ اخلاق سے پیش آنا	۱۰۰
۴۶.	احرام کے معنی کا استحضار کرنا	۱۰۱
۴۷.	احرام باندھتے وقت خشیت الٰہی حاصل ہونا	۱۰۲
۴۸.	تلبیہ کی کثرت کرنا اور بلند آواز سے پڑھنا	۱۰۵
۴۹.	ممنوعاتِ احرام سے پرہیز کرنا	۱۰۶
۵۰.	سفر حج وعمرہ شروع کرنے سے پہلے صدقہ دینا	۱۰۷
۵۱.	نظر کی حفاظت کرنا	۱۰۷
۵۲.	قلب کی حفاظت کرنا	۱۱۰
۵۳.	زبان کی حفاظت کرنا	۱۱۰
۵۴.	زادراہ ساتھ لینا اور مخلوق سے سوال کرنے سے پرہیز کرنا	۱۱۱
۵۵.	مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا	۱۱۲
۵۶.	مکہ مکرمہ میں ثنیۃ العلیا کی طرف سے داخل ہونا	۱۱۲
۵۷.	مسجدِ حرام میں داخلہ کا مسنون طریقہ	۱۱۲
۵۸.	طواف شروع کرنے کا طریقہ	۱۱۵
۵۹.	طواف وسعی اور رمی کرتے وقت دوسروں کی راحت کا خیال رکھنا	۱۱۶
۶۰.	دورانِ طواف لغو باتوں سے بچنا	۱۱۷
۶۱.	دورانِ طواف کعبہ شریف کو نہ دیکھنا	۱۱۹

٦٢.	کعبہ سے قریب ہو کر طواف کرنا	۱۱۹
٦٣.	طواف کے بعد دو رکعت ادا کرنا	۱۲۵
٦٤.	طواف کے بعد زمزم پینا اور سر پر ڈالنا پھر استلام کے بعد سعی کی طرف روانہ ہونا	۱۲۱
٦٥.	آٹھویں ذی الحجہ کو منی روانہ ہونا	۱۲۴
٦٦.	نویں ذی الحجہ کو عرفات روانہ ہونا	۱۲۴
٦٧.	عرفات میں غسل کرنا	۱۲۵
٦٨.	وقوف عرفہ کا مسنون طریقہ	۱۲٦
٦٩.	وقوف عرفہ کی مسنون جگہ	۱۲۷
۷۰.	عرفات کے دن تواضع وانکساری اختیار کرنا	۱۲۸
۷۱.	اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرنا	۱۲۹
۷۲.	عرفات کے دن کے بعض خاص اعمال ودعائیں	۱۲۹
۷۳.	عرفات سے مزدلفہ روانگی	۱۳۳
۷۴.	مشعر حرام کے پاس اللہ تعالی کا ذکر کرنا	۱۳۳
۷۵.	مزدلفہ کے چند اعمال	۱۳۴
۷٦.	خواتین کے لئے آسانی	۱۳۷
۷۷.	مزدلفہ سے منی روانگی	۱۳۷
۷۸.	منی پہونچ کر جمرہ عقبہ کی رمی	۱۳۸

۷۹.	ایام منیٰ میں ذکر اللہ میں خوب زیادہ مشغول ہونے کا حکم	۱۳۸
۸۰.	تلبیہ پڑھنا موقوف کرنا	۱۳۹
۸۱.	جمرات (شیاطین) کی رمی کرنے یعنی کنکریاں مارنے کا مسنون طریقہ	۱۳۹
۸۲.	ایامِ تشریق میں خوب زیادہ ذکر اللہ کرنا	۱۴۱
۸۳.	نماز باجماعت کا اہتمام کرنا	۱۴۱
۸۴.	تلاوتِ کلام پاک کا اہتمام کرنا	۱۴۲
۸۵.	اذکارِ مسنونہ کا اہتمام کرنا	۱۴۲
۸۶.	طوافِ زیارت کا مسنون وقت	۱۴۵
۸۷.	طوافِ وداع کا مسنون وقت	۱۴۷
۸۸.	سفرِ حج میں دعاؤں کا اہتمام جاری رکھیں	۱۴۸
۸۹.	دعا کے آداب کو ملحوظ رکھنا	۱۴۹
۹۰.	خیموں میں تعلیمی حلقات قائم کرنا	۱۵۲
۹۱.	حرمین شریفین میں ملنے والے وقت کی قدر کرنا اور بازاروں میں وقت ضائع نہ کرنا	۱۵۳
۹۲.	تہجد کا اہتمام کرنا	۱۵۴
۹۳.	کھانا کھلانا اور اچھی باتیں کرنا	۱۵۵
۹۴.	تلبیہ کی کثرت کرنا اور بلند آواز سے پڑھنا	۱۵۶

۹۵.	تلبیہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالی سے مغفرت اور رضائے الٰہی کا سوال کرنا اور دوزخ سے اللہ کی پناہ لینا	۱۵۷
۹۶.	تلبیہ پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنا	۱۵۷
۹۷.	بارگاہ الٰہی میں اپنے عمل کے کمزور ہونے کا اعتراف کرتے رہنا	۱۵۸
۹۸.	حجِ مبرور نصیب ہونیکی دعا مستقل کرتے رہنا	۱۵۸
۹۹.	راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹادینا	۱۵۹
۱۰۰.	جمرات (شیاطین) کی رمی کرنے کا مسنون طریقہ	۱۵۹
۱۰۱.	قربانی کرنا	۱۶۰
۱۰۲.	حلق کرنا	۱۶۱
۱۰۳.	حلق کے آداب	۱۶۲
۱۰۴.	مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران مسجدِ حرام میں نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرنا	۱۶۳
۱۰۵.	سفر حج میں اللہ تعالی کی رضا کیلئے مال خرچ کرنا	۱۶۳
۱۰۶.	راستوں میں بیٹھ کر راستوں کو تنگ نہ کرنا	۱۶۵
۱۰۷.	جب سفر میں رات ہو جائے تو یہ پڑھے	۱۶۵
۱۰۸.	جب کسی منزل یا مقام پر اترے تو یہ پڑھے	۱۶۵
۱۰۹.	سلام پھیلانا	۱۶۶

۱۱۰.	ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں خوب زیادہ عبادت کا اہتمام کیا جائے	۱۶۷
۱۱۱.	نعمت تقوی کو برقرار رکھنا	۱۶۸
۱۱۲.	حج فوت ہو جانے کے احکام	۱۶۹
۱۱۳.	دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آداب	۱۷۰
۱۱۴.	سفر سے واپس ہونے کے آداب	۱۷۸
۱۱۵.	سواری سے گھر تک	۱۷۹
۱۱۶.	چاشت کے وقت اپنے شہر میں پہنچنے کی کوشش کرنا اور اپنے محلہ کی مسجد میں دو رکعتیں ادا کرنا	۱۸۰
۱۱۷.	حج کے سفر سے واپس ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے	۱۸۰
۱۱۸.	جب کسی شہر یا بستی میں داخل ہونے لگے تو تین مرتبہ یہ پڑھے	۱۸۱
۱۱۹.	**تیسرا رسالہ: احکامِ طواف باندازِ سوال وجواب**	**۱۸۲**
۱۲۰.	طواف کے فضائل	۱۸۳
۱۲۱.	طواف کے اقسام اور ان کا حکم	۱۸۳
۱۲۲.	طوافِ رکن	۱۸۳
۱۲۳.	طوافِ فرض	۱۸۴
۱۲۴.	طوافِ وداع	۱۸۴

۱۲۵.	طوافِ نذر	۱۸۴
۱۲۶.	طوافِ قدوم	۱۸۴
۱۲۷.	طوافِ تحیۃ	۱۸۴
۱۲۸.	طوافِ نفل	۱۸۵
۱۲۹.	طواف کیلئے نیت شرط ہے	۱۸۵
۱۳۰.	طواف کیلئے باوضو ہونا واجب ہے	۱۸۵
۱۳۱.	طواف کی ابتداء کرنے کا طریقہ	۱۸۸
۱۳۲.	واجباتِ طواف	۱۹۰
۱۳۳.	طواف کے سنتیں	۱۹۱
۱۳۴.	طواف کے مستحبات	۱۹۲
۱۳۵.	طواف کی محرمات	۱۹۵
۱۳۶.	طواف کے مکروہات	۱۹۷
۱۳۷.	طواف کے منکرات	۲۰۰
۱۳۸.	طواف کے کچھ متفرق مسائل	۲۰۳
۱۳۹.	اضطباع کے مسائل	۲۰۳
۱۴۰.	استلام کا معنی	۲۰۴
۱۴۱.	رکن یمانی کا استلام کرتے وقت بیت اللہ کی طرف رخ کرنا	۲۰۴

۱۴۲.	حجرِ اسود کا بوسہ لینے کی فضیلت	۲۰۵
۱۴۳.	حجرِ اسود پر اگر خوشبو لگی ہوئی ہو	۲۰۶
۱۴۴.	دورانِ طواف کعبہ کو دیکھنا	۲۰۶
۱۴۵.	دورانِ طواف کعبہ کی طرف پشت وسینہ کرنا منع ہے	۲۰۷
۱۴۶.	مسائلِ رمل	۲۰۷
۱۴۷.	دورانِ طواف کعبہ کے قریب رہنا	۲۰۹
۱۴۸.	اگر دورانِ طواف جماعت کھڑی ہوگئی	۲۰۹
۱۴۹.	معذور شخص طواف کیسے کرے	۲۰۹
۱۵۰.	مسجد حرام کی حدود کے باہر سے طواف کرنے کا حکم	۲۱۰
۱۵۱.	طواف میں بلند آواز سے اور اجتماعی طور پر دعائیں پڑھنے کا حکم	۲۱۱
۱۵۲.	ہر چکر کی الگ الگ دعائیں پڑھنے کا مسئلہ	۲۱۱
۱۵۳.	طواف میں مسنون دعائیں	۲۱۲
۱۵۴.	طواف کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت	۲۱۲
۱۵۵.	طواف کے چکروں میں شک ہو جائے تو کیا کرے؟	۲۱۳
۱۵۶.	دوگانہ طواف کے مسائل	۲۱۳

۱۵۷.	مسائل متعلقہ طواف زیارت	۲۱۶
۱۵۸.	مسائل طواف وداع	۲۲۴
۱۵۹.	ایام نحر میں طواف وداع	۲۲۸
۱۶۰.	طوافِ قدوم کے مسائل	۲۲۸
۱۶۱.	طواف کے بعض متفرق مسائل	۲۲۹
۱۶۲.	احرام اور نابالغ بچہ کا مسئلہ	۲۳۰
۱۶۳.	عمرہ کی کثرت سے کثرتِ طواف افضل ہے	۲۳۱
۱۶۴.	**چوتھا رسالہ: آب زمزم کے فضائل ومسائل**	**۲۳۲**
۱۶۵.	آب زمزم کے مبارک نام	۲۳۴
۱۶۶.	فضائل آب زمزم	۲۳۹
۱۶۷.	بئرزمزم میں آنحضرت ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت موجود ہونے کا بیان	۲۳۹
۱۶۸.	آنحضرت ﷺ کا دل مبارک آبِ زمزم سے دھونے کا بیان	۲۴۰
۱۶۹.	آبِ زمزم روئے زمین پر سب سے افضل پانی ہے	۲۴۱
۱۷۰.	آبِ زمزم گھر والوں کیلئے بہترین مدد ہے۔	۲۴۱
۱۷۱.	ماءِ زمزم کھانا ہے اور شفاء ہے	۲۴۲
۱۷۲.	زمزم کو سیر ہو کر نہ پینا منافقین کی علامت ہے	۲۴۲

۱۷۳.	حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بے انتہاء خوشی	۲۴۳
۱۷۴.	طواف کے بعد زمزم پینا اور سر پر ڈالنا	۲۴۳
۱۷۵.	آبِ زمزم سے بچہ کی تحنیک کرنے کا بیان	۲۴۴
۱۷۶.	تمام پانیوں کے سردار آب زمزم کا ظہور فرشتوں کے سردار کے ذریعہ ہوا	۲۴۴
۱۷۷.	حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ کا قصہ	۲۴۵
۱۷۸.	ماءزمزم جنت سے جاری ہے	۲۴۵
۱۷۹.	آبِ زمزم سے بخار کو ٹھنڈا کرنا	۲۴۶
۱۸۰.	قربِ قیامت تک ماءزمزم کا بقاء	۲۴۶
۱۸۱.	آبِ زمزم کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔	۲۴۶
۱۸۲.	آبِ زمزم پینے کے آداب	۲۴۷
۱۸۳.	بعض فقہی مسائل متعلقہ آبِ زمزم	۲۴۸
۱۸۴.	آبِ زمزم سے وضو کرنا	۲۴۸
۱۸۵.	ماءزمزم سے ناپاکی دھونے کی ممانعت	۲۴۸
۱۸۶.	آبِ زمزم سے غسل کرنا	۲۴۹
۱۸۷.	آبِ زمزم میں پانی ملانا	۲۴۹
۱۸۸.	آبِ زمزم کو مکۃ المکرمہ سے اپنے علاقوں میں لے جانا	۲۵۰

۱۸۹.	آب زمزم فروخت کرنے کا حکم	۲۵۱
۱۹۰.	آب زمزم کو گرم کرنے کا حکم	۲۵۱
۱۹۱.	آبِ زمزم کھڑے ہو کر پیا جائے یا بیٹھ کر	۲۵۲
۱۹۲.	آبِ زمزم سے کفن دھونا	۲۵۳
۱۹۳.	**آب زمزم سے شفایاب ہونے والے حضرات کے چند واقعات**	۲۵۳
۱۹۴.	فالج کے مرض سے شفایاب ہونے کا واقعہ	۲۵۳
۱۹۵.	امام زین الدین العراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ۔	۲۵۴
۱۹۶.	احمد بن عبد اللہ الشریفی رحمۃ اللہ علیہ کا شفا پانا	۲۵۴
۱۹۷.	علامہ ابن قیم کا آب زمزم پی کر شفایاب ہونا	۲۵۴
۱۹۸.	الشیخ عبد الرحمن بن مصلح رحمۃ اللہ علیہ کا شفایاب ہونا	۲۵۵
۱۹۹.	**آبِ زمزم پیتے وقت اہل اللہ کی دعا اور نیت**	۲۵۶
۲۰۰.	زمزم پیتے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی نیت	۲۵۶
۲۰۱.	حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نیت	۲۵۶
۲۰۲.	حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نیت	۲۵۶
۲۰۳.	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تیر اندازی میں صحیح ہدف ہونے کی نیت سے پینا	۲۵۷
۲۰۴.	ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف و تالیف میں مہارت	

	حاصل ہونے کی نیت سے زمزم پینا	۲۵۷
۲۰۵.	سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمزم پینے والے کو سو حدیثیں سنانا	۲۵۸
۲۰۶.	علامہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قیامت کے دن کی پیاس سے بچنے کی نیت سے زمزم پینا	۲۵۸
۲۰۷.	علامہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب قصہ	۲۵۹
۲۰۸.	علامہ ابو بکر ابن عیاش کا زمزم شریف سے دودھ پینا	۲۶۰
۲۰۹.	ایک نیک وصالح چرواہے کو آبِ زمزم سے دودھ حاصل ہونا	۲۶۰
۲۱۰.	امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی نیت	۲۶۱
۲۱۱.	**دور حاضر کے واقعات**	۲۶۱
۲۱۲.	پہلا قصہ (الشیخ مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا)	۲۶۱
۲۱۳.	دوسرا قصہ	۲۶۱
۲۱۴.	تیسرا قصہ	۲۶۳
۲۱۵.	چوتھا قصہ	۲۶۳
۲۱۶.	پانچواں قصہ	۲۶۴
۲۱۷.	چھٹا قصہ	۲۶۴

٢١٨.	ایک اہم اور ضروری نوٹ	٢٦٥
٢١٩.	**پانچواں رسالہ:** **خواتین اسلام کے اہم مسائل حج وعمرہ**	٢٦٧
٢٢٠.	حج کی فرضیت کے مسائل	٢٦٨
٢٢١.	ایسی عورت پر حج کی فرضیت کا حکم جس کے پاس نقد پیسہ تو نہیں لیکن زیور جائداد یا کو دوسرا سامان موجود ہے	٢٦٩
٢٢٢.	ایسی عورت کے حج کا حکم جس کی ملکیت میں مکان ہے، اور اس کے اخراجات شوہر اٹھاتا ہے	٢٧٠
٢٢٣.	کیا لڑکی کا رخصتی سے پہلے حج ہو جائے گا	٢٧١
٢٢٤.	بے پردگی کے خوف سے حج کو ممنوع کہنا غلط ہے	٢٧٢
٢٢٥.	کیا فریضۂ حج کی ادائیگی میں والدین کی اجازت شرط ہے؟	٢٧٣
٢٢٦.	شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر حج فرض ہونے کا حکم	٢٧٣
٢٢٧.	شیر خوار بچہ کی وجہ سے شوہر بیوی کو حج سے منع کرے تو کیا حکم ہے؟	٢٧٤
٢٢٨.	حقوق العباد سے متعلق بعض ضروری تنبیہات	٢٧٥
٢٢٩.	محرم کے مسائل	٢٧٧

۲۳۰.	منہ بولا بھائی	۲۷۸
۲۳۱.	عورت کا جیٹھ	۲۷۸
۲۳۲.	بہن کا دیور	۲۷۸
۲۳۳.	دودھ شریک بھائی	۲۷۸
۲۳۴.	بیٹی کا سسر	۲۷۹
۲۳۵.	ممانی کے ساتھ سفر حج	۲۷۹
۲۳۶.	عورت کا کسی دوسری عورت کے ساتھ حج کرنا	۲۷۹
۲۳۷.	پیر کے ساتھ سفر حج	۲۷۹
۲۳۸.	عورت کا ملازم	۲۷۹
۲۳۹.	عمر رسیدہ محرم	۲۸۰
۲۴۰.	پندرہ سال کا بچہ محرم ہے یا نہیں	۲۸۰
۲۴۱.	عورت اپنے مراہق محرم کے ساتھ سفر کر سکتی ہے یا نہیں	۲۸۰
۲۴۲.	عورت کے لئے بلا محرم سفر کرنے سے متعلق سوال اور اسکا تفصیلی مدلل جواب	۲۸۱
۲۴۳.	عورت کے لئے ہوائی جہاز میں بھی بلا محرم سفر کرنا جائز نہیں	۲۸۴
۲۴۴.	عورت کو آخری عمر تک محرم نہ ملنے پر حج بدل کرانے کی وصیت	۲۸۵

۲۴۵.	محرم میسر نہ ہونیکی وجہ سے حج بدل کرادیا اور بعد میں محرم میسر ہو گیا تو کیا حج دوبارہ کرنا ضروری ہے	۲۸۶
۲۴۶.	عورت حج کے لئے غیر محرم کے ساتھ جانا چاہے تو کیا شوہر اس کو روک سکتا ہے	۲۸۸
۲۴۷.	جس عورت نے غیر محرم کے ساتھ حج ادا کرلیا تو فرض ساقط ہو گیا	۲۸۹
۲۴۸.	حج کے لئے تنہا عورتوں کے قافلہ کا حکم	۲۸۹
۲۴۹.	خواتین کیلئے بلا محرم سفر ممنوع ہونے کی حکمت	۲۹۰
۲۵۰.	حج و عمرہ پر جانے والی خواتین کے شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے تو کیا کرے	۲۹۳
۲۵۱.	خواتین کے لئے مسائل احرام	۳۰۱
۲۵۲.	خواتین کیلئے حالت احرام میں چہرہ ڈھانپنے کا حکم اور اس کا طریقہ	۳۰۲
۲۵۳.	متفرق مسائل احرام	۳۰۳
۲۵۴.	خواتین کا حالت احرام میں سر پر کپڑا باندھنا	۳۰۳
۲۵۵.	احرام باندھنے سے پہلے بیوی ساتھ ہو تو صحبت کرنا اور پھر غسل کرنا مسنون ہے	۳۰۴
۲۵۶.	عورت کے احرام باندھنے کا طریقہ اور حالت احرام میں	

	عورت کو زیور اور دستانے وغیرہ پہننے کا حکم	۳۰۵
۲۵۷.	اگر چہرہ پر کپڑا لگتا رہا تو کیا واجب ہے	۳۰۶
۲۵۸.	حالت احرام میں غسل کرنے کے بعد کنگی کرنا	۳۰۷
۲۵۹.	احرام میں چہرہ پر ماسک لگانا	۳۰۸
۲۶۰.	حالت احرام میں جوں مارنے کا کیا جزاء ہے	۳۰۹
۲۶۱.	دوسری عورت سے جوں پکڑوانا	۳۱۰
۲۶۲.	محرم عورت کا دوسری عورت کے جوں مارنا	۳۱۰
۲۶۳.	حالت احرام میں میاں بیوی کے بوس و کنار کرنے پر جزاء ہے	۳۱۰
۲۶۴.	خواتین کے لئے بعض مسائل طواف	۳۱۱
۲۶۵.	طوافِ قدوم کے بعض مسائل	۳۱۵
۲۶۶.	خواتین کو ایک ہمدردانہ مشورہ	۳۱۸
۲۶۷.	مسائل متعلقہ طواف زیارت	۳۱۸
۲۶۸.	مسائل طواف وداع	۳۳۰
۲۶۹.	طواف کے متعلق کچھ ضروری مسائل	۳۳۵
۲۷۰.	خواتین کے لئے مسائل سعی	۳۳۷
۲۷۱.	خواتین کے مسائل رمی	۳۳۸
۲۷۲.	خواتین کیلئے مسائل قصر (بال کٹوانے کے مسائل)	۳۴۰

۲۷۳.	جس عورت کے سر پر بالکل بال نہ ہوں وہ کیا کرے	۳۴۲
۲۷۴.	عورتوں کے لئے سر منڈھانے کی ممانعت	۳۴۲
۲۷۵.	خواتین کیلئے منٰی ، مزدلفہ ، عرفات میں نظر ،کانوں اور زبان کی حفاظت	۳۴۲
۲۷۶.	اگر کوئی عورت حدود عرفات میں داخل نہ ہو سکی	۳۴۵
۲۷۷.	عذر کی وجہ سے وقوف مزدلفہ چھوڑ دینا	۳۴۷
۲۷۸.	مسائل حیض ونفاس	۳۴۷
۲۷۹.	حالت حیض ونفاس میں احرام سے متعلقہ مسائل	۳۴۷
۲۸۰.	حجِ قران کرنے والی اور حجِ تمتع کرنے والی حائضہ جو کہ وقوف عرفہ تک پاک نہ ہو سکے اس کا مسئلہ	۳۵۰
۲۸۱.	ایسی خواتین کے لئے ایک احسن طریقہ	۳۵۴
۲۸۲.	حالت حیض ونفاس میں دعا کی نیت سے قرآنی آیات پڑھنا	۳۵۶
۲۸۳.	حالت حیض و نفاس اور جنابت کی حالت میں قرآنی آیات کو چھونے کی ممانعت	۳۵۷
۲۸۴.	حیض و نفاس اور جنابت کی حالت میں مسجد میں داخلہ کی ممانعت	۳۵۸
۲۸۵.	خواتین کے لئے بحالت سفر نماز کے اتمام اور قصر کے	

	مسائل	۳۵۸
۲۸۶.	کسی حجن کو طوافِ زیارت کرنے سے پہلے حیض آجائے اور قافلہ روانہ ہونے لگے، تو کیا کرے؟	۳۵۹
۲۸۷.	دواؤں کے ذریعہ حیض روکنے کے مسائل	۳۶۳
۲۸۸.	مانع حیض دوا استعمال کرنے سے متعلق چند حالتیں	۳۶۴
۲۸۹.	کسی عورت کو مسلسل خون آتا رہے	۳۶۷
۲۹۰.	حیض ونفاس کے بارے میں ایک عام قاعدہ	۳۶۷
۲۹۱.	حیض ونفاس میں طواف کے چند مسائل	۳۶۸
۲۹۲.	جو عورت بلا احرام میقات سے گزر کر مکہ مکرمہ پہونچ گئی اس کا حکم	۳۶۹
۲۹۳.	لیکوریا کے پانی کا حکم اور اس کے متعلق چند مسائل	۳۷۰
۲۹۴.	ممنوعات احرام سے متعلق چند مسائل	۳۷۱
۲۹۵.	حالت احرام میں شوہر سے دل لگی کرنا	۳۷۷
۲۹۶.	متفرق مسائل	۳۷۷
۲۹۷.	خواتین کا مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھنے کا حکم	۳۷۸
۲۹۸.	خواتین کے لئے مسجد میں جانے کے ضروری آداب	۳۸۰
۲۹۹.	حرم شریف میں عورتوں کا نماز جنازہ میں شرکت کرنا	۳۸۲

۳۰۰.	صلوۃ وسلام پیش کرنے کے آداب	۳۸۳
۳۰۱.	حج وعمرہ میں خواتین کے لئے پردہ کے اہتمام کرنے کا بیان	۳۸۶
۳۰۲.	**چھٹا رسالہ: فضائلِ مدینہ ومنورہ**	**۳۹۰**
۳۰۳.	**۱۔باب اول: فضائل مدینہ منورہ قرآن کریم کی روشنی میں**	۳۹۱
۳۰۴.	۲۔فضیلت نمبر۱: مدینہ منورہ سچائی کا مرکز ہے	۳۹۳
۳۰۵.	فضیلت نمبر ۲،۳ : مدینہ منورہ ایمان کا مظہر اور اس کا مرکز ہے	۳۹۴
۳۰۶.	فضیلت نمبر ۴ : مدینہ کا نامِ نامی قرآن کریم میں	۳۹۵
۳۰۷.	فضیلت نمبر ۵ : فتح مکہ سے قبل مدینہ کیطرف ہجرت فرض ہونے کا بیان	۳۹۷
۳۰۸.	فضیلت نمبر ۶ : مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کی صفات اور فضیلت	۳۹۹
۳۰۹.	فضیلت نمبر ۱۲،۱۱،۱۰،۹،۸،۷: انصارِ مدینہ کی صفات اور فضیلت	۴۰۱
۳۱۰.	فضیلت نمبر ۱۳: حضراتِ مہاجرین وانصارِ مدینہ کیلئے اللہ	

	تعالیٰ کی طرف سے اپنی رضا کا اعلان اور دائمی جنت کی خوشخبری	۴۰۸
۳۱۱.	فضیلت نمبر ۱۴، ۱۷، ۱۶، ۱۵: مدینہ منورہ میں ایسی مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی	۴۰۹
۳۱۲.	ان روایات کی جمع اور تطبیق	۴۱۲
۳۱۳.	فضیلت نمبر ۱۸: مدینہ منورہ مہبطِ وحی ہے قرآن کریم کا بڑا حصہ اس میں نازل ہوا	۴۱۲
۳۱۴.	**باب دوم** **مدینہ منورہ کے فضائل احادیث شریفہ کی روشنی میں**	۴۱۴
۳۱۵.	۱۱۔ فضیلت نمبر ۱۹: مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے	۴۱۴
۳۱۶.	فضیلت نمبر ۲۰: مسجد نبوی شریف ان تین مساجد میں سے ہے جن کی طرف مستقل طور پر سفر کیا جاتا ہے	۴۱۴
۳۱۷.	فضیلت نمبر ۲۱: مسجد نبوی شریف میں ایک ایسی جگہ ہے جو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے	۴۱۵
۳۱۸.	فضیلت نمبر ۲۳، ۲۲، ۲۴: مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازوں کی فضیلت	۴۱۶
۳۱۹.	فضیلت نمبر ۲۵: گھر سے مسجد نبوی شریف کی نیت کر کے	

	چلنے کا اجر و ثواب	۴۱۷
۳۲۰.	فضیلت نمبر ۲۶: مسجد نبوی شریف میں تعلیم و تعلم جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے	۴۱۸
۳۲۱.	فضیلت نمبر ۲۷: منبرِ رسول ﷺ کی فضیلت	۴۱۹
۳۲۲.	فضیلت نمبر ۲۸: رسول اللہ ﷺ کا اپنے منبر سے اپنے حوضِ کوثر کو دیکھنا	۴۲۰
۳۲۳.	فضیلت نمبر ۲۹: منبر نبوی شریف کے پاس جھوٹی قسم کھانے کی وعید	۴۲۲
۳۲۴.	فضیلت نمبر ۳۰: ستونِ مصحف شریف کے پاس نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا	۴۲۳
۳۲۵.	فضیلت نمبر ۳۱: مسجد قباء میں نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے	۴۲۴
۳۲۶.	فضیلت نمبر ۳۲: صحابیٔ رسول ﷺ کا فرمان کہ مجھے مسجد قباء میں نماز پڑھنا بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے	۴۲۵
۳۲۷.	فضیلت نمبر ۳۳: رسول اللہ ﷺ کا ہر ہفتہ کو سواری پر یا پیادہ مسجد قباء تشریف لے جانا	۴۲۵
۳۲۸.	فضیلت نمبر ۳۴: مدینہ منورہ کی بستی کی طرف نبی اکرم ﷺ کو ہجرت فرمانے کا حکم	۴۲۸

۳۲۹.	فضیلت نمبر ۳۵: مدینہ ایمان کے لوٹنے کی (جمع ہونے) کی جگہ ہے	۴۲۹
۳۳۰.	فضیلت نمبر ۳۶: مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کی طرح رسولِ انور ﷺ کا محبوب شہر ہے یا اس سے بھی زیادہ محبوب ہے	۴۳۰
۳۳۱.	فضیلت نمبر ۳۷: رسولِ انور ﷺ کی تشریف آوری پر مدینہ منورہ کا روشن ہو جانا	۴۳۱
۳۳۲.	فضیلت نمبر ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، مدینہ منورہ قبۃ الاِسلام ، ایمان کا گھر، ہجرت کی زمین اور حلال اور حرام کا مرکز ہے	۴۳۲
۳۳۳.	فضیلت نمبر ۴۲، ۴۳: مدینہ کا حرم ہونا اور نبی کریم ﷺ کا اسکے مُد اور صاع میں برکت کی دعا فرمانا۔	۴۳۳
۳۳۴.	فضیلت نمبر ۴۴: رسول کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی حرمت بیان فرماتے ہوئے اس کے حدودِ اربعہ کی بھی تعیین فرمائی	۴۳۳
۳۳۵.	فضیلت نمبر ۴۵، ۴۶: مدینہ منورہ کے درخت کاٹنے کی ممانعت، اور اس کے شکار کی حرمت	۴۳۶
۳۳۶.	فضیلت نمبر ۴۷، ۴۸: مدینہ منورہ برے آدمی کو نکال دیتا ہے اور اچھے آدمی کو نکھار دیتا ہے	۴۳۷

۳۳۷.	فضیلت نمبر ۴۹: مدینہ منورہ کی سکونت اختیار کرنا دنیا کے سبز وشاداب شہروں میں رہنے سے بہتر ہے	۴۳۹
۳۳۸.	فضیلت نمبر ۵۰: مدینہ منورہ سے جو بے رغبت ہو کر نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس سے بہتر آدمی کو مدینہ منورہ میں آباد فرمادے گا	۴۴۰
۳۳۹.	فضیلت نمبر ۵۱: آخر زمانہ میں بُرے لوگوں کو نکالنے کیلئے مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا اور ہر کافر و منافق یہاں سے نکل کر بھاگ جائے گا۔	۴۴۱
۳۴۰.	فضیلت نمبر ۵۲،۵۳: مدینہ منورہ میں نہ دجال داخل ہو گا اور نہ طاعون (کا مرض) پھیلے گا	۴۴۲
۳۴۱.	فضیلت نمبر ۵۴: مدینہ منورہ میں دجال کا رعب بھی داخل نہیں ہو گا	۴۴۳
۳۴۲.	فضیلت نمبر ۵۵،۵۶: مدینہ منورہ سے ایک ایسا شخص نکلے گا جو افضل لوگوں میں سے ہو گا، اور اسکی شہادت اللہ کے نزدیک بہت عظیم ہو گی، اور لوگوں کو کانے دجال سے ڈرائے گا	۴۴۴
۳۴۳.	فضیلت نمبر ۵۸،۵۷: مدینہ منورہ کا اُحد پہاڑ آنحضرت ﷺ سے محبت کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں	۴۴۶

۳۴۴.	فضیلت نمبر ۵۹: نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری پر احد پہاڑ کا خوشی میں جنبش کرنا	۴۴۶
۳۴۵.	فضیلت نمبر ۶۰: رسول اللہ ﷺ کا شہداء احد کی زیارت فرمانا	۴۴۸
۳۴۶.	فضیلت نمبر ۶۱: سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد گھر جانے سے پہلے مسجد نبوی شریف میں دو رکعت ادا کرنا	۴۴۹
۳۴۷.	فضیلت نمبر ۶۲: اہل مدینہ کے ساتھ برائی کرنے والوں کے لئے سخت وعیدوں کا بیان	۴۵۰
۳۴۸.	فضیلت نمبر ۶۳: اہل مدینہ کا مقام کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا گویا اس نے نبی کریم ﷺ کے دل کو ڈرایا	۴۵۱
۳۴۹.	فضیلت نمبر ۶۴: مدینہ طیبہ میں سب سے بڑے عالم ہونے کی بشارت	۴۵۱
۳۵۰.	فضیلت نمبر ۶۵: مدینہ منورہ محفوظ قلعہ ہے	۴۵۳
۳۵۱.	فضیلت نمبر ۶۶: آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے مدینہ منورہ کی طرف لوگوں کے قلوب کا کھنچنا	۴۵۴
۳۵۲.	فضیلت نمبر ۶۷، ۶۸: آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے مدینہ منورہ کی آب وہوا خوب عمدہ ہوگئی اور اس کا بخار جحفہ منتقل ہوگیا	۴۵۵
۳۵۳.	فضیلت نمبر ۶۹: مدینہ منورہ سے یہود کا اخراج	۴۵۸

۳۵۴.	فضیلت نمبر ۷۰: رسول اللہ ﷺ کا مدینہ منورہ کے در و دیوار کو دیکھ کر شدتِ اشتیاق سے سواری تیز فرمالینا	۴۵۹
۳۵۵.	فضیلت نمبر ۷۱: اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے	۴۶۰
۳۵۶.	فضیلت نمبر ۷۴، ۷۳، ۷۲: مدینہ منورہ کے پھل اور رزق میں برکت ہونے کا بیان	۴۶۲
۳۵۷.	فضیلت نمبر ۷۵: رسول اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ کیلئے مکہ مکرمہ کی برکتوں سے دوگنی برکت کی دعا فرمانا	۴۶۳
۳۵۸.	فضیلت نمبر ۷۶: مدینہ منورہ بلدِ اسلام ہے اس میں کسی دوسرے دین کی گنجائش نہیں	۴۶۴
۳۵۹.	فضیلت نمبر ۷۷، ۷۸: مدینہ منورہ میں قتال کی حرمت اور درخت کاٹنے کا بیان	۴۶۴
۳۶۰.	فضیلت نمبر ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹: مدینہ منورہ کی گھانس کاٹنے کی اور مدینہ کا شکار بھگانے کی اور مدینہ کے لقطہ کو اٹھانے کی اور مدینہ میں ہتھیار اٹھانے کی ممانعت	۴۶۵
۳۶۱.	فضیلت نمبر ۸۳: مدینہ منورہ گناہوں کو دور کر دیتا ہے	۴۶۷
۳۶۲.	فضیلت نمبر ۸۴: مدینہ منورہ کے قلعوں کو گرانے کی ممانعت	۴۶۸
۳۶۳.	فضیلت نمبر ۸۵: مدینہ منورہ کی وادی عقیق مبارک وادی ہے	۴۶۸

۳۶۴.	فضیلت نمبر ۸۶: مدینہ منورہ کی وادیٔ بطحان کی فضیلت	۴۶۹
۳۶۵.	فضیلت نمبر ۸۷: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وادی بطحان کی مٹی سے مریض کا علاج فرمانا	۴۷۰
۳۶۶.	فضیلت نمبر ۸۸: مدینہ کی مٹی میں باذن اللہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) شفاء ہے	۴۷۱
۳۶۷.	فضیلت نمبر ۸۹: مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو اور زہر سے تحفظ کا ذریعہ ہے	۴۷۳
۳۶۸.	فضیلت نمبر ۹۰: مدینہ منورہ کی کھجور "عجوۃ العالیۃ" میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفاء ہے	۴۷۳
۳۶۹.	فضیلت نمبر ۹۱: عجوہ بحکم الٰہی دل کے امراض کیلئے باعث شفاء ہے اور حکم الٰہی سے دل کی بند شدہ شریانوں کو کھولنے کا باعث ہے	۴۷۴
۳۷۰.	فضیلت نمبر ۹۲: اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی عجوہ کھجور ہر مرض سے حفاظت کا ذریعہ ہے	۴۷۵
۳۷۱.	فضیلت نمبر ۹۳: مہاجرین اور انصار مدینہ میں مؤاخاۃ (بھائی چارہ کی فضا)	۴۷۶
۳۷۲.	فضیلت نمبر ۹۴: انصارِ مدینہ کا مہاجرین کے لئے اپنا مال پیش کرنا	۴۷۶
۳۷۳.	فضیلت نمبر ۹۵: مدینہ منورہ کا اسلام کے لشکروں کا	

	مرکز بننا اور مدینہ سے دوسری بستیاں فتح ہونے کی خوشخبری	۴۷۸
۳۷۴.	فضیلت نمبر ۹۶: مدینہ کے اطراف کو آباد رکھنے کی ترغیب	۴۷۹
۳۷۵.	فضیلت نمبر ۹۷: مدینہ منورہ دینِ اسلام کا ایسا شہر ہے جو قیامت تک آباد رہے گا	۴۸۰
۳۷۶.	فضیلت نمبر ۹۸: مدینہ منورہ کے راستوں پر ملائکہ کا پہرہ ہے	۴۸۱
۳۷۷.	فضیلت نمبر ۹۹: رسول اللہ ﷺ کا اہلِ مدینہ کیلئے برکت کی دعائیں فرمانا	۴۸۲
۳۷۸.	فضیلت نمبر ۱۰۱،۱۰۰: مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کا مسکن ہے اور امن کا شہر ہے	۴۸۲
۳۷۹.	فضیلت نمبر ۱۰۲، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳: مدینہ منورہ دار الھجرت، دار السنۃ اور دار السلامہ ہے، اور اہل فقہ کا مرکز ہے اور شریف لوگوں کی قیام گاہ ہے اور عقلمند اور اچھی رائے رکھنے والوں کی بستی ہے۔	۴۸۴
۳۸۰.	فضیلت نمبر ۱۰۸: نبی رحمت ﷺ کی سفارش اور گواہی ایسے شخص کیلئے جس نے مدینہ منورہ کے مصائب پر صبر کیا	۴۸۵

۳۸۱.	فضیلت نمبر ۱۰۹: مدینہ میں انتقال کرنے والے کیلئے آنحضرت ﷺ کی شفاعت اور گواہی	۴۸۶
۳۸۲.	فضیلت نمبر ۱۱۰: نبی اکرم ﷺ کا بکثرت بقیع تشریف لے جانا اور اہل بقیع کے لئے دعا و استغفار فرمانا	۴۸۷
۳۸۳.	**ساتواں رسالہ: حج کے پانچ دن** **از مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ**	**۴۹۲**
۳۸۴.	حج کے پانچ دنوں کے احکام و اعمال	۴۹۳
۳۸۵.	پہلا دن آٹھویں ذی الحجہ	۴۹۳
۳۸۶.	دوسرا دن نویں ذی الحجہ	۴۹۴
۳۸۷.	وقوف عرفات کا مسنون طریقہ	۴۹۵
۳۸۸.	عرفات کی دعائیں	۴۸۶
۳۸۹.	عرفات سے مزدلفہ روانگی	۵۰۰
۳۹۰.	تیسرا دن دسویں ذی الحجہ	۵۰۲
۳۹۱.	مزدلفہ سے منیٰ روانگی	۵۰۳
۳۹۲.	منیٰ پہونچ کر جمرہ عقبی کی رمی کرنا	۵۰۳
۳۹۳.	قربانی	۵۰۵
۳۹۴.	حلق اور قصر کا بیان	۵۰۷
۳۹۵.	حلق اور قصر کا طریقہ	۵۰۸

۳۹۶.	طوافِ زیارت	۵۰۹
۳۹۷.	طوافِ زیارت کے بعد منیٰ کو واپسی	۵۱۰
۳۹۸.	چوتھا دن گیارہویں ذی الحجہ	۵۱۰
۳۹۹.	پانچواں دن بارہویں ذی الحجہ اور مکہ مکرمہ کو واپسی	۵۱۱
۴۰۰.	تیرہویں ذی الحجہ کے رمی	۵۱۲
۴۰۱.	طوافِ وداع	۵۱۳

مقدمة المؤلف

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياءوالمرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين .

اما بعد:

الحمد اللہ توفیقِ الٰہی سے تحفۂ حرمین شریفین مزین قرطاس ہوئی کئی احباب کے مشورے سے اور حالات کے تقاضوں کے پیش نظر اس بات کا داعیہ پیدا ہوا کہ حجاج و معتمرین اور زائرین کے لئے ایک ایسی مستند اور مفید کتاب ہو جو کہ سب کی مکمل رہنمائی کر سکے، اور ہر طرح سے تشفی بخش اعمالِ حج و عمرہ کیئے جا سکیں۔

اوران اعمال حج و عمرہ اور زیارت مدینہ طیبہ میں یہ کتاب ایک مشعلِ راہ ثابت ہو، اور اس کتاب کی روشنی میں ان حضرات کو حجِ مبرور حاصل ہو سکے، اور تمام اعمال حج و عمرہ بحسنِ خوبی ادا کر سکیں جس سے دل منور ہوں، اور خشیت الٰہی اور محبت الٰہی سے ان کے قلوب معمور ہوں، اور ہر طرح کے قلبی سکون وطمانیت سے بحرور ہوں، اس کتاب میں سب سے پہلے حج و عمرہ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں کیوں کہ فضائل بیان کرنے سے جذبہ طاعت پیدا ہوتا ہے اور اخروی اجر و ثواب کا علم ہوتا ہے، اور اعمالِ صالحہ میں نشاط حاصل ہوتا ہے، اور رغبت بڑھتی ہے، قلبی لگاؤ کے ساتھ اعمال کرنا نصیب ہوتا ہے، اور حج و عمرہ اور زیارت مدینہ کے لئے بار بار اپنے اموال کو خرچ کرنے کی توفیق ہوتی ہے، محنت و مشقت سے کمایا ہو امال اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی میں خرچ کرنا نہایت آسان ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں اور احادیثِ شریفہ میں اعمالِ صالحہ کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارتیں سنائی گئی ہیں مومن بندہ ان بشارتوں کو سن کر حق الیقین رکھتے ہوئے، جنت کی طرف دوڑ لگاتا ہے اور اسی دوڑ میں حق تعالی کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ لہذا فضائل حج و عمرہ کا مطالعہ بھی کرنا چاہئے۔ تاکہ حج جیسے عظیم اسلامی رکن جو بدنی و مالی عبادت کا مجموعہ

ہے اس کے برکات صحیح معنی میں حاصل کر سکیں۔

دوسرا رسالہ آدابِ حج و عمرہ شامل کیا گیا ہے۔ ان آداب کی روشنی میں حج و عمرہ کیا جائے تو اللہ تعالی سے امید ہے کہ حج مبرور اور عمرہ مقبولہ نصیب ہو جائے بعض حضرات حج و عمرہ و زیارت کے حاضری دیتے ہیں لیکن آداب سے بالکل دور ہوتے ہیں، غیر شرعی وضع قطع اور انگریزی لباس اور ریاکاری اور شہرت و نام نمود و سیاحت کا جذبہ دلوں میں سمایا ہوتا ہے۔ جو کہ ان کی حرکات سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً تصویر کشی اور سگریٹ نوشی، اور بازاروں میں پھرنا، اور نظر کی حفاظت نہ کرنا

اور اپنے کمروں میں جاکر ٹیلی ویزن پر ایسے پروگرام دیکھنا جو عام حالات میں جائز نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب ایسی حرکات ہیں جو کہ حج و عمرہ اور زیارت کی روحانیت حاصل ہونے کے لئے مانع ہیں۔ لہذا حرمین شریفین کی حاضری سے قبل یہاں کے آداب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے تاکہ یہاں کے انوار و برکات سے قلوب منور ہو

جائیں۔ اور عند اللہ مقبولیت حاصل ہو جائے۔

تیسرا رسالہ احکام طواف شامل کیا گیا ہے،۔ طواف وہ عظیم عبادت ہے، جس سے خاص قرب الہی حاصل ہوتا ہے، اور قلوب پر فیضان الہیہ کی بارش ہوتی ہے۔ اس عظیم عبادت کے بھی کچھ احکام و آداب ہیں۔ ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے طواف کیا جائے تو صحیح معنی میں طواف طواف بنے گا۔ اگر کوئی ان احکام و آداب کو ملحوظ نہ رکھے تو عبادت کے بجائے بعض مرتبہ گناہ کا مرتکب ہو جائے گا۔ لہذا ضروری ہوا کہ طواف کے آداب واحکام کا بھی مطالعہ کیا جائے اور ان کو سیکھا جائے۔

چوتھا رسالہ آب زمزم کے فضائل اور مسائل سے متعلق ہے۔ یہ ایسا عظیم پانی ہے کہ اس کی اصل جنت سے جاملتی ہے۔ یہ عام پانی نہیں، یہ تو سب جانتے ہیں کہ یہ خاص پانی ہے لیکن اس کے تفصیلی فضائل اور اس سے متعلقہ احکام شرعیہ کیا ہیں اس سے بہت سے لوگ بے خبر ہیں۔ اور اکابر امت نے یہ پانی پیتے وقت کیا کیا نیتیں کیں اور ان نیتوں کی برکت سے کیا کیا فوائد حاصل ہوئے۔ ان سے بھی بہت سے لوگ بے خبر ہیں، یہ آب زمزم ایسا عظیم پانی ہے جو عکاسی کر رہا ہے حضرت ابراہیم علیہم السلام اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اماں ہاجرہ علیہا السلام کی قربانیوں کی۔ جس سے روزانہ لاکھوں مسلمان مستفید ہو رہے ہیں اور رہتی دنیا تک ان شاء اللہ مستفید ہوتے رہیں گے۔ لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اس رسالہ کو بھی اس میں شامل کیا جائے تاکہ اس عظیم پانی سے

حجاج کرام اور

معتمرین عظام اور زائرینِ بیت اللہ الحرام، بحرور ہوں۔

پانچواں رسالہ خواتین کے مسائل حج وعمرہ کے عنوان سے ہے۔ یہ رسالہ بھی اپنی جگہ بہت اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ خواتینِ اسلام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بکثرت حجِ بیت اللہ اور زیارتِ مدینہ منورہ کے لئے حاضر ہوتی ہیں۔

حج وعمرہ میں بہت سے احکام ایسے ہیں جو خواتین کے ساتھ خاص ہیں، جن کا علم بہت سی خواتین کو نہیں ہوتا اور نہ ان کے محرموں کو ہوتا ہے ان احکامات کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ایسی ایسی غلطیوں میں ابتلاء ہو جاتا ہے۔ کہ مفتیانِ کرام بھی حیران رہ جاتے ہیں۔ اور جستجو کر کے محنت کر کے بعض مسائل کا حل پیش کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی ایسی غلطیاں خواتین اور اسی طرح مرد حضرات بھی کر گزرتے ہیں کہ جس کے بارے میں کتابوں میں جزیہ تلاش کیا جاتا ہے، تو ملنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ لہذا پہلے سے ہی احکام حج وعمرہ اور زیارت کے آداب کا مطالعہ کر کے آنا چاہئے۔ تاکہ ان کی یہ حرمین و شریفین کی حاضری شرعی قوانین و اسلامی آداب کی روشنی میں ہو سکے۔

چھٹا رسالہ فضائل مدینہ منورہ ہے۔ مدینہ منورہ کی محبت تو ہر مسلمان کے دل میں جگہ پکڑی ہوئی ہے۔ اور اس کے چند فضائل ہی عام طور سے لوگوں کو معلوم ہیں۔ لیکن اس مبارک شہر کے تفصیلی فضائل کا معلوم ہونا بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مبارک ہے۔ اس شہر سے قلبی تعلق مزید بڑھ جائے۔ اور یہاں کے آداب بھی ملحوظ رکھے جائیں اور یہاں کے حرم سے متعلق احکامات بھی معلوم ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں اس رسالہ کو مرتب کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب یعنی تحفۂ حرمین شریفین میں شامل کیا گیا ہے۔ تاکہ زائرینِ حرم مدینہ اس رسالہ کو پڑھ کر خوب بحرور ہوں اور ان کی خوشی کی انتہا نہ

رہے کہ ہم ایسے مبارک شہر میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور ان کو یہاں کی حاضری میں ایمان کی تازگی محسوس ہو۔ اللہ رب العالمین کے سامنے سجدہ میں گر جائیں کہ اے اللہ آپ کا بے انتہاء فضل و کرم و احسان ہے کہ آپ نے مجھ جیسے بندہ نالائق کو ایسی پاک جگہ پہونچا دیا۔ یارب لک الحمد و لک الشکر کما ینبغی لجلال وجهک و عظیم سلطانک ۔

ساتواں رسالہ حج کے پانچ دن یہ بندہ کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی کی کتاب کتاب الحج سے ماخوذ ہے۔ حجاج کرام کی آسانی کے لئے اس رسالہ کو تحفۂ حرمین شریفین میں شامل کیا گیا ہے۔ تاکہ حجاجِ کرام اس رسالہ کو مطالعہ کرکے صحیح معنی میں حج ادا کرلیں۔

اللّٰهُمَّ اجعل اعمالنا خالصة لوجهك الكريم و لا تجعل فيها لغيرك شيئا .ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم و تب علينا إنك أنت التواب الرحيم . وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم.

الفقير الى رحمة مولاه الغني عبدالرحمن كوثرعفاالله عنه وعافاه

ابن حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰهي صاحب نوراللہ مرقدہ

﴿ وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ﴾

(آل عمران: ٩٧)

پہلا رسالہ

فضائلِ حج و عمرہ

تالیف

مولانا مفتی عبد الرحمن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالی
ابن
عالم ربانی حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج مبرور کی فضیلت کا بیان

عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قَالَ قال سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ حَجَّ للهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ» (۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے حج کیا اور اس نے (اس میں) نہ تو شہوت کی باتیں کیں اور نہ گناہوں کا ارتکاب کیا تو وہ (گناہوں سے پاک ہو کر اس طرح اپنے گھر) لوٹا جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

تشریح: حدیث بالا سے ایسے حاجی کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی جو حج کے دوران شہوت کی باتوں سے اور گناہوں سے بچتا رہا ہو۔ یہ حاجی اپنے پچھلے گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو کر اپنے گھر لوٹتا ہے جیسا کہ وہ اپنے یوم پیدائش کو تھا۔

حدیث بالا میں ''رفث اور فسق'' سے بچنے والے حاجی کی مذکورہ بالا فضیلت بیان فرمائی ہے، ''رفث'' عربی زبان میں جماع اور اس کے مقدمات کو کہتے ہیں جو حالت احرام میں ممنوع ہے اور طوافِ زیارت جب تک نہ کر لے اس وقت تک یہ ممانعت باقی رہے گی، دسویں ذی الحجہ کی رمی اور حج کی قربانی (اگر متمع یا قارن

---

(۱) صحيح البخاري (رقم۱۵۲۱) كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور وصحيح مسلم (رقم ۱۳۰۵) كتاب الحج باب فضل الحج والعمرة.

ہے (حج افراد کرنے والے کے لیے مستحب ہے) کرنے کے بعد بالوں کا حلق یا قصر کر کے احرام کی پابندیوں سے نکل جاتا ہے سوائے جماع اور اس کے دواعی کے، اس کو فقہاء اس طرح تعبیر فرماتے ہیں: "حل له كل شيء الا النساء" جب اپنی بیوی سے شہوت کی باتیں کرنا بھی طوافِ زیارت سے پہلے ممنوع ہے تو کسی غیر سے شہوت کی باتیں کرنا بدرجہ اولیٰ منع ہے، لہٰذا حاجی کو اپنی نظر کی خاص حفاظت کرنی چاہیے کہ کسی غیر محرم عورت پر یا امرد لڑکے پر نہ پڑے اور اگر غیر اختیاری طور پر نظر پڑ جائے تو فوراً پھیر لے تاکہ حج میں خلل واقع نہ ہو اور "فسق" کے معنی ہیں استقامت سے نکل جانا، یعنی اللہ تعالیٰ کی طاعت سے نکل کر گناہوں میں مبتلا ہو جانا، قرآن پاک میں ان دونوں سے بچنے کی تاکید کے ساتھ ساتھ ایک اور کام سے بچنے کی بھی تاکید فرمائی ہے اور وہ لڑائی جھگڑا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿ ٱلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَٰتٌ ۚ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِى ٱلْحَجِّ ﴾ (۲) یعنی حج کا وقت چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں، سو جس شخص نے ان میں حج کو اپنے ذمہ لازم کر لیا تو نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ فسوق ہے اور نہ کسی قسم کا جھگڑا ہے۔ سفر حج میں اول سے اخیر تک ایسے مواقع پیش آتے ہیں جہاں رفقائے سفر سے اور حجاج سے لڑنے کی صورت حال پیش آتی ہے، کہیں جگہ کی تنگی کی وجہ سے، کہیں پانی لینے کی بھیڑ میں اور کہیں رمی کی بھیڑ میں وغیرہ ایسے تمام حالات میں اپنے نفس پر قابو رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ شیطان لعین مؤمن کے اعمال ضائع کرنے کی کوشش میں رہتا ہے اور لڑائی جھگڑے اور ایسے اعمال پر ابھارتا رہتا ہے کہ جن سے اعمال کا ثواب جاتا رہے

---

(۲) سورة البقرة: ۱۹۷

''أعاذنا الله من ذلك'' لہٰذا مؤمن بندہ کو متنبہ رہنا چاہیے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حاجی کے چھوٹے بڑے دونوں قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حقوق العباد کی بھی معافی ہو جاتی ہے۔'' علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ قرطبی اور قاضی عیاض کا مذہب بھی یہی نقل کیا ہے، لیکن امام الطبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں تفصیل ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ معافی ایسے حقوق کے بارے میں ہے کہ ظالم نے توبہ کر لی ہو اور حقوق کی ادائیگی کرنے سے قاصر ہو، یعنی ایسا حاجی جس کے ذمہ دوسروں کے حقوق ہیں اور وہ ان کی ادائیگی کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو اس کی معافی حقوق العباد کے بارے میں نہ ہو گی بلکہ اس کو حقوق العباد ادا کرنا لازمی ہے۔ بعضے حجاج حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے سے قاصر رہنے کی وجہ سے حقوق العباد ادا نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے حج کرنے کی وجہ سے حقوق العباد بھی معاف ہو گئے ایسا سمجھنا غلط ہے، حقوق العباد کا مسئلہ بہت نازک ہے ان کی ادائیگی کی فکر کرنا بے حد ضروری ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو حدیث میں وارد ہونے والی فضیلت کا مصداق حقوق اللہ فرمایا ہے اور حقوق اللہ کے بارے میں بھی یہ تفصیل ہے کہ جس نے حقوق اللہ ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے تو یہ کوتاہی تو معاف ہو جائے گی لیکن فی نفسہٖ وہ حق ساقط نہ ہو گا، مثلاً: کسی کے ذمہ ایک سال کی نمازیں ہیں یا ایک رمضان کے روزے ہیں یا کئی سال سے زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ جتنی نمازیں قضاء ہیں ان کو پڑھے اور قضاء روزے رکھے، جتنے سال کی زکاۃ دینی باقی ہے ان کی ادائیگی کرے۔ البتہ حج مبرور

کی برکت سے ان کو دیر سے ادا کرنے کا گناہ ساقط ہو جائے گا، اگر اس کے بعد پھر نمازوں میں یا دیگر فرائض وواجبات میں تاخیر کرے گا تو گناہگار ہو گا اس کو علامہ مناوی نے مندرجہ ذیل عبارت میں بیان کیا ہے، لکھتے ہیں: ''ولا يسقط الحق نفسه , بل من عليه صلاةيسقط عنه اثم تأخيرها لانفسها، فلو أخرها بعده تجدد اثم اخر''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لمِا بَيْنَهُمَا وَالحُجُّ المبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجُنَّةُ.'' (٣)

في الحديثين فضيلة عظيمة لمن رزق الحج المبرور رزقني الله و إياكم الحج المبرور فإنه ليس له جزاء الا الجنة. وفي حديث جابر رضي الله عنه عند الطبراني «قيل وما بره؟ قال: اطعام الطعام وطيب الكلام» . (٤)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ کرنے کے بعد آیندہ عمرہ کرنے تک درمیان میں جو گناہ ہو جائیں یہ دونوں عمرے ان کا کفارہ ہو جاتے ہیں اور حج مقبول

---

(٣) صحيح البخاري (رقم١٧٧٣) كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها وصحيح مسلم (رقم١٣٤٩) كتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة ويوم عرفة

(٤) مجمع الزوائد (٣/ ٢٠٧) قال الهيثمي: اسناده حسن. واخرجه ابن خزيمة ايضاً في صحيحه (رقم٣٠٧٢)

کا بدلہ تو سوائے جنت کے کچھ نہیں۔

تشریح: حدیثِ بالا سے عمرہ وحج کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج مبرور نصیب فرمائے کیوں کہ حج مبرور کی جزا تو جنت ہی ہے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ حج مبرور کیسے بنے گا؟ اس کے جواب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانا کھلانے سے اور اچھی باتیں کرنے سے۔ (٥)

لہٰذا حاجی کو چاہیے کہ دورانِ حج اپنی زبان کی خصوصی حفاظت کرے اور اپنے رفقاءِ حج سے اور دیگر حضرات سے میٹھی میٹھی باتیں کرے، اچھے انداز میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرتا رہے، اور حسب استطاعت حجاج کرام کو کھانا کھلائے، پانی پلائے سب سے اچھے اخلاق سے پیش آئے، تاکہ اس کا حج، مبرور بن جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ. (٦)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے

---

(٥) ابن خزيمه.

(٦) صحيح البخاري (رقم١٥١٩) كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور وصحيح مسلم (رقم١٣٥) باب بيان كون الإيمان باللهٗ أفضل الأعمال.

افضل ہے؟(اس کے جواب میں) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پھر سوال کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا، پھر سوال کیا گیا کہ پھر کون سا عمل؟ فرمایا حج مبرور۔

حج پچھلے گناہوں کو گرادیتا ہے

عَنِ ابْنِ شَمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ. فَبَكَى طَوِيلاً وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ يَا أَبَتَاهُ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- بِكَذَا أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ-صلى الله عليه وسلم- بِكَذَا قَالَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ. فَقَالَ إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ إِنِّى قَدْ كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلاَثٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- مِنِّى وَلاَ أَحَبَّ إِلَىَّ أَنْ أَكُونَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ فَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللهُ الإِسْلاَمَ فِى قَلْبِيْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ-صلى الله عليه وسلم- فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلأُبَايِعْكَ . فَبَسَطَ يَمِينَهُ - قَالَ - فَقَبَضْتُ يَدِى. قَالَ « مَا لَكَ يَا عَمْرُو ». قَالَ قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ.قَالَ « تَشْتَرِطُ بِمَاذَا ». قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِيْ. قَالَ « أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الإِسْلاَمَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ

يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ » . رواه ابن خزيمة و هو في مسلم اطول منه . (٧)

ترجمہ: ابن شماسہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اس حال میں کہ وہ سیاق موت میں تھے اور بہت زیادہ رو رہے تھے اور انہوں نے کہا کہ جب اللہ (تعالیٰ) نے میرے دل میں اسلام داخل فرمادیا تو میں نبی (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اپنا داہنا ہاتھ (مبارک) پھیلایئے تاکہ میں آپ سے بیعت کر لوں، پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک آگے بڑھادیا، تو میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا، اس پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میری مغفرت کر دی جائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرو! کیا تم نہیں جانتے اسلام ختم کر دیتا ہے ان گناہوں کو جو اسلام لانے سے پہلے کیے ہوتے ہیں اور ہجرت ختم کر دیتی ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے کیے ہوتے ہیں اور حج ختم کر دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے کیے ہوتے ہیں۔

(٧) صحيح ابن خزيمة (رقم٢٥١٥) وصحيح مسلم (١/ ١١٢).كتاب الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله (رقم١٢١)

حج وعمرہ تمام اعمال سے افضل ہیں

"عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ الله مَا الْإِسْلَامُ قَالَ أَنْ يُسْلِمَ قَلْبُكَ الله عَزَّ وَجَلَّ وَأَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ قَالَ فَأَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ الْإِيمَانُ قَالَ وَمَا الْإِيمَانُ قَالَ تُؤْمِنُ بِا الله وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ المَوْتِ قَالَ فَأَيُّ الْإِيمَانِ أَفْضَلُ قَالَ الْهِجْرَةُ قَالَ فَمَا الْهِجْرَةُ قَالَ تَهْجُرُ السُّوءَ قَالَ فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْجِهَادُ قَالَ وَمَا الْجِهَادُ قَالَ أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ إِذَا لَقِيتَهُمْ قَالَ فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيقَ دَمُهُ قَالَ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَمَلَانِ هُمَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِهِمَا حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ أَوْ عُمْرَةٌ." رواه أحمد بإسناد رجاله رجال الصحيح . (٨)

ترجمہ: "حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا (اسلام یہ ہے) کہ تمہارا دل اللہ کے لیے جھک جائے اور یہ کہ تمہاری زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ پوچھا: کون سا اسلام افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: ایمان۔ دریافت کیا: ایمان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا

---

(٨) مسند أحمد (٤/ ٤٣٤٢) ومجمع الزوائد (١/ ٥٩) قال المنذري في الترغيب (٢/ ١١٠) وقال: إسناد صحيح، ورواته محتج بهم في الصحيح

(ایمان یہ ہے کہ) اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر یقین رکھو۔ دریافت کیا: کون سا ایمان افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: ہجرت۔ دریافت کیا: ہجرت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: برائی کو چھوڑ دینا۔ دریافت کیا: پھر کون سی ہجرت افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: جہاد، دریافت کیا: جہاد کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جب کفار سے مڈبھیڑ ہو تو ان سے مقابلہ کرنا۔ دریافت کیا: کون سا جہاد افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: جس میں گھوڑے کے پیر کاٹ دیئے جائیں اور خون بہادیا جائے۔ (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ) ارشاد فرمایا: پھر دو عمل ایسے ہیں جو سارے اعمال سے افضل ہیں سوائے اس کے جو ان جیسے عمل کرے: مقبول حج یا مقبول عمرہ۔"

یکے بعد دیگرے حج و عمرہ کرنے سے گناہوں کی معافی اور تنگدستی سے خلاصی حاصل ہونے کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَوَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ . رواه

الترمذي وابن خزيمة وابن حبان، قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح غريب.(٩)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یکے بعد دیگرے حج و عمرہ کیا کرو کیوں کہ وہ دونوں یقیناً تنگدستی اور گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں جیسا کہ آگ کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے زنگ اور میل کچیل کو دُور کر دیتی ہے اور مقبول حج کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تشریح: حدیث بالا سے یکے بعد دیگرے حج و عمرہ کرنے کے فوائد معلوم ہوئے کہ گناہوں کا کفارہ بھی ہو جاتا ہے اور فقر بھی جاتا رہتا ہے۔ تتابع کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ یکے بعد دیگرے حج و عمرہ کیا جائے درمیان میں فصل یعنی وقفہ نہ ہو اور اگر دونوں کے درمیان فصل ہو جائے اور کچھ وقت گزر جائے تو بھی یہ فضیلت ان شاء اللہ حاصل ہو جائے گی جیسا کہ علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ جامع صغیر کی شرح فیض القدیر میں لکھتے ہیں۔ ''وا للہ سبحانه وتعالٰی اعلم .

حدیث شریف میں گناہوں اور فقر کو زائل کرنے اور ختم کرنے کے لیے حج و عمرہ کے عمل کو بتایا ہے کہ یکے بعد دیگرے کیے جائیں اور اس کو ایک عجیب مثال دے کر واضح طور پر سمجھایا ہے کہ جیسا کہ آگ سونا چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اسی طرح حج و عمرہ کی متابعت گناہوں کو اور تنگدستی کو دور کر دیتی

---

(٩) سنن الترمذي (٨١٠) كتاب الحج، باب ماجاء في ثواب الحج والعمرة وصحيح ابن خزيمة (٤/ ١٣٠) والإحسان ٦/ ٣

ہے اور اس سے یہ بھی اشارہ ہو رہا ہے کہ انسان کے اندر ایسی خواہشات نفسانیہ ہیں کہ ان کی وجہ سے انسان گناہوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے، لہٰذا ان کے ازالہ کے لیے اعمال صالحہ کے اہتمام کی ضرورت ہے اور حج ایسا جامع عمل ہے کہ اس میں بہت سے اعمال پائے جاتے ہیں، جن سے نفس کی رگڑائی ہوتی ہے اور تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے، اس میں جان و مال دونوں خرچ ہوتے ہیں، گھر بار بھی چھوڑنا پڑتا ہے، دوست واحباب سے بھی دوری ہو جاتی ہے، ہجوم کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے، بھوک وپیاس بھی برداشت کرنی پڑتی ہے، غرض یہ کہ بہت زیادہ نفس کو ٹھیس لگتی ہے جس کی وجہ سے گناہوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اور حاجی پاک صاف ہو کر اپنے گھر واپس لوٹتا ہے۔

حاجی کے لیے ہر قدم پر ثواب

عن ابن عمر رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: مَا تَرْفَعُ إِبِلُ الحَاجِّ رِجْلاً وَلاَ تَضَعُ يَداً إِلاَّ كَتَبَ الله تَعَالَى لَهُ بِهَا حَسَنَةً أَوْ مَحَا عَنْهُ سَيِّئَةً أَوْ رَفَعَهُ بهَا دَرَجَةً » . رواه البيهقي في شعب الإيمان .(١٠)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاجی کا اونٹ (یعنی سواری کا جانور) جو بھی قدم اٹھاتا ہے اور جو بھی قدم رکھتا ہے (ہر

---

(١٠) شعب الإيمان (رقم٤١١٦)

ایک کے بدلے) اللہ تعالیٰ اس حاجی کے لیے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں یا اس کا ایک گناہ معاف فرمادیتے ہیں، یا اس کا ایک درجہ بلند فرمادیتے ہیں۔

فائدہ: حدیث شریف سے یہ مستنبط ہو رہا ہے کہ حاجی جتنی دور سے حج کے لیے آئے گا اتنا ہی زیاہ اجر و ثواب پائے گا اور زیادہ سے زیادہ گناہوں کا کفارہ ہو گا اور خوب درجات بلند ہوں گے، لہٰذا دور دراز سے آنے والے حجاج کرام کو اس حدیث کو بار بار پڑھنا چاہیے کہ فضیلت کا علم رہے اور اعمال حج خوب ذوق و شوق سے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کاملہ کے ساتھ ادا ہوں۔ وباللہ التوفیق

حاجی کی اور جس کیلئے حاجی استغفار کرے مغفرت کر دی جاتی ہے

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «يغفر للحاج ولمن استغفر له الحاج» رواه البزار وابن خزيمة والحاكم إلا أنهما قالا: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: «اللّٰهُمَّ اغفر للحاج ولمن استغفر له الحاج» قال الحاكم: صحيح على شرط مسلم. ووافقه الذهبي.(١١)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حاجی کی اور جس کے

---

(١١) كشف الأستار حديث نمبر١١٥٥، صحيح ابن خزيمه حديث نمبر٢٥١٦، والمستدرك للحاكم ج١ ص٤٤١

لیے حاجی استغفار کرے مغفرت کر دی جاتی ہے۔ یہ بزار کی روایت ہے، ابن خزیمہ اور حاکم کی روایت میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! حاجی کی اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے مغفرت فرما دیجیے۔

تشریح: حدیث بالا سے حاجی کی مغفرت ہو جانے کا معلوم ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حاجی جس کے لیے استغفار کرے اس کو بھی اللہ رب العالمین بخش دیتے ہیں، لہٰذا حجاج کرام سے دعا کی خصوصی درخواست کرنی چاہیے اور یہ ان سے عرض کرنا چاہیے کہ اثناء حج ہمارے لیے دعائے مغفرت کر دیجیے گا، اور حجاج کرام کو بھی چاہیے کہ دل کھول کر اور گڑگڑا کر آہ وزاری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جو کہ ارحم الراحمین ہیں خوب دعا کرے، اپنے لیے بھی اور اپنے والدین اور بیوی بچے اساتذہ ومشائخ، عزیز واقارب، دوست واحباب اور پوری امت مسلمہ کے لیے مغفرت کی دعا کرے اور عافیتِ دارین مانگے۔

ایک حدیث میں ہے کہ من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کتب اللہ له بکل مؤمن حسنة یعنی جس نے مؤمن بندوں اور مؤمن بندیوں کے لیے استغفار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مؤمن کے بدلہ ایک نیکی لکھ دیں گے۔

کتنی عظیم فضیلت ہے، لہٰذا حجاج کرام کو ان الفاظ میں دعا کرنی چاہیے کہ یا اللہ! ہماری اور ہم سے پہلے جو مسلمان گزر گئے ان کی اور اس وقت پورے عالم میں جتنے مسلمان ہیں ان کی اور جو مسلمان قیامت تک آنے والے ہیں ان سب کی مغفرت فرما دیجیے، ایسی دعا کرنے سے دعا گو کے نامہ اعمال میں اتنی نیکیاں لکھ دی جائیں گی جن کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ وللہ الحمد

فائدہ: دعا کے آداب میں سے ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے پھر درود شریف پڑھے، پھر اپنے لیے دعا کرے پھر دوسروں کے لیے مانگے اور دعا میں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں نہ کہ اپنے چہرے کہ طرف، اور جب دعا ختم کرے تو بھی درود شریف اور حمد باری تعالیٰ پر ختم کرے۔

حجاج کرام اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے وفد ہیں اور ان کی دعا قبول کی جاتی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ : « الْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ »رواه النسائي وابن ماجه و إبن خزيمة وابن حبان. (١٢)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے وفد ہیں۔ اگر وہ دُعا کریں تو اللہ قبول فرمائے، استغفار کریں تو ان کی مغفرت فرمادے۔

وعن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «الحُجَّاجُ والعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ دَعاهُمْ فأجابُوهُ وَسَأَلُوهُ

---

(١٢) سنن النسائي (٥/ ١١٣) كتاب الحج، باب فضل الحج، وسنن ابن ماجه (رقم٢٨٩٢) كتاب المناسك، باب فضل دعا الحاج وصحيح ابن خزيمة (٤/ ١٣٢) وموارد الظمان (رقم٩٦٥)، وهو حديث لا يقل عن درجة الحسن نظراً إلي شواهده

فَأَعْطاهُ» رواه البزار ورجاله ثقات (١٣)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجاج اور عمار (عمرہ کرنے والے) اللہ کے وفد ہیں، اللہ نے انہیں بلایا سو یہ لوگ حاضر ہو گئے اور انہوں نے اللہ سے سوال کیا سو اللہ نے ان کو عطا فرما دیا۔

فائدہ: احادیثِ بالا سے حاجی اور عمرہ کرنے والے کی فضیلت معلوم ہوئی اور ان کی قبولت دعا کا علم ہوا، لہٰذا حجاج کرام سے دعا کی درخواست بڑی خصوصیت سے کرنی چاہیے اور اس طرح کوئی عمرہ کے لیے جا رہا ہو تو اس سے بھی دعا کی درخواست کرے، ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عمرہ کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے چھوٹے سے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شریک رکھنا اور بھولنا نہیں۔ (١٤)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اکابر کو اصاغر سے یعنی اپنے چھوٹوں سے دعا کی درخواست کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لہٰذا حج و عمرہ کے عازمین سے دعا کی التجا کا اہتمام ہونا چاہیے اور حجاج کرام اور معتمرین حضرات کو اپنے لیے اور اپنے جملہ متعلقین بلکہ پوری امت اسلامیہ کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

---

(١٣) كشف الأستار عن زوائد البزار (٢/ ٣٩) رقم ١١٥٣

(١٤) ابوداؤد، ترمذي

مکہ مکرمہ سے پیدل حج کرنے کی فضیلت

عَنْ زَاذَانَ ، قَالَ : مَرِضَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَدَعَا وَلَدَهُ فَجَمَعَهُمْ ، فَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ، يَقُولُ : مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَكَّةَ ، كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ ، كُلُّ حَسَنَةٍ مِثْلُ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ ، قِيلَ: وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ ؟ قَالَ : بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِائَةُ أَلْفِ حَسَنَةٍ» رواه الحاكم وقال: صحيح الإسناد. وسكت عليه الذهبي، ورواه أيضًا ابن خزيمة وقال: إن صح الخبر فإن في القلب من عيسىٰ- بن سوادةهذا. (١٥)

ترجمہ: زاذان رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما شدید بیمار ہوگئے، پس انہوں نے اپنی اولاد کو بلایا اور ان سب کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو مکہ سے پیدل حج کرے یہاں تک کہ مکہ واپس لوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھتے ہیں ہر نیکی حرم کی نیکیوں کے برابر ہے۔ کہا گیا: حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ فرمایا: ہر ایک نیکی کے بدلہ ایک لاکھ نیکی ہے۔

---

(١٥) المستدرك (١/ ٤٦١) وصحيح ابن خزيمة (٤/ ٣٤٤ رقم ٢٧٩١)

حج وعمرہ عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے لیے بمنزلۂ جہاد کے ہے

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: «جهاد الكبير والصغير والضعيف والمرأة الحج والعمرة» . رواه النسائي بإسناد حسن (١٦)

قال رسول الله ﷺ: «ثم عملان هما أفضل الأعمال إلا من عمل بمثلهما: حجة مبرورة أو عمرة».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بوڑھے کا، بچے کا، کم زور کا اور عورت کا جہاد حج وعمرہ ہے۔

وعن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها أنها قالت: يا رسول الله، نرى الجهاد أفضل العمل، أفلا نجاهد؟ قال: «لا، لكن أفضل الجهاد حج مبرور».(١٧)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم جہاد کو سب سے افضل سمجھتے ہیں پس کیا ہم جہاد نہ کریں؟ ارشاد فرمایا: نہیں! تمہارے لیے افضل جہاد حج مبرور ہے۔

---

(١٦) سنن النسائي ٦/ ١١٤)، وتقدم في حديث عمرو بن عبسة (أنظر ص٨)

(١٧) صحيح البخاري (رقم١٥٢٠) كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جہاد فی سبیل اللہ کے جو فضائل سنے ہوئے تھے ان کی وجہ سے ان کے اندر جہاد کا داعیہ پیدا ہوا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں جانے کی اجازت چاہی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: میں قرآن پاک میں سب سے افضل عمل جہاد کو پاتی ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب جہاد کرنے کی اجازت چاہی تو فرمایا نہیں! تمہارے لیے افضل عمل حج مبرور ہے، یعنی خواتین کے لیے حج کرنا افضل جہاد ہے۔ علمانے لکھا ہے کہ حج کو جہاد اس لیے فرمایا کہ نفس کو بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

رمضان شریف میں عمرہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلي الله عليه وسلم قال لامرأة من الأنصار يقال لها أم سنان: «ما منعك أن تكوني حججت معنا؟» قالت: ناضحان كان لأبي فلان زوجها حج هو وابنه علي أحدهما، وكان الآخر يسقي عليه غلامنا. قال: «فعمرة في رمضان تقضي حجة أو حجة معي» رواه البخاري ومسلم. (١٨)

---

(١٨) صحيح البخاري (رقم١٧٨٢) كتاب العمرة، باب عمرة في رمضان. وصحيح مسلم (رقم١٢٥٦) كتاب الحج باب فضل العمرة في رمضان) ناضح: البعير الذي يستقي عليه

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری خاتون سے فرمایا جن کو ام سنان کہا جاتا تھا: تمہیں کس چیز نے منع کیا کہ تم ہمارے ساتھ حج کر لیتی؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں کے باپ کے پاس دو اونٹ تھے (فلاں سے مراد ان کا اشارہ اپنے شوہر کی طرف تھا) ایک اونٹ پر اس نے اور اس کے بیٹے نے حج کیا اور دوسرے اونٹ پر ہمارا غلام پانی لاتا تھا (ان کا یہ عذر سن کر) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کی طرح ہے یا میرے ساتھ کرنے کی طرح ہے۔

وعن أبي طليق رضي الله عنه: أنه قال للنبي صلى الله عليه وسلم: فما يعدل الحج معك؟ قال: «عمرة في رمضان» . رواه البزار والطبراني ورجال البزار رجال الصحيح(١٩)

ترجمہ: حضرت ابو طلیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: سو کون سا ایسا عمل ہے جو آپ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہو؟ فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا۔

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: جاء ت أم سليم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت:

---

(١٩) مجمع الزوائد (٣/ ٢٨٠)

حج أبو طلحة وابنه وتركاني فقال: «يا أم سليم، إن عمرةفي رمضان تعدل حجة معي»رواه ابن حبان.(٢٠)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ابو طلحہ اور ان کے بیٹے نے حج کر لیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: أراد رسول الله صلى الله عليه وسلم الحج فقالت امرأة لزوجها: أحجني مع رسول الله صلى الله عليه وسلم «علي جملك» فقال: ما عندي ما أحجك عليه، قالت أحجني علي جملك فلان، قال ذاك حبيس في سبيل الله عزوجل، فأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إن امرأتي تقرأ عليك السلام ورحمة الله، و إنها سألتني الحج معك، قالت: أحجني مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت: ما عندي ما أحجك عليه، فقالت: أحجني على جملك فلان، فقلت: ذاك حبيس في سبيل الله، فقال: «أما إنك لو أحججتها عليه كان في سبيل الله» قال: و إنها أمرتني أن

(٢٠) صحيح ابن حبان (رقم٣٦٩١)

أسألك ما يعدل حجة معك، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «اقرأها السلام ورحمة الله وبركاته، وأخبرها أنها تعدل حجة معي» يعني عمرة في رمضان. رواه ابوداؤد . (٢١)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے کا ارادہ فرمایا تو ایک صحابی خاتون نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے اونٹ پر حج کرادو تو ان کے خاوند نے جواب دیا کہ میرے پاس ایسی کوئی سواری کا انتظام نہیں ہے کہ جس پر میں تمہیں حج کرا دوں۔ خاتون نے کہا کہ اپنے فلاں اونٹ پر مجھے حج کرادو۔ خاوند نے کہا: اس کو تو میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر چکا ہوں (یہ خاتون مجبوراً رہ گئیں حج کو نہ جا سکی، بعد میں ان کے خاوند نے) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیوی نے آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہلوایا ہے اور اس نے مجھ سے آپ کے ساتھ حج کرنے کی طلب ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرادو، تو میں نے جواب دیا کہ میرے پاس ایسی سواری کا انتظام نہیں ہے جس پر میں تمہیں حج کرادوں، تو اُس نے کہا تھا کہ تم اپنے فلانے اونٹ پر حج کرادو، اس کے جواب میں، میں نے اس کو یہ بتلایا تھا کہ وہ تو میں اللہ کے راستہ میں وقف کر چکا ہوں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اس کو

---

(٢١) سنن أبي داود (رقم ١٩٩٠) كتاب المناسك، باب العمرة، وهو حديث صحيح لشواهده

اس پر حج کرا دیتے تو یہ بھی اللہ کے راستہ میں تھا (پھر) انہوں نے کہا کہ میری بیوی نے مجھ سے یہ گزارش کی ہے کہ میں آپ سے معلوم کروں کہ آپ کے ساتھ حج کرنے کے برابر کون سا عمل ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو میرا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہنا اور بتا دینا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

تشریح: احادیثِ بالا سے رمضان شریف میں عمرہ کرنے کی خاص فضیلت معلوم ہوئی کہ اس کا ثواب سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے اور یہ ایسی فضیلت ہے کہ اس کے حاصل کرنے کے لیے جتنا بھی مال خرچ کیا جائے اور جتنی بھی جدوجہد کی جائے کم ہے اور جن لوگوں کو اب تک رمضان کا عمرہ نصیب نہیں ہوا، ان کو بارگاہ الٰہی میں خوب آہ وزاری کرنی چاہیے اور خوب رو رو کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے کہ اس عظیم فضیلت سے سرفراز فرما دے۔

تنبیہ: علما نے لکھا ہے کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس عمرہ سے حج فرض ادا ہو جائے گا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ عمرہ اجر وثواب کے اعتبار سے سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے مساوی ہے۔ لہٰذا جس پر حج فرض ہے اس کا رمضان میں عمرہ کرنا حج فرض کو ساقط نہیں کرے گا، اس کو حج کرنا ہی ہو گا۔

حاجی کے لیے اعمالِ حج ادا کرنے کی فضیلت کا بیان

عن عبدالله بن عمر رضي الله عنه قال: كنتُ

جالسًا عند نبي الله صلي الله عليه وسلم فجاءه رجُلان أحدهما أنصاري والآخر ثقفي، فابتدر المسألة الأنصاريُ فقال رسول الله صلي الله عليه وسلم: «يا أخا ثقيف إن الأنصاري قد سبقك بالمسألة» فقال الأنصاري في رواية ابن حبان (فقال الأنصاري: إنه رجل غريب و إن للغريب حقاً فابدأ به، فأقبل علي الثقفي فقال: .....، (أنظر موارد الظمآن (رقم الحديث ٩٦٣))يا رسول الله فإني أبدأ به فقال: «سل عن حاجتك و إن شئت أنبأناك بالذي جئت تسأل عنه» قال: فذاك أعجب إلى يا رسول اللهﷺ قال: «فإن جئت تسأل عن صلاتك بالليل وعن ركوعك وعن سجودك وعن صيامك وعن غُسلك من الجنابة». فقال: والذي بعثك بالحق إن ذلك الذي جئت أسألك عنه قال: أما صلاتك بالليل فصل أول الليل وآخر الليل ونم وسطه؟») قال: أفرأيت يا رسول اللهﷺ إن صليت وسطه قال: فأنت إذًا إذا. قال: «وأما ركوعك فإذا أردت فاجعل كفيك علي ركبتيك وافرج بين أصابعك ثم ارفع رأسك فانتصب قائمًا حتى يرجع كل عظم إلى مكانه فإذا سجدت فأمكن جبهتك من الأرض ولا تنقر وأما صيامك فصم

الليالي البيض يوم ثلاثة عشر ويوم أربعة عشر ويوم خمسة عشر».

ثم أقبل إلى الأنصاري فقال: «يا أخا الأنصار اسأل عن حاجتك و إن شئت أنبأناك بالذي جئت تسأل عنه» فقال: فذاك أعجب إلي يا رسول الله قال: «فإنك جئت تسأل عن خروجك من بيتك تؤم البيت العتيق، وتقول ماذا لي فيه؟ وعن و قوفك بعرفات، وتقول ماذا لي فيه، وعن حلقك رأسك وتقول: ماذا لي فيه وعن طوافك بالبيت تقول ماذا لي فيه، وعن رميك الجمار، وتقول: ماذا لي فيه؟» قال إي والذي بعثك بالحق، إن هذا الذي جئت أسأل عنه. قال: «أما خروجك من بيتك تؤم البيت الحرام» قال: «فإن لك بكل موطأة تطأها راحلتك أن تكتب لك حسنة وتمحي عنك سيئة، و إذا وقفت بعرفات فإن الله ينزل إلي السماء الدنيا فيقول للملائكة: هؤلاء عبادي جاء وني شعثًا غبرًا من كل فج عميق يرجون رحمتي ويخافون عذابي وهم لم يرون فكيف لو رأوني، فلو كان عليك مثل رمل عالج ذنوبًا أو قطر السماء أو عدد أيام الدنيا غسلها عنك، وأما رميك الجمار فإن ذلك مدخورٌ لك عند

ربك، فإذا حلقت رأسك فإن لك بكل شعرة تسقط من رأسك أن تكتب لك حسنة وتمحي عنك سيئة، فإذا طفت بالبيت خرجت من ذنوبك ليس عليك منها شيء» رواه البزار والطبراني في الكبير والبيهقي في الدلائل واللفظ له وقال: وله شاهد بإسناد حسن». (٢٢)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا پس ان کے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی تھا، پس انصاری نے مسئلہ پوچھنے میں جلدی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ثقفی بھائی! بے شک انصاری مسئلہ پوچھنے میں تم سے سبقت لے گیا، تو انصاری نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ان کو شروع کرنے کا موقع دیتا ہوں تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی ضرورت کے بارے میں سوال کرو اور اگر تم چاہو کہ میں تمہیں وہ بتادوں جس کے بارے میں تم سوال کرنے آئے ہو، تو ان صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس سے اچھی میرے لیے اور کیا بات ہو گی، اس پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم اپنی رات کی نماز کے بارے میں، اپنے

---

(٢٢) مجمع الزوائد ٣/ ٢٧٤، قال الهيثمي: رجال البزار موثقون، ودلائل النبوة للبيهقي (٦/ ٢٩٣،٢٩٤) واللفظ له

رکوع، اپنے سجدہ اور اپنے روزوں کے بارے میں اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے آئے ہو، پس ان صحابی نے کہا: اس ذات (پاک) کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، بے شک میں اسی کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری رات کی نماز اس طرح ہونی چاہیے کہ رات کے ابتدائی حصہ میں اور آخری حصہ میں پڑھو، اور اس کے درمیان میں سو جاؤ، تو انہوں نے عرض کیا کہ اگر میں رات کے درمیانی حصہ میں نماز پڑھا کروں تو اس بارے میں آپ کی کیارائے ہے؟ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اب) تمہارے رکوع کے بارے میں بتاتا ہوں کہ جب تم (رکوع کا) ارادہ کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ دو اور اپنی انگلیوں کو کھول دو، پھر اپنا سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ ہر ہڈی (یعنی ہر جوڑ) اپنی جگہ لوٹ آئے، سو تم جب سجدہ کرو تو اپنی پیشانی کو زمین پر اچھی طرح ٹکا دو اور (مرغے کی طرح) ٹھونک نہ مارو، اور تمہارا روزہ رکھنا اس طرح ہونا چاہیے کہ روشن راتوں (والے دونوں) (یعنی ایام بیض) کے روزے رکھو یعنی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں (تاریخوں کے) دن کا۔ پھر انصاری صحابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے انصاری بھائی! اپنی حاجت کے بارے میں سوال کرو اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں اس بات سے آگاہ کر دوں جس

کے بارے میں تم دریافت کرنے آئے ہو تو ان انصاری صحابی نے عرض کیا کہ اس بات سے پسندیدہ میرے لیے اور کیا بات ہو گی، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم معلوم کرنے آئے ہو کہ جب تم بیت اللہ کا قصد کر کے اپنے گھر سے نکلتے ہو تو تمہیں کیا ثواب ملتا ہے اور تمہیں عرفات میں وقوف کرنے پر کیا ثواب ملتا ہے اور تمہیں اپنا سر منڈوانے پر کیا ثواب ملتا ہے اور تمہیں بیت اللہ کا طواف کرنے پر کیا ثواب ملتا ہے اور تمہیں جمرات کو کنکریاں مارنے کا کیا ثواب ملتا ہے؟ ان انصاری صحابی نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات (پاک) کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ (یعنی نبی بنا کر) بھیجا ہے میں ان ہی باتوں کے بارے میں سوال کرنے آیا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری سواری (یعنی اونٹنی) جو ایک قدم رکھتی ہے تو تمہارے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور تمہارا ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور جب تم عرفات میں وقوف کرتے ہو تو اللہ (تعالیٰ) آسمان سے دنیا پر تشریف لے آتے ہیں اور ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے دور دراز راستوں سے پراگندہ بال آئے ہیں، میری رحمت کی امید کیے ہوئے ہیں اور میرے عذاب سے خوف زدہ ہیں، حال آں کہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے پس اگر یہ لوگ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا، تو (اے سائل) اگر تیرے گناہ جمع کی ہوئی ریت (ذرات) کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا ایام دنیا

کے برابر ہوں تب بھی (اللہ تعالیٰ) ان کو دھو دے گا (یعنی معاف فرما دے گا) اور تمہارا جمرات کو کنکریاں مارنے کا ثواب تمہارے رب کے پاس ذخیرہ کے طور پر محفوظ کر دیا جاتا ہے، اور تم جب اپنے سر کے بال حلق کراتے ہو تو تمہارے لیے ہر بال کے بدلے جب وہ زمین پر گرتا ہے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور جب تم بیت اللہ کا طواف کرتے ہو تو تم اپنے گناہوں سے نکل جاتے ہو تم پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے دلائل نبوت میں اور بزار و طبرانی نے اور بزار کی سند کے جملہ راویوں کی توثیق کی، اور امام بیہقی نے بھی اس کو حسن قرار دیا ہے۔ اس حدیث کو ہم نے دلائل نبوت سے لیا ہے، حافظ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو بزار اور طبرانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو۔)

سفرِ حج و عمرہ اور جہاد میں وفات پانے والے کی فضیلت

عن عبدالله بن عباس رضي الله عنهما قال: بينما رجل واقف مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعرفة إذ وقع من راحلته فأقصعته - أو قال: فأقعصته - فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

«اغسلو بماء وسدر، وكفنوه في ثوبين ولا تحنطوه، ولا تخمروا رأسه، فإن الله يبعثه يوم القيامة ملبيا» متفق عليه، واللفظ للبخاري. (٢٣)

وفي رواية لمسلم «فإنه يبعث يوم القيام وهو يهلُّ».

قوله: (فأقعصته) أي قتلته في الحال ومعني (يهلُّ) يرفع صوته بالتلبية.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک صاحب عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اچانک وہ اپنی سواری سے گر پڑے اور اسی وقت انتقال کر گئے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو پانی سے اور بیری کے پتوں سے غسل دے دو اور ان کو دو کپڑوں میں کفن دے دو اور ان کو خوش بو نہ لگانا اور ان کا سر بھی نہ ڈھکنا کیوں کہ قیامت کے دن ان کو اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ یہ تلبیہ پڑھ رہے ہوں گے۔

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه سلم: «من خرج حاجًّا فمات كتب له أجر الحاج إلى يوم القيامة، ومن خرج معتمرًا فمات كتب له أجر المعتمر إلى يوم القيامة، ومن خرج

---

(٢٣) صحيح البخاري (رقم١٢٦٦) كتاب الجنائز، باب كيف يكفن المحرم. وصحيح مسلم (رقم١٢٠٦) كتاب الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات.

غازيا فمات كتب له أجر الغازي إلى يوم القيامة» رواه الطبراني في الأوسط. قال الهيثمي: وفيه جميل بن أبي ميمونة وقد ذكره ابن أبي حاتم ولم يذكر فيه جرحًا ولا تعديلاً، وذكره ابن حبان في الثقات. (٢٤)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حج کے لیے نکلا اور اس کو موت آگئی تو اس کو قیامت تک حج کرنے کا ثواب ملتا رہے گا اور جو عمرہ کے لیے نکلا اور اس کو موت آگئی تو قیامت تک اس کو عمرہ کرنے کا ثواب ملتا رہے گا اور جو جہاد کے لیے نکلا اور اس کو موت آگئی تو قیامت تک اس کو جہاد کا ثواب ملتا رہے گا۔

حج وعمرہ میں مال خرچ کرنے کا ثواب

عن بريدة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «النفقة في الحج كالنفقة في سبيل الله بسبعمائة ضعف» رواه أحمد وحسن إسناده المنذري في الترغيب. (٢٥)

ترجمہ: ''حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج میں خرچ کرنے کا ثواب اللہ کے

---

(٢٤) مجمع الزوائد (٣/ ٢٠٨، ٢٠٩)

(٢٥) مسند أحمد (٥/ ٣٥٤) والترغيب (٢/ ١٢٤)

راستہ (یعنی جہاد) میں خرچ کرنے کے مانند ہے، ایک کا بدلہ سات سو کے برابر ہے"۔

وعن عائشة رضي الله عنها: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها في عمرتها: «إن لك من الأجر علي قدر نصبك ونفقتك» رواه الحاكم وقال: صحيح علي شرط الشيخين ووافقه الذهبي. (٢٦)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے میرے عمرہ کے بارے میں فرمایا کہ تمہیں اجر تمہاری مشقت اور خرچ کے بقدر ملے گا"۔

"وعن جابر بن عبدالله رضي الله عنهما، رفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال: «ما أمعر حاج قط» قيل لجابر: ما الإمعار؟ قال: ما افتقر. رواه الطبراني والبزار ورجال البزار رجال الصحيح". (٢٧)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حاجی فقیر نہیں ہو سکتا، حضرت جابر سے کسی نے امعار کا معنی پوچھا تو فرمایا کہ تنگ دست، یعنی حاجی تنگ دست نہیں ہو گا"۔

---

(٢٦)المستدرك ١/ ٤٧١

(٢٧)مجمع الزوائد ٣/ ٢٨٠

تلبیہ پڑھنے کی فضیلت

عن سهل بن سعد رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: « ما من مؤمن يلبي إلا لبي ما عن يمينه وعن شماله من شجر وحجر حتى تنقطع الأرض من هاهنا وهاهنا عن يمينه وعن شماله» رواه الحاكم وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ورواه الترمذي وابن ماجه وزادا «أو مدر».(٢٨)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ دائیں بائیں جو پتھر، درخت اور ڈھیلے ہوتے ہیں وہ بھی لبیک کہتے ہیں، اور اسی طرح زمین کے ختم ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

وعن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلي لله عليه وسلم قال: «ما أهلَّ مهل قط ولا كبر مكبِّر قط إلاّ بُشِّر، قيل يا رسول الله بالجنة؟ قال: نعم» رواه

---

(٢٨)المستدرك١/ ٤٥١، وسنن الترمذي (رقم٨٢٨)،كتاب الحج، باب فضل التلبية والنحر. وسنن ابن ماجه (رقم٢٩٢١) كتاب المناسك باب التلبية

الطبراني بإسنادين رجال أحدهما رجال الصحيح . (٢٩)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب بھی تلبیہ پڑھنے والا بلند آواز سے تلبیہ پڑھتا ہے یا تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا ہے تو اسے بشارت دے دی جاتی ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا جنت کی بشارت دے دی جاتی ہے فرمایاہاں۔ (٣٠)

بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کی ترغیب

عن زيد بن خالد رضي الله عنه: أن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: «جاء ني جبريل فقال: يا محمد، مر أصحابك فليرفعوا أصواتهم بالتلبية فإنها من شعار الحج» رواه ابن ماجه وابن خزيمة وابن حبان والحاكم وقال: صحيح الإسناد. (٣١)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ اے محمد اپنے صحابہ کو حکم کیجیے کہ تلبیہ بلند آوازوں سے پڑھیں، کیوں کہ یہ حج کی نشانیوں میں سے ہے۔

---

(٢٩)مجمع الزوائد ٣/ ٢٢٤

(٣٠) طبراني

(٣١)سنن ابن ماجه (رقم٢٩٢٣) كتاب الحج، باب رفع الصوت بالتلبية وصحيح ابن خزيمة (رقم٢٨٢٦) وموارد الضمآن (رقم٩٧٤) والمستدرك١/ ٤٥٠

وعن أبي بكر الصديق رضي الله عنه: أن رسول الله صلي ا لله عليه وسلم سئل أيُّ الأعمال أفضل؟ قال: «العج والثج» رواه الترمذي وابن ماجه والحاكم وقال صحيح الإسناد. العج: العجيج بالتلبية، والثج: نحر البُدن. (٣٢)

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سے اعمال زیادہ افضل ہیں؟ ارشاد فرمایا: بلند آوازوں سے تلبیہ پڑھنا اور اونٹوں کو نحر کرنا۔

تشریح: حدیث بالا سے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کی ترغیب ثابت ہوتی ہے۔

دورانِ طواف لغو باتوں سے پرہیز کرنے کی اہمیت

وعن عبدالله بن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الطواف بالبيت صلاة إلا أن الله أحلَّ فيه المنطق ، فمن نطق فلا ينطق إلا بخير. رواه ابن حبان والحاكم وغيرهما. (٣٣)

---

(٣٢)سنن الترمذي (رقم٨٢٧) كتاب الحج، باب ما جاء في فضل التلبية والنحر وسنن ابن ماجه (رقم٢٩٢٤) كتاب المناسك باب رفع الصوت بالتلبية والمستدرك١/ ٤٥١

(٣٣)الإحسان (٩/ ١٤٣) رقم ٣٨٣٦) والمستدرك (٢/ ٢٦٧)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کعبہ کا طواف کرنا نماز (کی طرح) ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تم اس میں بات کر لیتے ہو، لہٰذا جو بات کرنا ہی چاہے تو اچھی بات کے سوا دوسری بات نہ کرے۔

وعن محمد بن المنكدر عن أبيه قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: من طاف بالبيت أسبوعًا لا يلغوا فيه كان كعدل رقبةيعتقها. "رواه الطبراني في الكبير ورجاله ثقات. (٣٤)

ترجمہ: محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کعبہ کے سات چکر پورے کیے اور اس دوران کوئی لغو حرکت نہیں کی تو اُسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

تشریح: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ طواف کے دوران فضول باتوں اور فضول حرکتوں سے خصوصی طور پر باز رہنا چاہیے، کیوں کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں حق تعالیٰ شانہ کی خصوصی عنایات اور خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اگر بندہ یہاں پر بھی اپنے رب کی طرف توجہ نہ کرے اور فضول باتوں پر جائے تو کہاں جا کر اپنے رب کریم کی طرف توجہ کرے گا۔ لہٰذا دوران طواف نظر نیچی رکھتے ہوئے چلتا رہے اور ذکر اللہ میں مشغول رہے، اپنی نظر کی خصوصی

---

(٣٤)أخرجه الطبراني في الكبير ٢٠/ ٣٦٠ قال الهيثمي في المجمع ٣/ ٢٤٥: رجاله ثقات

حفاظت کرے کسی عورت یا کسی امرد لڑکے پر نظر نہ پڑنے دے۔

علمائے کرام نے اثنائے طواف کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنے کو بھی منع لکھا ہے کیوں کہ ادب کا یہی تقاضا ہے کہ خشوع و خضوع کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں لیے ہوئے بیت اللہ کا طواف کرے، اثنائے طواف کعبہ کی طرف دیکھنے سے اندیشہ ہے کہ کسی قدر سینہ کعبہ کی طرف ہو جائے جب کہ طواف کی ابتدا سے لے کر آخر تک بائیں طرف کا کندھا کعبہ کی طرف ہونا لازمی ہے، اگر طواف کا کچھ حصہ اس طرح کیا کہ سینہ یا پیٹھ کعبہ شریف کی طرف ہو گئی تو اتنے حصہ کا طواف نہ ہو گا، آخری چکر میں مطاف سے نکلنے کی تیاری کرنے لگے تو آہستہ آہستہ اس طرح نکلے کہ پیٹھ کعبہ کی طرف ساتواں چکر ہونے سے قبل نہ ہونے پائے۔

مسئلہ: حالتِ طواف میں باوضو رہنا واجب ہے، کیوں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا حدیث میں طواف کو نماز کی مانند قرار دیا۔ فرق صرف اتنا بتلایا کہ اس میں صرف اچھی بات کرنے کی اجازت ہے اور اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جسم اور کپڑوں پر بھی کوئی نجاست نہیں ہونی چاہیے پاک صاف حالت ہونی چاہیے۔

حجرِ اسود کو استلام کرنے کی فضیلت

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: «ليبعثن الله هذا الركن يوم القيامة له عينان يبصر بهما ولسان ينطق به، يشهد

علي من استلمه بحق». رواه ابن خزيمة .(٣٥)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس رکن کو (یعنی حجر اسود کو) اللہ (تعالیٰ) قیامت کے دن اس حال میں اٹھائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گے جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہو گی جس سے وہ بولے گا، گواہی دے گا اس کے حق میں جس نے اس کا استلام حق کے ساتھ کیا ہو۔

تشریح: استلام سے مراد بوسہ دینا ہے اور حق کے ساتھ استلام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان و تصدیق کے ساتھ یہ استلام کیا ہو۔

تنبیہ: ازدحام یعنی ہجوم کے وقت حجر اسود کے استلام کرنے میں اس بات کا خاص خیال رکھے کہ دوسروں کو دھکے نہ دے، کیوں کہ استلام سنت ہے اور کسی مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے، لہٰذا اگر استلام کا موقعہ نہ ہو تو اپنا ہاتھ حجر اسود پر لگا کر ہاتھ چوم لے اگر اس کا بھی موقع نہ ہو تو دور سے اشارہ کر کے اپنا ہاتھ چوم لے۔

وعن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلي الله عليه وسلم يقول: الركن والمقام ياقوتتان من يواقيت الجنة، ولولا أن طمس الله نورهما لأضاءتا ما بين المشرق والمغرب. رواه الترمذي وابن حبان واللفظ له .(٣٦)

---

(٣٥)صحيح ابن خزيمة (رقم٢٧٣٥)

(٣٦)أخرجه الترمذي في سننه٣/ ٢١٧، كتاب الحج، باب ماجاء في فضل الحجر الأسود والركن. وابن حبان في صحيحه (الإحسان) ٦/ ١٠

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ رکن اور مقام جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں، اگر اللہ (تعالیٰ) ان کے نور کو نہ مٹاتا تو یہ دونوں مشرق و مغرب کے درمیان کو روشن کر دیتے۔

تشریح: رکن سے مراد حجرِ اسود ہے اور مقام سے مراد مقام ابراہیم ہے، مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ تعمیر فرماتے تھے، یہ پتھر زینہ کا کام دیتا تھا۔

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: «الحجر الأسود ياقوتة بيضاء من يواقيت الجنة و إنما سوّتده خطايا المشركين يبعث يوم القيامة مثل أحد يشهد لمن استلمه وقبله من أهل الدنيا». رواه ابن خزيمه ورواه الترمذي مختصرًا قال: «نزل الحجر الأسود من الجنة وهو أشد بياضًا من اللبن فسودته خطايا بني اٰدم». قال: الترمذي حديث حسن صحيح. (٣٧)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجر اسود جنت کے یاقوتوں میں سے سفید یاقوت ہے، مشرکین کے گناہوں نے اس کو کالا کر دیا، قیامت کے دن اس کو احد (پہاڑ) کے برابر اٹھایا جائے گا، اس کے

(٣٧)صحيح ابن خزيمة (رقم٢٧٣٤) وسنن الترمذي (رقم٨٧٧) كتاب الحج، باب ماجاء في فضل الحجر الأسود والركن

لیے گواہی دے گا جس نے اس کا استلام کیا ہو گا اور بوسہ دیا ہو گا اہل دنیا میں سے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ حجر اسود جنت سے نازل ہوا ہے اور وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پس بنی آدم کے گناہوں نے اس کو کالا کر دیا۔

حجرِ اسود اور رکن یمانی کے استلام کی فضیلت

وعن عبدالله بن عبيد بن عمير أنه سمع أباه يقول لابن عمر رضي الله عنهما: مالي أراك لا تستلم إلا هذين الركنين الحجر الأسود والركن اليماني فقال ابن عمر: إن أفعل فقد سمعت رسول الله صلي الله عليه وسلم: يقول: «إن استلامهما يحط الخطايا» قال: وسمعته يقول: «من طاف أسبوعًا يحصيه وصلي ركعتين كان له كعدل رقبة» قال: وسمعته يقول: «ما رفع رَجُل قدمًا ولا وضعها إلا كتب له عشر حسنات وحط عنه عشر سيئات ورفع له عشر درجات» . رواه أحمد . (٣٨)

ورواه الترمذي بلفظ:

إن أفعل، فإني سمعت رسول الله صلي الله عليه

---

(٣٨)مسند احمد (٢/ ٣) وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (٣/ ٢٤١) وقال: رواه احمد وفيه ابن السائب وهو ثقة ولكنه اختلط بهذا اللفظ.

وسلم يقول: «إن مسحهما كفارة للخطايا» وسمعته يقول: «ومن طاف بهذا البيت أسبوعًا فأحصاه كان كعتق رقبة» وسمعته يقول: «لا يضع قدمًا ولا يرفع أخرى إلا حط الله عنه خطيئة وكتب له بها حسنة». قال الترمذي: هذا حديث حسن.(٣٩) أسبوعاً: سبعة أشواط.

ترجمہ: عبد اللہ بن عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ کیا بات ہے میں ان دونوں رکنوں حجر اسود و رکن یمانی کا استلام (بڑے اہتمام کے ساتھ) کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کرتا ہوں (تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے) بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان دونوں کا استلام کرنا گناہوں کا گرا دینا ہے اور میں نے یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے طواف کے سات چکر کیے اور اچھی طرح اس کی گنتی کی تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، اور میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ طواف کرنے والا جو بھی قدم رکھتا ہے اور اٹھاتا ہے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ حدیث امام احمد نے ان الفاظ

---

(٣٩)سنن الترمذي (رقم٩٥٩) كتاب الحج، باب ماجاء في استلام الركنين

کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کرتا ہوں (تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے) بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ان دونوں کو ہاتھ لگانا گناہوں کا کفارہ ہے اور میں نے یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے کہ جس نے سات چکر اس گھر (یعنی بیت اللہ) کے لگائے تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملا اور میں نے یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ (طواف کرنے والا) جب ایک قدم رکھتا ہے اور دوسرا قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خطا معاف فرمادیتے ہیں اور اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں۔

بیت اللہ میں داخل ہونے کی فضیلت

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: «من دخل البيت دخل في حسنة وخرج من سيئة مغفورًا له» رواه ابن خزيمة، ورواه البيهقي في شعب الإيمان بلفظ «دخول البيت دخول في حسنة وخروج من سيئة».(٤٠)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

---

(٤٠)صحيح ابن خزيمة (٤/ ٣٣٣) وشعب الإيمان للبيهقي (رقم٤٠٥٣). وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (٣/ ٢٩٣) وقال: رواه الطبراني في الكبير والبزار بنحوه، وفيه عبدالله بن المؤمل، وثقة ابن سعد وغيره وفيه ضعف. وقال المناوي ناقلاً عن المحب الطبري: هو حسن غريب (فيض القدير ٦/ ١٢٤)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کعبہ میں داخل ہوا وہ نیکی میں داخل ہوا اور گناہ سے پاک ہو گیا، اس کی مغفرت کر دی گئی۔ اور بیہقی نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے کہ ''دخول البيت دخول في حسنة وخروج من سيئة. ''

حطیم میں داخل ہونا گویا کعبہ میں داخل ہونا ہے

''عن عائشة -رضي الله عنها – قالت : كنت أحب أن أدخل البيت فأصلي فيه فأخذ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - بيدي فأدخلني الحِجر، فقال: «صلي في الحِجر إن أردت دخول البيت ، فإنما هو قطعة من البيت ، ولكن قومك استقصروه حين بنوا الكعبة ، فأخرجوه من البيت» أخرجه أبوداود و النسائي والترمذي وقال: هذا حديث حسن صحيح. '' (٤١)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کعبہ میں داخل ہونا چاہتی تھی تا کہ اس میں نماز ادا کروں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں داخل کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تم کعبہ میں داخل ہونا چاہتی ہو تو اس حطیم میں نماز پڑھ لو کیوں کہ یہ کعبہ کا ایک حصہ ہے، لیکن تمہاری قوم نے اس کو کعبہ بناتے وقت باہر کر دیا۔

---

(٤١)سنن أبي داود (رقم ٢٠٢٨) كتاب المناسك، باب دخول الكعبة وسنن النسائي (رقم) كتاب المناسك، باب الصلاة في الحجر وسنن الترمذي

فائدہ: حدیثِ بالا سے معلوم ہوا کہ حطیم میں نماز پڑھنا کعبہ مشرفہ کے اندر نماز پڑھنے کی طرح ہے کیوں کہ بقدر سات ہاتھ (تقریباً) یہ کعبہ کا حصہ ہے، قریش نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو خرچ کی کمی کی وجہ سے اس حصہ کو باہر کر دیا، حضور اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ کعبہ شریف کو قواعد ابراہیم علیہ السلام پر بنا دیا جائے، لیکن لوگ کیوں کہ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اس لیے مصلحۃً اسی حال پر باقی رکھا، اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں آں حضرت ﷺ کی تمنا و خواہش کے مطابق کعبہ شریف کی تعمیر کروائی اور حطیم کے حصہ کو اندر داخل کر دیا، لیکن اس کے بعد عبد الملک کے زمانہ میں حجاج بن یوسف نے پھر اس کو ویسے ہی کر دیا جیسا کہ قریش نے بنایا تھا۔

طواف کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہونے کا بیان

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: «ينزل الله كل يوم علي حجاج بيته الحرام عشرين ومائة رحمة ستين للطائفين وأربعين للمصلين وعشرين للناظرين» . رواه البيهقي في شعب الإيمان . (٤٢)

---

(٤٢)شعب الإيمان (رقم٤٠٥١) وحسن الحافظ المنذري والحافظ الدمياطي إسناده. (الترغيب والترهيب (٢/ ١٤٣) والمتجر الرابح (ص٤١١)

ترجمہ: ''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر روز بیت اللہ کے حج کرنے والوں پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں (جن میں سے) ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے، اور بیس (کعبہ کو) دیکھنے والوں کے لیے۔''

فائدہ: حدیثِ بالا سے معلوم ہوا کہ مسجدِ حرام میں حاضری بڑی عظیم نعمت ہے کیوں کہ اس مبارک مسجد میں حاضر ہونے والا یا تو طوافِ کعبہ میں مشغول رہے گا، یا نماز پڑھتا رہے گا، یا کعبہ مشرفہ کی طرف دیکھتا رہے گا اور ان تینوں حالتوں میں اللہ کی طرف سے رحمتیں اس پر نازل ہوتی رہیں گی، کیا خوش نصیبی کی بات ہے!

عرفات میں حج کے لیے وقوف کرنے کی فضیلت کا بیان

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: «إن الله ليباهي بأهل عرفات أهل السماء، فيقول لهم: انظروا إلي عبادي جاءوني شعثًا غبرًا» رواه أحمد وابن حبان والحاكم واللفظ له

وقال: صحيح علي شرطهما ووافقه الذهبي. (٤٣)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ (تعالیٰ) اہل عرفات کے بارے میں آسمان والوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں دیکھو میرے بندوں کی طرف میرے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور غبار آلودہ ہیں۔

وفي رواية لأحمد من حديث عبد الله بن عمرو «إن الله عَزَّوَجَلَّ ليباهي الملائكة بأهل عرفات يقول: انظروا إلى عبادي شعثًا غبرًا. (٤٤)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اہل عرفات کے بارے میں فرشتوں سے فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دیکھو میرے بندوں کو کہ بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں۔

(٤٣)مسند أحمد (٢/ ٣٠٥) ابن حبان (٣٨٤١) والمستدرك (١/ ٤٦٥) وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (٣/ ٢٥٢) وقال: رواه احمد ورجاله رجال الصحيح

(٤٤)مسند أحمد (٢/ ٢٢٤)

عرفات کے دن کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کرنے کی فضیلت کا بیان

"عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان فلان ردف رسول الله صلي الله عليه وسلم يوم عرفة فجعل الفتى يلاحظ النساء ونظر إليهن فقال له رسول الله صلي الله عليه وسلم: «ابن أخي إن هذا يوم من ملك فيه سمعه وبصره ولسانه غفر له» رواه أحمد بإسناد صحيح وابن خزيمة أي أنه قال: كان الفضل بن عباس رضي الله عنه رديف رسول الله صلي الله عليه وسلم. "(٤٥)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فلاں شخص عرفات کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر ان کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا) پس یہ نوجوان عورتوں کی طرف دیکھنے لگے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! بے شک یہ ایسا دن ہے کہ اس دن جس نے اپنے کانوں اور آنکھوں اور زبان کو قابو رکھا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

---

(٤٥)مسند أحمد (١/ ٣٢٩) وصحيح ابن خزيمة (٤/ ٣٦١)

حلق کروانا قصر کروانے سے افضل ہے

وعن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: «اللّٰهُمَّ اغفر للمحلقين» قالوا: يا رسول الله وللمقصرين، قال: «اللّٰهُمَّ اغفر للمحلقين» قالوا: يا رسول الله وللمقصرين، قال: «اللّٰهُمَّ اغفر للمحلقين» قالوا: يا رسول الله وللمقصرين، قال: «وللمقصرين» . رواه البخاري ومسلم وغيرهما .(٤٦)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرنے والوں کی مغفرت فرما دیجیے۔ حاضرین نے کہا: قصر کرنے والوں کے لیے بھی مغفرت کی دعا فرما دیجیے، اس پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی دعا فرمائی کہ اے اللہ! حلق کرنے والوں کی مغفرت فرما دیجیے، حاضرین نے عرض کیا کہ قصر کرنے والوں کے لیے بھی مغفرت کی دعا فرما دیجیے، پھر بھی آں حضرت ﷺ نے یہی دعا فرمائی کہ اے اللہ! حلق کرنے والوں کی مغفرت فرما دیجیے، حاضرین نے عرض کیا کہ قصر کرنے والوں کے لیے بھی مغفرت کی دعا فرما دیجیے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(٤٦)صحيح البخاري (رقم١٧٢٨) كتاب الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، وصحيح مسلم (رقم١٣٠٢) كتاب الحج، باب تفضيل الحلق علي التقصير، وسنن ابن ماجه (رقم٣٠٤٣) ومسند أحمد ٢/ ٢٣١

فرمایا کہ قصر کرنے والوں کی بھی مغفرت فرماد یجیے۔

وعن يحيىٰ بن الحصين عن جدتها رضي الله عنها أنها سمعت النبي صلي الله عليه وسلم في حجة الوداع دعا للمحلقين ثلاثًا وللمقصرين مرة . رواه مسلم (٤٧)

ترجمہ: ابن الحصین اپنی دادی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو حجۃ الوداع میں حلق کرنے والوں کیلیے تین مرتبہ دعا فرماتے ہوئے سنا اور قصر کرنے والوں کے لیے ایک مرتبہ۔

وأخرج البزار عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما في حديث طويل في قصة رجل من الأنصار ورجل من بني ثقيف «وأما حلاقك رأسك فلك بكل شعرة حلقتها حسنة، وتمحى عنك بها خطيئة».(٤٨)

وأخرج الطبراني عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه في حديث طويل في قصة رجل من الأنصار ورجل من بني ثقيف «وأما حلقك رأسك فإنه ليس من شعرك من شعرة تقع للأرض إلا كانت لك نورًا يوم القيامة ..... ». (٤٩)

---

(٤٧)صحيح مسلم رقم (١٣٠٣) كتاب الحج، باب تفضيل الحلق علي التقصير

(٤٨)قال الهيثمي في مجمع الزوائد: رجال البزار موثقون (٣/ ٢٧٤) وقد تقدم الحديث بطوله ص٢٢ - ٢٥

(٤٩)قال الهيثمي في مجمع الزوائد: رواه الطبراني في الأوسط، وفيه محمد بن عبدالرحيم بن شروس وذكره ابن أبي حاتم ولم يذكر فيه جرحًا ولا تعديلاً ومن فوقه موثقون (٣/ ٢٧٧)

ترجمہ: ''بزّار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک طویل حدیث میں ایک انصاری صحابی اور بنی ثقیف کے ایک صحابی کا قصہ روایت کرتے ہیں۔ اس طویل حدیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری صحابی سے فرمایا ہے کہ تمہارے بالوں کے حلق کرنے پر یہ فضیلت ہے کہ تمہارا جو بال بھی زمین پر گرے گا وہ قیامت کے دن تمہارے لیے نور ہو گا''۔

تشریح: احادیثِ بالا سے حلق کرنے والے کی فضیلت معلوم ہوئی اور قصر کروانا بھی بلا کراہت جائز ہے اور عورتوں کے لیے تو صرف قصر ہے ان کے لیے حلق کروانا ممنوع ہے۔

تنبیہ: قصر کروانا بلا کراہت جائز ہے اور اس میں بھی اجر ہے، اگرچہ حلق کروانے کے برابر نہیں ہے لیکن قصر میں بعض لوگ غلطی کر جاتے ہیں دوسروں کا دیکھا دیکھی چند بال کٹوا لیتے ہیں، یاد رہے کہ ایسا کرنے سے احرام سے نہیں نکل سکتے، اگرچہ کپڑے پہن لیں، جب تک کم از کم چوتھائی سر کے بال ایک پورا نہ کاٹ لیں احرام سے حلال نہیں ہو سکتے، احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہو سکتیں، لہٰذا اس کو خوب سمجھ لیں، اور بہتر یہ ہے کہ قصر کرنے والے پورے سر سے بال کٹوائیں۔

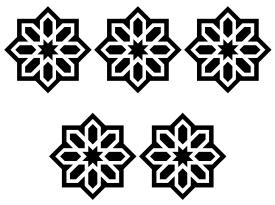

عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قَالَ قال سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: « مَنْ حَجَّ لله فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ » (صحيح البخاري - ١٥٢١ - ج ٢ / ص ١٣٣)

دوسرا رسالہ

آدابِ حج وعمرہ

تالیف

مولانا مفتی عبد الرحمن کوثر مدنی مدظلہ العالی

ابن

عالم ربانی حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ تعالی

آدابِ حج عمرہ

(۱) اخلاص: (خالص اللہ کی رضا کیلئے حج و عمرہ کرنا)

ہر عمل کے مقبول ہونے کیلئے اخلاص شرط ہے اخلاص کا معنی ہے کہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کیلئے کیا جائے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب ہو، نام ونمود شہرت وریا کاری سے عمل بالکل پاک صاف ہو اور مقاصدِ دنیا سے بھی مبرّا ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ ﴾(۵۰)

ترجمہ: حالانکہ انکو یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو اسی کیلئے خاص رکھیں یکسو ہو کر۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ قُلۡ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ١٦٢ لَا شَرِيكَ لَهُۥۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرۡتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ١٦٣ ﴾(۵۱)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ بلاشبہ میری نماز اور میری سب عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب رب العالمین کیلئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «إنما الأعمال بالنيات وانما لكل امرء ما نوى» (الحدیث) یعنی اعمال قبول ہونے کا دار ومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

---

۵۰ - (البينة: ۵ ء)

۵۱ - (الأنعام: ۱۶۲ - ۱۶۳)

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اہل استطاعت پر حج فرض قرار دیتے ہوئے اخلاص کی اہمیت کی طرف بھی اشارہ فرمادیا: {وِلِلّٰہ} کو{عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ} پر مقدم فرمایااور یہ قرآن حکیم کے اسلوبِ بیانی کے محاسن میں سے ہے ۔

(۲)حج وعمرہ کاہر عمل سنت کے موافق کرنے کاعزم کرنا

عمل کے مقبول ہونے کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شرط بھی ہے کہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر امت کو حج کرکے دکھلایا اور فرمایا: «خذوا عنی مناسککم» یعنی مجھ سے اپنے حج کے احکامات سیکھ لو۔ سنت کا طریقہ ہی ہے جو اللہ سے ملاتا ہے۔

نقش قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

(۳)استخارہ ومشورہ کرنا

سفر حج وعمرہ سے پہلے ہوشیار تجربہ کار دیندار شخص سے ضروریاتِ سفر سے متعلق مشورہ کرلے اور استخارہ بھی کرے لیکن اگر حج فرض ہے تو نفس حج کے لئے استخارہ کی ضرورت نہیں بلکہ راستہ وقتِ جہاز وغیرہ دیگر امور کیلئے استخارہ کیا جائے البتہ اگر حج نفل ہے تو نفسِ حج کیلئے بھی استخارہ کرے۔

(۴)اعمالِ حج وعمرہ سیکھنا

حجاج ومعتمرین پر لازم ہے کہ حج یا عمرہ کو جانے سے پہلے اعمالِ حج وعمرہ سیکھیں، بغیر

سیکھے حج وعمرہ کو نکل پڑیں گے تو طرح طرح کی غلطیوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ حضرت ابراہیم واسماعیل علی نبینا وعلیہما السلام جب خانہ کعبہ بنارہے تھے تو اسوقت جو دعائیں کرتے جارہے تھے ان میں ایک اہم دعا یہ بھی تھی: ﴿ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا ﴾ (البقرة: ۱۲۸) (کہ ہمیں بتادیجئے ہمارے حج کے احکام)۔ ان دونوں حضرات کی اس دعا سے قیامت تک آنے والے اہلِ ایمان کو یہ سبق ملتا ہے کہ مناسکِ حج تمام حجاجِ کرام کو سیکھ کر حج ادا کرنا چاہئے، تفسیر ابن کثیر ص۱۸۳ ج۱ میں ہے کہ جب ابراہیم ں نے کعبہ شریف کی تعمیر مکمل کر دی تو حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر صفا اور مروہ پر لے گئے اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں پھر ان کو منیٰ لے گئے پھر مزدلفہ میں لے گئے اور فرمایا "یہ المشعر الحرام ہے، پھر ان کو عرفات میں لے گئے اور انکو احکامِ حج سکھادیئے جب عرفات میں لے گئے تو پوچھا میں نے جو کچھ تم کو بتایا ہے تم نے پہچان لیا؟ اور تین بار پوچھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں پہچان لیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حضرت جبریل علیہ السلام نے حج کا طریقہ اور حج کے احکام بتائے انہوں نے حج کا اعلانِ عام کر دیا جس کا ذکر سورۂ حج میں ان الفاظ میں ہے: ﴿ وَأَذِّن فِي ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ ﴾ [الحج: ۲۷] (اور آپ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیجئے)۔

(۵) حلال مال سے حج وعمرہ کرنا

حج وعمرہ ادا کرنے کیلئے حلال مال جمع کرے اگر حرام مال سے کریگا تو رد کر دیا جائے گا قبول نہ ہو گا۔ حضرت ابوہریرہ ص فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد ہے کہ جب حاجی حلال مال کے ساتھ حج کو نکلتا ہے اور سواری پر سوار ہوکر کہتا ہے " لبیک اللّٰھم لبیک" تو فرشتہ بھی آسمان سے (اسکی تائید اور تقویت میں) "لبیك وسعدیك" کہتا ہے (یعنی تیرا لبیک کہنا مقبول ہے) وہ فرشتہ کہتا ہے کہ تیرا توشہ بھی حلال ہے تیری سواری بھی حلال ہے (کہ حلال مال سے حاصل ہوئے) اور تیرا حج مبرور ہے اور کوئی وبال تجھ پر نہیں، اور جب حرام مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور سواری میں سوار ہوکر لبیک کہتا ہے تو فرشتہ آسمان سے کہتا ہے کہ لالبیک ولا سعدیک یعنی تیری لبیک غیر مقبول ہے تیرا توشہ حرام ہے تیرا خرچہ حرام ہے تیرا حج معصیت ہے، یہ حج مبرور نہیں۔

(٦) تنہا سفر نہ کرنا

تنہا سفر نہ کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تنہا سفر سے منع فرمایا ہے بلکہ اگر دو آدمی ہوں تب بھی سفر کرنے سے منع فرمایا اور اسکی ترغیب دی کہ کم از کم تین آدمی ہوں۔ (ترمذی وأبو داؤد شریف)۔ اور چار ساتھی ہوں تو بہت ہی اچھا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

حدیث: "الراکب شیطان,والراکبان شیطان, والثلاثة رکب"۔

ترجمہ: اکیلا سفر کرنے والا ایک شیطان ہے' دو سفر کرنے والے دو شیطان ہیں' تین افراد جماعت ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: «لوأن الناس یعلمون ما أعلم من الوحد ما سری راکب بلیل یعنی وحده»۔(جامع الترمذی)

ترجمہ: اکیلے سفر کرنے کی جو برائی میں جانتا ہوں اگر لوگ جان لیتے تو کوئی بھی رات کو اکیلے سفر نہ کرتا۔

(۷) امیر بنانا

«إذا خرج ثلاثة فی سفر فلیؤمروا أحدهم» (سنن ابوداؤد)
جب سفر میں تین آدمی نکلیں تو ایک کو اپنا امیر بنالیں۔
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب سفر میں تین آدمی ساتھ ہوں تو ایک کو امیر بنالیں۔ (أبوداؤد شریف)۔

(۸) اچھے رفقاء تلاش کرنا

حج وعمرہ کا سفر شروع کرنے سے پہلے صالحین کی جماعت کے ہمراہ سفر کرنا اختیار کرے کیونکہ صالحین کے ساتھ حج کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ حج مبرور نصیب ہوگا اور ان صالحین کے اعمال واقوال وکردار سے متأثر ہوگا کیا بعید ہے کہ یہ سفر حج یا سفر عمرہ علماء وصلحاء کی رفاقت کی وجہ سے پوری زندگی میں تعلق مع اللہ حاصل ہونے کا ذریعہ بن جائے، حدیث شریف میں فرمایا کہ: "«إنما مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما أن یحذیک واما أن تبتاع منه ریحاً طیبة ونافخ الکیر اما أن یحرق ثیابک واما أن تجد منه ریحاً خبیبة»" (رواه البخاری ومسلم)
ترجمہ: بے شک نیک ساتھی کی مثال اور بُرے ساتھی کی مثال مشک والے اور بھٹی جھونکنے والے کی ہے مشک والا یا تو تمہیں (ہدیہ) دے دیگا یا تم اس سے خرید لوگے یا اس کے پاس سے تم خوشبو پالوگے، اور بھٹی جھونکنے والا تو تمہارے کپڑے جلادیگا یا تمہیں اسکے پاس سے بدبو محسوس ہوگی۔

(۹)سفر حج وعمرہ سے پہلے تمام گناہوں سے سچی توبہ کرنا

توبہ کی چار شرطیں ہیں:(۱) جن گناہوں میں مبتلاء ہے ان کو فوراً چھوڑ دے۔(۲) اس بات کا عزم کرے کہ ان شاء اللہ آئندہ گناہ نہ کروں گا۔ (۳) جو پہلے گناہ ہو گئے ہیں ان پر نادم ہونا۔(۴) حقوق اللہ اور حقوق العباد جو ذمہ میں ہیں ان کی ادائیگی کا عزم کرنا لازم ہے جو خواتین حج کو آرہیں ہیں تو ساس بہو میں جو جگڑے ہیں یا ایک دوسرے کو تکلیف پہنچائی ہوئی ہے تو سفر حج میں نکلنے سے پہلے ایک دوسرے سے معافی مانگ لیں اور اپنے دلوں کو صاف کر لیں اور اللہ تعالیٰ لے لیے ایک دوسرے کو معاف کر دیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فمن عفا و أصلح فاجره على الله۔

ترجمہ: جو شخص معاف کر دے اور صلح کر لے اسکا ثواب اللہ کے ذمے ہے۔

حقوق اللہ جیسے کسی کے ذمہ نمازیں قضاء ہیں تو ان کی قضاء پڑھے جس کو قضاء عمری کہا جاتا ہے، جس کے ذمہ رمضان شریف کے روزے باقی ہیں ان کو رکھنے کا عزم کرنا، اور جس کے ذمہ گزشتہ سالوں کی زکاتیں ادا کرنا باقی ہیں ان کی ادائیگی کرنا۔ اور حقوق العباد جس کے ذمہ ہیں یعنی اگر کسی کا مال دبا رکھا ہے تو اس کا مال اسکو واپس کرے، اور اگر واپس کرنے پر قدرت نہیں تو اس سے اجازت لے لے کہ آپ کا قرضہ بعد میں ادا کر دوں گا۔ اور اگر کسی کو تکلیف دی ہے تو ان سے معافی مانگ لے۔

(۱۰)سفر حج وعمرہ شروع کرنے

سے قبل دو رکعت نماز ادا کرنا

سفر حج وعمرہ شروع کرنے سے قبل اپنے گھر میں دو رکعت نماز ادا کرے اور یہ مستقل سفر کی سنت ہے۔ چاہے سفر حج وعمرہ ہو یا اور کوئی سفر ہو۔ حوالہ (احکام سفر ۲۹۶)

عَنِ الْمُطْعِمِ بْنِ الْمِقْدَامِ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : مَا خَلَفَ عَبْدٌ عَلَى أَهْلِهِ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِينَ يُرِيدُ سَفَرًا.

(۱۱) وصیت لکھنا

کہ وصیت لکھ کر گھر سے روانہ ہونا، جس میں یہ تفصیل ہو کہ کس کا کتنا قرضہ ادا کرنا ہے اور کس سے کتنا لینا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

(۱۲) تقویٰ حاصل کرنے کا عزم کرنا

تمام ظاہری وباطنی گناہوں کو چھوڑنے کی نیت کرلے، اور آئندہ زندگی سنت کے مطابق گذارنے کا عزم کرلے۔ اگر گناہوں کو نہ چھوڑیگا تو تقرب الی اللہ حاصل نہ ہوگا اور حج مبرور بھی نصیب نہ ہوگا۔ اس بات کو خوب سمجھ لینا چاہئے۔ مرد حضرات جو اپنی داڑھیاں مونڈتے ہیں یا ایک مشت سے کم کرتے ہیں اس سفر حج یا عمرہ میں اس بات کا عزم کرلیں کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کریں گے اور جو لوگ اپنی ڈیوٹی پوری نہیں دیتے وہ بھی عزم کرلیں کہ آج سے سو فیصد حلال کھائیں گے اور

جو لوگ سودی لین دین کرتے ہیں وہ بھی عزم کرلیں کہ آئندہ کبھی بھی سودی معاملات نہیں کریں گے اور جو لوگ ٹخنے سے نیچے کپڑا پہنتے ہیں وہ بھی عزم کرلیں کہ آئندہ ٹخنہ نہیں ڈھانکیں گے اور جو خواتین پردہ نہیں کرتیں وہ بھی اس حج یا عمرہ میں اس گناہ سے تائب ہو جائیں اور پکّا عزم کرلیں، اور وہ رشتہ دار جو محرم نہیں ہیں جیسے چچازاد تایازاد خالہ زاد اور ماموں زاد پھوپھی زاد بھائیوں اور پھوپھا اور خالو اور جیٹھ ودیور اور انکے بیٹے ان سب سے شرعی پردہ کرینگی، اور جو لوگ اپنے گھروں میں مورتیاں اور تصاویر لٹکاتے ہیں یا انکے گھروں میں فلمیں دیکھی جاتی ہیں وہ بھی ان تمام گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرلیں۔

انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ بعضے اشخاص کئی کئی حج وعمرے کرلیتے ہیں لیکن انکی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، خواتین بھی حج وعمرہ کے بعد اپنی زندگیوں میں تبدیلی نہیں لاتیں جو بے پردگی پہلے تھی اسی طرح حج وعمرہ کے بعد بھی بے پردگی کے گناہ میں مبتلا رہتی ہیں، اور ظلم یہ ہے کہ بعض ایسی خواتین جو عام طور پر تو پردہ کرتی ہیں لیکن حج وعمرہ میں وہ بھی پردہ چھوڑ دیتی ہیں، بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ رہائش کا ایک کمرہ ہوتا ہے جس میں اپنے محرم کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ہوتے ہیں ان سے بالکل پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں حالانکہ رسّی باندھ کر چادر ڈالی جاسکتی ہے پردہ کیا جاسکتا ہے لیکن شرعی احکام کی اہمیت دل میں کم ہونے کی وجہ سے یا علمِ دین نہ ہونے کیوجہ سے بے پردگی کے گناہ میں مبتلا رہتی ہیں، اور انکے ساتھ انکے مرد بھی گناہ میں شریک ہیں کیونکہ انکے ذمہ ہیں کہ اپنی خواتین کو شرعی پردہ کرائیں۔

پیارے حجاج ومعتمرین کرام: یہ حج اور عمرہ تو تقویٰ سیکھنے کیلئے ہے حج وعمرہ میں

اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے کی تربیت کرائی جاتی ہے، اگر حج وعمرہ میں بھی تقویٰ نہ سیکھا تو پھر کب سیکھیں گے ؟۔

سفر میں روانہ ہونے سے پہلے صلوۃ السفر پڑھنا

سفر پر نکلنے سے پہلے گھر میں دو رکعت سفر کی نیت سے پڑھنا مستحب ہے، امام نووی فرماتے ہیں پہلی رکعت میں "سورۃ الفاتحہ" کے بعد "سورۃ الکافرون" اور دوسری رکعت میں "سورۃ الاخلاص" پڑھنی چاہیے۔ (شرح الایضاح فی مناسک الحج۔ ۴۲، المجموع: ۴/ ۲۷۳)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «ماخلف عبد علی اهله افضل من رکعتین یرکعهما عندهم حین یرید السفر» (مصنف ابن ابی شیبة: ۲/ ۸۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم کسی منزل پر پڑاؤ نہیں فرماتے تھے مگر اسے دو رکعتوں سے رخصت فرماتے تھے۔ (مستدرک حاکم: ۱/ ۳۱۵)

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ سفر کی دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد "آیۃ الکرسی" اور "سورۃ القریش" پڑھے (حوالہ بالا) پھر مکمل توجہ اور حضور قلب کے ساتھ اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دنیا و آخر کی بھلائی کی دعاء مانگے، جب چلنے کے لئے اٹھے تو یہ دعاء پڑھے (اَللّٰھمَّ اِلَیک تَوجھتُ وَ بِک اِعْتَصَمْتُ اَللّٰھمَّ اکْفِنِیْ مَا أھمَّنِیْ وَ مَالَا اَھتَمَّ بِہ اَللّٰھمَّ زَوِّدنِیْ

التَّقْوَى)سنن الكبرى للبيهقي ۵/۲۵۰)

ترجمہ: اے اللہ میں آپ ہی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور آپ ہی کی پناہ چاہتا ہوں اے اللہ میری کفایت کرو ان کاموں سے جنھوں نے مجھے تشوش میں ڈالا ہے اوران کاموں سے جن میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں، اور مجھے تقویٰ کا توشہ عنایت فرمائیں۔

(۱۳)گھر سے رخصت ہوتے وقت گھر والوں کو دعا دینا اور گھر والے مسافر کو یہ دعا دیں

«أَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ الَّذِيْ لَا تَضِيعُ وَدَائِعُه» (مسنداحمد)

رخصت کرنے والوں کے لیے دعاء کرنا اوران سے عاء کی درخواست کرنا مستحب ہے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وسلم سے عمرہ پر جانے کی اجازت مانگی آپ صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحت فرمائی اور فرمایا۔لا تنسنايا أُخيّ من دعائك (اے میرے چھوٹے بھائی! مجھے اپنی دعاوں میں مت بھلانا)۔دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اشركنا يا أُخيَّ في دعائك (اے میرے جھوٹے بھائی! مجھے اپنی دعاوں میں شریف رکھنا)۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے یہ ایسا جملہ ارشاد فرمایا اگر اس کے بدلہ میں پوری دنیا دی جائے تو بھی مجھے منظور نہیں۔(السنن الكبرى للبيهقي ۵،۲۵۱)

(۱۴)گھر سے نکلتے وقت مسنون دُعائیں پڑھنا

گھر سے نکلتے وقت مسنون دعائیں پڑھیں:(بسم الله توكلت علىٰ الله لا حول ولا قوة الا بالله) اسکے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعاء پڑھیں: (اللّهمَّ إنِّي أعوذُ بِكَ أنْ أضِلَّ أوْ أُضَلَّ أوْ أزِلَّ أوْ أُزَلَّ أوْ أظْلِمَ أوْ أُظْلَمَ أوْ أجْهلَ أو يُجْهلَ عَلَيَّ)۔ سواری میں بیٹھ کر تمام دعائیں جو اس موقعہ پر پڑھنی مسنون ہیں ان کو پڑھیں مثلا الحمد الله الذى سَخر لناهذا۔۔۔۔ الخ، ان میں سے یہ بھی ہے: " اللّهمّ إنّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هذَا البِرَّ والتَّقْوىٰ وَمِنَ العَمَلِ مَا تَرْضَىٰ اللَّهمَّ هَوّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هذا واطْوِ عَنّا بُعْدَه ،اللّهمّ أنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَفَرِ وَالخَلِيفَةُ فِيْ الأهْلِ ، اللَّهمَّ إنِّيْ أعُوْذُ بِكَ مِن وَّعَثَاءِ السَّفَر وكآبةِ المَنْظَرِ وسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِيْ المَالِ وَالأهْلِ وَالوَلَدِ وأعَوْذُبِكَ مِنَ الحَوْرِ بَعْدَ الكَوْر ودَعوَةِ المَظْلُومِ" (من صحيح مسلم بجمع الروايتين)

(۱۵)نیت کا محاسبہ کرنا

گھر سے نکلتے وقت پھر ایک مرتبہ اپنی نیت کا محاسبہ کرے کہ کیوں حج وعمرہ کو جارہاہے، اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے یا اور کوئی غرض ہے اگر اور کوئی غرض ہے تو اپنی نیت کی اصلاح کرے۔ اصل مقصد حج یا عمرہ ہو، دوسرا کوئی کام ہو تو وہ ذیل کام ہو جائے۔

(۱۶) رفقاءِ حج و عمرہ کی خدمت کرنا

حجاجِ کرام و معتمرین حضرات کو چاہئے کہ دورانِ سفر اپنے ساتھیوں کی خدمت کرنے میں عار محسوس نہ کریں بلکہ ان کی خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھیں کیونکہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی محبت میں نکلے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے وفد میں اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں ہوتا تھا تو وہ میری خدمت کرتے تھے، حالانکہ حضرت ابن عمر ص بڑے تھے اور استاذ بھی تھے۔

(۱۷) حسنِ اخلاق سے پیش آنا

تمام حضراتِ حجاج و معتمرین سفرِ حج و عمرہ کے دوران ایک دوسرے سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آئیں، لڑائی جھگڑے سے بالکل دوری اختیار کرتے رہیں، سخت کلامی و سخت معاملہ سے بالکل پرہیز کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِى ٱلْحَجِّ ﴾ (البقرۃ: ۱۹۷)

ترجمہ: سو جس شخص نے ان (مہینوں) میں حج کو اپنے ذمہ لازم کرلیا تو نہ کوئی فحش بات کرے نہ فسوق کرے اور نہ کسی قسم کا جھگڑا کرے۔

اس آیت میں فسوق سے منع کرنے کے بعد جِدال کی نفی فرمائی۔ جِدال عربی زبان میں لڑنے جھگڑنے کو کہتے ہیں سفرِ حج و عمرہ میں اول سے اخیر تک بہت سے ایسے مواقع پیش آتے ہیں جہاں رفقاے سفر سے اور حجاج سے لڑنے کو جی چاہتا ہے کہیں جگہ کی تنگی کی وجہ سے اور کہیں پانی لینے کی بھیڑ میں دوسرے کے آگے

بڑھ جانے کی وجہ سے ایسی صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے کہ حجاج لڑ پڑتے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ معمولی سی باتیں جن پر ہمیشہ اپنے گھروں میں آپس میں مسامحت کر لیتے ہیں ان میں سے کوئی صورت حج یا عمرہ میں پیش آجائے تو دل کھول کر لڑائی لڑتے ہیں حقیقت میں یہ ایک ابتلاء ہوتا ہے بعض حجاج نے بتایا کہ اندر سے بار بار نفس میں لڑائی کیلئے اُبھار ہوتا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سنیچر کے دن بنی اسرائیل کیلئے مچھلیاں سمندر کی تہہ سے اوپر آجاتی تھیں لیکن اس دن پکڑنا منع تھا اور دوسرے دنوں میں نہیں آتی تھیں، ابتلا کے موقع پر ہر مسلمان اپنے نفس پر قابو کرے اور شریعت کو سامنے رکھے، قرآن وسنت کی ہدایت کا اتباع کرے۔(تفسیر آنوار البیان)

(۱۸)احرام کے معنی کا استحضار کرنا

احرام میں داخل ہوتے وقت احرام کے صحیح معنی کا استحضار دل میں کرے، احرام کے وقت جو سلے ہوئے کپڑے اُتار دیئے جاتے ہیں اس میں اسکی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ تمام گناہوں سے انخلاع ہو جائے، یہ صرف ظاہری لباس اتارنا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے تمام اسباب واعمال وافعال واقوال سے انخلاع کرانا مقصود ہے، حالتِ احرام میں جو چیزیں ممنوع کر دی جاتی ہیں ان سے بچے رہنے میں یہ بھی راز پوشیدہ ہے کہ حاجی ومعتمر کو ان سے بچے رہنے سے تمام منہیاتِ شرعیہ سے بچنے کی مشق حاصل ہوگی اور اس مشق کا فائدہ ان شاء اللہ تعالیٰ ساری زندگی مرتب رہیگا گناہوں سے بچنے کی ہمت باذن اللہ تعالیٰ پیدا ہوگی۔

(۱۹)احرام باندھتے وقت خشیتِ الٰہی حاصل ہونا

تمام حجاج و معتمرینِ کرام کو چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت کا استحضار کریں جیسا کہ سلف صالحین کیا کرتے تھے۔

حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب وہ حج کو جانے کیلئے اونٹنی پر سوار ہوئے تو انکا رنگ زرد پڑ گیا اور کپکپی لگ گئی اور لبیک کہنا چاہتے تو خوف و خشیت بہت زیادہ غالب آجاتی، فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں تو کہیں لا لبیک کی آواز نہ آجائے۔

اور جب حضرت جعفر الصادق رحمۃ اللہ علیہ نے حج کا ارادہ فرمایا اور لبیک پڑھنا چاہا تو چہرہ کا رنگ بدل گیا حاضرین نے ان سے کہا کہ آپکو کیا ہو گیا؟ فرمانے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ لبیک کہوں اور اس لبیک کے قبول نہ ہونے کا جواب آجائے۔

اور حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ جب احرام میں داخل ہوتے تھے تو ان پر ایک خاموشی طاری ہو جاتی تھی اور غور و فکر و تأمل اور اللہ تعالیٰ شانہ کی عظمت کے مراقبہ کی کیفیت میں چلے جاتے تھے۔

اقسام احرام: احرام چار طرح کا ہوتا ہے۔ صرف حج کا احرام، اس کو افراد کہتے ہیں۔ صرف عمرہ کا احرام، اس کو تمتع کہتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ احرام حج کے مہینوں میں ہو۔ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام اس کو قران کہتے ہیں۔ صرف عمرہ کا احرام خواہ ایام حج سے قبل ہو یا بعد ہو۔

احرام باندھنے کا طریقہ: جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو اول حجامت

بنوالیں، زیر ناف کے بال دور کرلیں، اگر سر منڈوانے کی عادت ہو تو منڈوالیں ورنہ کنگھی سے بال درست کرلیں۔بیوی اگر ساتھ ہو تو صحبت بھی مستحب ہے اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرلیں اگر کسی وجہ سے غسل نہ کر سکیں تو وضو کرلیں اور سلے ہوئے کپڑے بدن سے نکالیں، ایک لنگی باندھ لیں اور ایک چادر اوڑھ لیں جسم پر خوشبو لگائیں، لیکن کپڑوں پر خوشبو نہ لگائیں جس کا جسم باقی رہے۔ اس کے بعد دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھیں، اول رکعت میں پوری سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں پور سورۃ الخلاص پڑھیں۔سالم پھیر کر قبلہ رہ بیٹھ کر سر کھول کر اسی جگہ نیت کریں۔اگر حج کا احرام ہو تو یوں نیت کریں۔اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی و تقبلہ منی-

ترجمہ:اے اللہ میں نے حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے۔عمرہ کا احرام ہو تو یوں نیت کریں:۔

اللّٰھم اني اريد العمرة فيسرها لي و تقبلها مني .

ترجمہ:اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں اس کو سہل فرمادیجئے اور قبول فرمالیجئے۔حج اور عمرہ دونوں کا احرام ہو تو نیت یوں کیجئے۔

اللّٰھم اني اريد الحج و العمرة فيسرهما لي و تقبلهما مني .

ترجمہ:اے اللہ میں حج اور عمرہ اکٹھ کرنا چاہتا ہوں اس کو سہل فرمادیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

اگر عربی کے یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو صرف اردو میں ترجمہ کہ لیں۔

اس کے بعد بلند آواز میں تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں۔لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد و

النعمة لک و الملک لاشریک لک .

ترجمہ: حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں اور سب نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں اور ملک بھی آپ ہی کا ہے اس میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔

اس کے بعد درود شریف پڑھیں اس کے بعد جو چاہیں دعا مانگیں۔لبیک کے بعد یہ دعا مستحب ہے۔اللھم انی اسئلک رضاک والجنة واعوذبک من غضبک و النار .

ترجمہ: یا اللہ میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور جنت کا طلب گار ہوں اور آپ کے غصہ اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔

تلبیہ کی کثرت کرنا اور بلند آواز سے پڑھنا

حجاج کرام کو تلبیہ کی کثرت کرنی چاہئے ، ایک حالت سے دوسری حالت بدلتے وقت تلبیہ پڑھنے کا اہتمام کریں اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا چاہئے۔

عن زيد بن خالدرضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : جاء جبريل فقال : يا محمد مر أصحابك فليرفعوا أصواتهم بالتلبية فإنها من شعائر الحج. (حديث صحيح)(أخرجه ابن ماجة وابن حبان وحاكم وغيرهم)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صحابہ کو حکم کیجئے کہ تلبیہ بلند آوازوں سے پڑھیں، کیونکہ یہ حج کی نشانیوں

میں سے ہے۔

وعن أبی بکر الصدیق رضي الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل أي الأعمال أفضل؟ قال:"العج والثج" . رواه الترمذی وابن ماجة والحاکم وقال صحیح الإسناد .

ترجمہ: حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سے اعمال زیادہ افضل ہیں؟ ارشاد فرمایا: "بلند آوازوں سے تلبیہ پڑھنا اور اونٹوں کو نحر کرنا"۔

تنبیہ: خواتین بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھیں بلکہ آہستہ پڑھیں۔

اگر پہلا حج ہے تو فرض کی نیت خاص طور پر کریں اور زبان سے کہ لینا بہتر ہے نیت کرنے اور تلبیہ پڑھ لینے کے بعد احرام بندھ گیا۔ اب ان چیزوں سے بچیں جن کا کرنا احرام باندھنے کے بعد منع ہے۔

(۲۵) ممنوعاتِ احرام سے پرہیز کرنا

احرام کے چند ممنوعات ہیں جن سے بچنا لازم ہے (چاہے حج کا احرام ہو یا عمرہ کا) جو ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں: (۱) جماع کرنا اور فحش باتیں کرنا۔ (۲) (فسوق) کسی بھی قسم کا گناہ کرنا، (گناہوں سے تو ہر حالت میں بچنا لازم ہے لیکن حالت احرام میں تو اور زیادہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے)۔ (۳) جھگڑا کرنا۔ (۴) خشکی کا شکار کرنا۔ (۵) یا شکار کی طرف اشارہ کرنا۔ (٦) اس کی طرف رہنمائی کرنا۔ (۷) قمیص و شلوار کوٹ وغیرہ، یعنی ایسا کپڑا پہننا جو بدن کے اعضاء کے مطابق تیار کیا گیا ہو۔ (۸) موزے دستانے پہننا، الاّ یہ کہ اگر کسی کے

پاس جوتے نہ ہوں تو ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے، اس طرح کے ٹخنے بھی کھل جائیں اور پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی بھی کھل جائے۔ (۹) سر اور چہرہ کو چھپانا، نہ ٹوپی پہنے اور نہ پگڑی باندھے۔ (۱۰) خوشبو لگانا۔ (۱۱) سر منڈوانا، یا بال کٹوانا، یا داڑھی کٹوانا، یا جسم کے بالوں کو زائل کرنا جیسے بھی ہو۔ (۱۲) ناخن کاٹنا۔ (۱۳) ورس یا زعفران یا عصفور کے رنگے ہوئے کپڑے پہننا، الاّ یہ کہ دھوئے ہوئے ہوں کہ خوشبو نہ مہکے، یعنی خوشبو ختم ہو چکی ہو۔

تنبیہ: بعض لوگ حالتِ احرام میں (ٹوتھ پیسٹ) دانت صاف کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں حالانکہ اس میں خوشبو ہوتی ہے، اس سے پرہیز کرنا لازم ہے، مسواک استعمال کرنی چاہئے، اگر مسواک نہ ہو تو صرف برش ہی پھیر لینا چاہئے۔

(۲۰) سفر حج و عمرہ شروع کرنے سے پہلے صدقہ دینا

حج و عمرہ کا سفر ہو یا اور کوئی، سفر شروع کرنے سے پہلے صدقہ بھی دینا چاہئے، تاکہ راستے کی پریشانیوں سے محفوظ رہے، حدیث شریف میں آتا ہے: «بادروا بالصدقة فإن البلاء لا يتخطاها» یعنی "صدقہ دینے میں جلدی کرو کیونکہ بلا اس کو پھلانگ کر نہیں آسکتی" اور ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "إن الصدقة لتطفئ غضب الرب وتدفع ميتة السوء" (رواه الترمذى وقال هذا حديث حسن غريب وصححه ابن حبان)

ترجمہ: بیشک صدقہ ضرور بجھا دیتا ہے رب کے غصہ کو اور بُری موت کو دور کر دیتا ہے، علامہ ابن المبارکؒ نے کتاب البر میں اس حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا

ہے:إن الله تعالى ليدرأ بالصدقة سبعين باباً من ميتة السوء یعنی اللہ تعالیٰ صدقے کے ذریعے بُری موت کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔

(۲۱) نظر کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت تو ہر حال میں ضروری ہے لیکن سفر حج وعمرہ میں اس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے اللہ تعالیٰ مؤمن بندوں اور مؤمن بندیوں کو قرآن حکیم میں حکم فرمارہے ہیں: ﴿ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَـٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَـٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾[النور: ٣٠-٣١]

ترجمہ: آپ مؤمنین سے فرمادیجئے کہ اپنی آنکھوں کو پست رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں، یہ انکے لئے پاکیزہ ہونے کی بات ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو، اور مؤمن عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی آنکھوں کو پست رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر اس میں سے جو ظاہر ہو جائے۔

بد نظری سے انتہائی پرہیز کی ضرورت ہے ورنہ دل میں انوارات حاصل نہ ہونگے اور جو انوار ہیں وہ بھی زائل ہونے کا شدید خطرہ ہے اور بد نظری کی وجہ سے حج مبرور سے بھی محرومی ہو جائے گی، کیونکہ حج مبرور وہ ہے جسمیں گناہ نہ ہو، بد نظری کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا جاتا ہے حدیث شریف میں ہے: لعن الله الناظر والمنظور إليه (رواه البيهقي في شعب

الایمان عن الحسن مرسلاً)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر اور جو اپنے آپ کو بد نظری کیلئے پیش کرے۔

اگر اچانک کسی نامحرم یا اَمرد لڑکے پر نظر پڑ جائے تو نظر فوراً ہٹالے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑجانے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اِصرِف بَصَرَک (یعنی اپنی نظر (فوراً) ہٹالو)، دوسری حدیث میں فرمایا: لا تتبع النظرة النظرة فإن لک الأولی ولیست لک الثانیة . (رواہ احمد وابو داود والترمذی والطحاوي واللفظ له والمستدرک علی شرط مسلم)

ترجمہ: نظر پر نظر نہ ڈال پس پہلی نظر (جو بلا اختیار پڑی ہے) وہ تجھے معاف اور دوسری تجھے معاف نہیں۔

اگر کوئی شخص پہلی ہی نظر کو جمالے تو بھی حرام ہے وہ دوسری نظر کے حکم میں ہے۔

حج کے ایام میں بہت سی خواتین پردہ نہیں کرتیں بلکہ جو پردہ کرنے والی ہوتی ہیں وہ بھی حج میں بے نقاب ہو جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم سب ''عرفاتی بہن بھائی ہیں'' کس قدر شیطان ان کو اپنے پھندے میں ڈالتا ہے اور ان کا حج خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے اور انکے ذریعہ دوسروں کا حج بھی، لہٰذا بہت زیادہ نظر کی حفاظت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب عورت کا احرام اسکے چہرے میں ہے تو اسکا پردہ کیسا! یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے چہرے پر کپڑا وغیرہ نہ لگے یہ الگ بات ہے اور چہرے کو نامحرم کے سامنے کھولنا دوسری بات ہے دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ پردہ ضروری ہونے کی دلیل یہ

ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج میں تھے جب ہمارے سامنے سے کوئی سوار گذرتا تو ہم اپنے چہروں کے سامنے کپڑا الٹکالیا کرتے تھے، خواتین اسلام کو چاہئے کہ کوئی گول گتا کاٹ کر اسکے پیچھے ربڑ لگا کر اسکو سر پر لگالیں (مثل ہیڈ کے) پھر اسکے اوپر سے نقاب ڈال لیں، تو ایسے کرنے سے پردہ بھی ہو جائے گا اور چہرے پر کپڑا بھی نہ لگے گا۔

(۲۲) قلب کی حفاظت کرنا

جتنی نظر کی حفاظت ضروری ہے اتنی ہی دل کی حفاظت ضروری ہے دل میں گناہوں کے خیال لانا اور خیالی حرام لذّتیں لینا بھی حرام ہے ایسے دلوں میں اللہ کیسے آسکتے ہیں؟ جسکو اللہ کی محبت ولذّتِ طاعت وحلاوتِ ایمانی چاہئے اسکو دل کی بھی حفاظت کرنی ہوگی گناہوں کے ساتھ لذّتِ طاعت نصیب نہیں ہوسکتی اور جسکے دل میں بُرا خیال آئے یا گناہ کا وسوسہ آئے تو فوراً اسکو اپنے دل سے نکال دے اور «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» پڑھے اگر اس گناہ کے خیال کو دل میں جمالے گا تو گناہ گار ہوگا کیونکہ یہ جمانا اسکے اختیار سے ہے۔

(۲۳) زبان کی حفاظت کرنا

زبان کی حفاظت بہت اہم ہے اور دورانِ حج وعمرہ تو اس کا بہت خیال رکھے، غیبت، چغلی، جھوٹ، بہتان وغیرہ سے بالکل اپنی زبان پاک رکھے، غیبت کبائر میں سے ہے جس کی وجہ سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے والعیاذ باللہ۔ اور جس مجلس میں کسی مسلمان کی غیبت ہونے لگے تو اگر منع کرنے کی استطاعت ہے تو فوراً روک دے اور روکنے میں حکمت اختیار کرے، اور اگر روکنے کی سکت نہ ہو تو اس مجلس سے

فوراً اٹھ کھڑا ہو، غیبت کا معنی ہے: ذکرک أخاک بما یکرہ (کہ تو اپنے (مسلمان) بھائی کا ایسا ذکر کرے جو اسکو ناپسند ہو) مسلمان بھائی کی غیبت کرنا مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی طرح ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ﴾

ترجمہ: اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کریں، کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو تم اس کو بُرا سمجھتے ہو۔ [الحجرات:۱۲]

(۲۴) زادِ راہ ساتھ لینا اور مخلوق سے سوال کرنے سے پرہیز کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ﴾ [البقرۃ:۱۹۷]

ترجمہ: زادِ راہ ساتھ لے لیا کرو کیونکہ بہتر زادِ راہ بچا رہنا ہے۔

(بچے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے سوال نہ کیا جائے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یمن کے لوگ حج کو آتے تھے لیکن سفر کیلئے انتظام کر کے نہیں چلتے تھے (زادِ راہ پاس نہ ہوتا تھا) اور کہتے تھے کہ ہم توکل والے ہیں، جب مکہ معظمہ پہنچ جاتے تھے تو لوگوں سے سوال کرتے تھے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ توشہ ساتھ لیا کرو، کیونکہ بہتر توشہ یہ ہے کہ لوگوں سے سوال نہ کیا جائے۔ (صحیح بخاری (۱/۲۰۶))

(۲۶)مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کیلئے غسل کرنا

مکہ مکرمہ کے داخلہ کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، اگر با آسانی میسر ہو جائے تو غسل کرلینا چاہئے، اگر میسر نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں۔(حجۃ الوداع ص ۶۲)۔

(۲۷)مکہ مکرمہ میں ثَنِیۃ العُلیا کیطرف سے داخل ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں دن کے وقت ثنیۃ العلیا کی طرف سے داخل ہوئے تھے، یہ ثنیۃ العلیا معلا کی طرف ہے، اور اس علاقہ کو آج کل حجون بھی کہا جاتا ہے، جمہور علماءِ کرام کے نزدیک اس طرف سے داخل ہونا مندوب ہے، اور مالکیہ کے نزدیک یہ ایسے شخص کیلئے مندوب ہے جو مدینہ منورہ کے راستے سے مکہ مکرمہ داخل ہو رہا ہو۔(حجة الوداع لشيخ الحديث محمد زكريا رحمه الله)

(۲۸)مسجدِ حرام میں داخلہ کا مسنون طریقہ

علماء نے مسجدِ حرام میں بابُ السلام کی طرف سے داخل ہونا مستحب لکھا ہے، اس کو پہلے باب بنی شیبہ کہا جاتا تھا یہ صفا مروہ کے درمیان ہے۔

مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت پہلے اپنا داہنا پاؤں داخل کرے، پھر یہ دعا پڑھے:((بِسْمِ اللهِ والصَّلاةُ والسّلامُ عَلىٰ رسولِ اللهِ، اللّهمَّ اغْفِرْلِي ذُنُوبِي وافْتَحْ لي أَبْوَابَ رَحْمَتِك))اور جب کعبہ شریف پر نظر پڑے تو یہ دعاء پڑھے: ((اللّهمَّ زِدْ بَيْتَك هٰذا تَشْرِيْفَاً وَتَعْظِيْماً وَتَكْرِيْماً وَمَهابَةً))۔(حجۃ الوداع:ص ۶۴)

غنیۃ الناسک میں ہے کہ بیت اللہ پر نظر پڑھتے وقت مذکورہ بالا دعا(جو بعض

مختلف الفاظ سے وارد ہوئی ہے) پڑھے تو ہاتھ اٹھائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس موقعہ پر ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے، (جیسا کہ امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے) اس لئے مذہبِ حنفی کے محقق علماء جیسے کرمانی بصر اوی ابن الھمام وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے (غنیۃ: ص۹۸)

اور امام نووی نے "المجموع" میں لکھا ہے کہ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے، ان میں ابن عمر، ابن عباس، سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام احمد رحمہم اللہ ہیں۔ مسجدِ حرام میں دور کعت تحیۃ المسجد پڑھے بغیر طواف کرنا شروع کر دے، کیونکہ مسجدِ حرام کا تحیۃ طواف کرنا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی عمل فرمایا۔ (حجۃ الوداع: ۶۴) ہاں اگر کوئی مسجدِ حرام میں داخل ہوا اور ابھی طواف کرنیکی ہمت نہیں ہے، پھر کسی اور وقت میں طواف کرنے کا ارادہ ہے تو اب دور کعت تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے۔ جسکا حج افراد کا احرام ہے وہ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد طوافِ قدوم کرے اور طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے پھر طوافِ زیارت کے بعد حج سعی کرنے کی ضرورت نہ ہو گی اور جسکا عمرہ کا احرام حجِ تمتع کا ہے وہ پہلے آکر پورا عمرہ ادا کرے پھر بالوں کا حلق کرے یا قصر کرے اور جس کا احرام قران کا ہے تو پہلے آکر پورا عمرہ ادا کرے اسکے بعد حلق اور قصر نہ کرائے پھر طوافِ قدوم کرے اسکے بعد اگر حج کی سعی کرنا چاہئے تو ادا کر سکتا ہے اس صورت میں طوافِ زیارت کے بعد سعی کی ضرورت نہیں ہو گی اور اسطرح قارن کیلیے دو طواف اور دو سعی ہوئیں ایک طواف عمرہ او اسکی سعی اور دوسرا طوافِ قدوم اور اسکی سعی۔ یہ حضرت امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔ اور انکے بعض دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

عن علی رضي الله عنه انه جمع بين الحج و العمرة، فطاف طوافين، و سع سعيين، و حدث:ان رسول الله ﷺ فعل ذلک، أخرجه النسائی فی مسند علي قال الحافظ ، فی الدراية رواته موثقون . (الدرايه ج ۲ / ۲۰٤)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حجِ قران کیاتودو طواف کیے اور دو سعی فرمائی اور بتایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔ اس روایت کو امام نسائی نے مسند علی میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے درایہ میں فرمایا کہ اس حدیث کے جملہ راوی موثوق ہیں۔

عن ابراهيم بن محمد بن الحنيفة، قال: طفت مع ابی و قد جمع الحج والعمرة، فطاف لهما طوافين،و سعى لهما سعين، و حدثنی: ان عليا رضی الله تعالیٰ عنه فعل ذالک، و حدثه: ان رسول الله صلی الله و عليه وسلم فعل ذلک. (اخرجه النسائی فی سنن الكبرٰی وسنده حسن فتح القدير ۲ /٤١٥)

ترجمہ: ابراھیم بن محمد ابن حنفیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ کے ساتھ حجِ قران کیا تو انھوں نے دو طواف اور دو سعی کیں۔ اور انھوں نے مجھے بتایا کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسی طرح حجِ قران کیا تھا۔ اور انھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضور اقدس صلی اللہ وعلیہ وسلم نے اسی طرح حجِ قران ادا فرمایا تھا۔ اگر طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی نہ کرے تو پھر طوافِ زیارت کے بعد کرنا ضروری ہے۔

طواف شروع کرنے کا طریقہ

جب طواف کا ارادہ کریں تو خانہ کعبہ کے اس گوشہ کے قریب آجائے جس میں حجر اسود لگا ہوا ہے اور وہاں اس طرح کھڑا ہو جائے کہ داہنا کاندھا حجر اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو یعنی پورا حجر اسود طواف کرنے والے کی داہنی طرف رہے، اس طرح کھڑے ہو کر دل میں طواف کی نیت کریں اور زبان سے یہ الفاظ کہ لیں تو اچھا ہے۔ اَللّٰھمَّ انِّی اُرِیدُ طوافَ بَیتک فَیَسّر ہ لی وتَقَبّلہ منی.

نیت کرتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے کیونکہ ایسا ثابت نہیں ہے، اور اس کو بدعت میں شمار کیا گیا ہے۔

نیت کرکے ذرا سا دائیں طرف کھسکے تا کہ حجر اسود کے بالکل سامنے آجائے، پھر نماز کی نیت کے وقت جس طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں اسی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے: بسم اللہ و اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا اے عمر! تم طاقت ور آدمی ہو حجر اسود پر مزاحمت نہ کرنا تا کہ کمزور آدمی کو تکلیف نہ پہنچے، اگر موقع مل جائے تو استلام کر لیا کرو، ورنہ استقبال کر کے تکبیر تہلیل کہ لیا کرو۔ (رواہ احمد و البھقی، کما فی نصف الراۃ ۳۔۳۸)

فائدہ: تکبیر سے مراد اللہ اکبر ہے اور تہلیل سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔ تکبیر و تہلیل کے بعد یہ کہے۔

اللّٰھمّ إیماناً بك تصدیقاً بِکتَابَك وَوَفاءً بَعھدِك واتّباعاً لِسنة نبیك محمد صلی اللہ وعلیہ وسلم . (ان ذلک مروی عن جابر مرفوعاً وعن علی وعن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم موقوفاً)

اس کے بعد اگر موقع ہو تو حجر اسود کا بوسہ لے لے، کسی مسلمان کو تکلیف دیناحرام ہے، بغیر دھکادیئے اور بغیر کسی کو تکلیف دئے بوسہ میسر ہو جائے تو بوسہ لینا افضل ہے۔

(۲۹) طواف وسعی اور رمی کرتے وقت دوسروں کی راحت کا خیال رکھنا

تمام حجاج کرام ومعتمرین حضرات کو چاہئے کہ طواف واستلام وسعی اور رمی وجمرات کے وقت دھکم پیل نہ کریں ایک دوسرے کی راحت کا خیال رکھیں جیسا کہ آپ کو یہ پسند ہے کہ کوئی آپ کو دھکانہ دے اسی طرح آپ کے ارد گرد جتنے بھی حجاج ہیں سب کی یہی خواہش ہے کہ ہم آرام سے ارکان ادا کرلیں تکلیف سے بچے رہیں، حدیث شریف ہے لا يؤمن أحدكم حتىٰ يحب لأخيه ما يحب لنفسه . (رواه البخاری)

یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. (البخاری ومسلم)

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ياعمر إنک رجلٌ قويٌ لا تزاحم على الحجر فتؤذي

الضعيف ، إن وجدت خلوة فاستلمه وإلاّ فاستقبله وكبّر وهلّل ۔ (اے عمر تم طاقت ور آدمی ہو حجر (اسود) پر مزاحمت کر کے کمزور کو تکلیف نہ پہنچاؤ اگر تمہیں جگہ مل جائے تو استلام کرلو ورنہ اس کا استقبال کر کے اللہ اکبر لا الہ الااللہ کہہ لو)۔

(۳۰) دورانِ طواف لغو باتوں سے بچنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ کعبہ کا طواف کرنا نماز (کی طرح) ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تم اس میں بات کرلیتے ہو لہٰذا جو بات کرنا ہی چاہے تو اچھی بات کے سوا دوسری بات نہ کرے۔(رواہ ابن حبان والحاکم وغیرھما،المستدرک ۲ / ۲٦۷)

اور دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من طاف بالبيت أسبوعا لا يلغو فيه كان كعدل رقبة يعتقها .

ترجمہ: جس نے کعبہ کے سات چکر پورے کئے اور اس دوران کوئی لغو حرکت نہیں کی تو اُسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

(رواه الطبرانی فی الكبير ورجاله ثقات كمافی مجمع الزائد ۳ /۲٤٥)

دورانِ طواف ذکر مسنون: دوران طواف ذکر اللہ میں مشغول رہنا چاہئے، تلاوتِ کلام پاک بھی کرسکتا ہے ، اور سنن ابن ماجہ کی حدیث میں سبحان الله والحمد لله ولااله الاّ الله والله اكبر ولا حول ولا قوة إلاّ بالله پڑھنے کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔(ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۵۷)

اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رَبَّنَا

آتِنَا فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِیْ الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارْ پڑھنا ثابت ہے۔(رواہ الحاکم وصححہ و وافقہ الذھبی)

اور ایک دوسری حدیث میں رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَارَزَقتَنِیْ وَبَارِک لِیْ فِیْہ وَاخْلُفْ عَلَی کُلِّ غَائِبة لِیْ بِخَیْرٍ بھی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان پڑھنا آیا ہے۔(رواہ الحاکم وصححہ و وافقہ الذھبی)

طواف سے فارغ ہوکر دو رکعتیں مقامِ ابراہیم کے پیچھے (اگر بآسانی میسر ہوجائے) پڑھنے کے بعد آبِ زمزم پر آئے اور خوب سیر ہوکر پیئے پھر یہ دعا پڑھے: اللّٰھُمَّ إنّی أسئلُک عِلْماً نَافِعَا ورِزْقاً وَاسِعَا وشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاء.

مذکورہ بالا دعا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔

(۳۱) دورانِ طواف کعبہ شریف کو نہ دیکھنا

فقہاء نے لکھا ہے کہ طواف کرنے والے کو چاہئے کہ دورانِ طواف کعبہ شریف کو نہ دیکھے بلکہ نیچے نظر رکھتے ہوئے طواف کرے یہ اس وقت کا ادب ہے۔

(۳۲) کعبہ سے قریب ہوکر طواف کرنا

کوشش کرے کہ طواف کعبہ سے قریب ہوکر طواف کرے کیونکہ یہ مستحباتِ طواف میں سے ہے اگر ہجوم زیادہ ہو اور لوگوں تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پھر ہجوم میں گھسنے کی کوشش نہ کرے، کیونکہ کسی مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے، اور خواتین کو مردوں کے ہجوم سے دور ہوکر طواف کرنا چاہئے تاکہ مردوں کے جسموں سے ان کے جسم نہ ٹکرائیں۔

طواف کے بعد دو رکعتیں ادا کریں

دو گانہ طواف ہر طواف کے بعد واجب ہے چاہے طواف فرض ہو یا واجب ہو یا سنت ہو یا نفل ہو، اگر حالت احرام میں ہوں تو طواف کی دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے ہی دونوں کاندھے ڈھانک لینا چاہیئے اگر کوئی اضطباع کے ساتھ دو گانہ طواف پڑھے گا تو مکروہ ہو گا۔ طواف ختم کرنے کے بعد بلا تاخیر طواف کی دو رکعتیں پڑھنا مسنون ہے، اور تاخیر کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو اس کے گزر جانے کے بعد پڑھے۔ (کتاب الحج ص ۵۲)

اور یہ دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا: ﴿ وَٱتَّخِذُواْ مِن مَّقَامِ إِبۡرَٰهِـۧمَ مُصَلًّىۖ ﴾ (البقرة: ۱۲۵)

ترجمہ: اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو گانہ طواف اس طرح ادا فرمائیں کہ مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کرلیا۔ اگر ہجوم کیوجہ سے مقام ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس پڑھنے کا موقع نہ ہو تو حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے پڑھنا چاہئے، اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حطیم میں کہیں بھی پڑھ لے، اور اگر حطیم میں بھی موقع نہ ہو تو مسجد حرام میں کسی جگہ بھی پڑھ لے، جتنا کعبہ سے قریب ہو اتنا ہی بہتر ہے۔ (مناسک ملا علی قاری ص ۱۵۶)

اور جو مسجد احرام میں نہ پڑھ سکا وہ حدود حرم میں کہیں بھی پڑھ لے مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کے بعد حل میں یا آفاق میں کہیں بھی ادا کر سکتا ہے، واجب ادا ہو جائے گا لیکن افضلیت حاصل نہ ہو گی۔ (غنیۃ ۱۱۶)

اگر کسی نے نماز فجر یا نماز عصر کے بعد آفتاب میں زردی آنے سے پہلے پہلے نماز دوگانہ ادا کرلی تو کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، اور اس کا لوٹانا بہتر ہے۔(کتاب الحج ص ۵۲)

ان کا اعادہ کرنا یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔(کتاب الحج ص ۵۲)

تنبیہ: ایک طواف سے فارغ ہو کر اسکے نفل ادا کیئے بغیر دوسرا طواف کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر ایسے اوقات میں طواف کر رہا ہے جن میں نفل پڑھنا مکروہ ہے تو اکٹھے کئی طواف کرنے کے بعد جائز وقت میں سب طوافوں کے نفل ادا کر سکتا ہے۔(غنیۃ ص ۱۱۶، ۱۱۷)

طواف کے بعد زمزم پینا اور سر پر ڈالنا پھر استلام کے بعد سعی کی طرف روانہ ہونا

طواف کے دو رکعت پڑھنے کے بعد زمزم پینا اور سر پر ڈالنا مستحب ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ان النبی ﷺ رمل ثلاثة اشواط من الحجر الی الحجر، وصلیٰ رکعتین ، ثم ذهب الیٰ زمزم فشرب منها ، وصب علیٰ رأسه ، ثم رجع فاستلم الرکن ، ثم رجع الیٰ الصفا فقال :((ابدؤ وا بمابدأ الله عزوجل به)).
رواه احمد بإسناد جيد.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے (طواف کے) تین چکروں میں حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا (اور باقی چار چکر بغیر رمل کے کئے)، پھر دو رکعتیں ادا فرمائیں، پھر حجر اسود کی طرف

تشریف لے گئے، پھر زمزم کی طرف تشریف لے گئے سو اس میں سے نوش فرمایا، اور اپنے سر پر ڈالا، پھر واپس تشریف لائے اور حجر اسود کا استلام فرمایا، پھر صفا کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ " ابتدا کرو اس سے جس سے اللہ عزوجل نے ابتدا فرمائی۔ (رواہ احمد وسندہ جید)

اس سے معلوم ہوا کہ طواف ادا کرنے کے بعد مقام ابراھیم کے پیچھے دو رکعت ادا کرنے کے بعد اور اب زمزم نوش کرنے اور اپنے سر پر ڈالنے کے بعد ایک اور استلام کرے اور سعی کرنے کے لے صفا کی جانب روانہ ہو اور صفا اور مروۃ کے درمیان سات مرتبہ آنے جانے کو سعی کہتے ہیں ، سعی کی نیت اس طرح کرے:اللّٰھمَّ إنّ أُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا والْمَرْوَۃِ سَبْعۃَ أَشْوَاطٍ لّوَجْھک الکریم فَیَسِرْہ لِیْ وَتَقَبَّلْہ مِنّیْ۔

لیکن یہ الفاظ کہنا ضروری نہیں دل سے بھی نیت ہو سکتی ہے، اور اپنی زبان میں بھی نیت کر سکتا ہے ،جب صفا کے قریب پہنچے تو آیتِ قرآنی کا یہ حصہ پڑھے: إن الصّفا والمروۃ من شعائِر اللہ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اور اس کے بعد یوں کہے:اَبدأ بما بدأ اللہ بہٖ میں اُسی سے شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ نے شروع میں فرمایا۔

مطلب یہ ہے کہ صفا سے شروع کرتا ہوں جس کا ذکر قرآن پاک میں مروہ سے پہلے ہے۔

صفا پر اتنا چڑھے کہ کعبۂ شریف نظر آنے لگے (آج کل تھوڑا سا چڑھنے سے کعبہ شریف کا کچھ حصہ نظر آجاتا ہے)اس کے بعد کعبہ شریف کی طرف رُخ کر کے

اللہ کی توحید اور بڑائی بیان کرے اور یہ پڑھے:۔لا إلٰه إلاّ الله وَحدَه لاَ شَرِيکَ لَه لَه المُلک وَلَه الحَمدُ.
کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کیلئے ملک ہے اور اسی کیلئے حمد ہے وَهوَ عَلٰی کُلِّ شَیيءٍ قَدِيرٌ لا إلٰه إلاّ الله وحدهُ أنجزَ وعده .
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا ونصرَ عبده وهزم الأحزاب وحده .اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور دشمنوں کی جماعتوں کو تنہا اُس نے شکست دی۔
اس کے بعد درود شریف پڑھ کر جو چاہے دعا مانگے اور تین مرتبہ یہ پورا عمل کرے پھر صفا سے اُترے اور مروہ کی طرف ذکر کرتا ہوا چلے یہاں تک کہ جب ہرے رنگ کے ستون پر پہنچے تو دوڑنا شروع کر دے اور دونوں ستونوں کے درمیان دوڑتا ہوا گزر جائے (یہ دوڑنا مردوں کیلئے ہے عورتوں کیلئے نہیں ہے) اور دونوں ستونوں کے درمیان دوڑتے ہوئے یہ دعا پڑھنا منقول ہے:اللّهم اغفر وارحم وأنت الأعز الأكرم . اے اللہ مغفرت فرما اور رحم فرما تو بہت بڑا عزت والا ہے اور بہت بڑا کریم ہے۔(رواه مصنف ابن أبی شبيبة فی مصنفه والبيهقی فی السنن الكبرى عن ابن مسعود رضی الله عنه)
ان دعاؤں کے علاوہ صفا مروہ پر اور ان دونوں کے درمیان سعی میں اپنے لئے جو چاہے دعا مانگے اور خوب مانگے، غفلت کے ساتھ سعی نہ کرے۔

(۳۳) آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ روانہ ہونا

آج طلوع آفتاب کے بعد حالت احرام میں سب حجاج کو منیٰ جانا ہے۔

مفرد جس کا احرام حج کا ہے اور قارن جس کا احرام حج و عمرہ دونوں کا ہے، ان کے احرام تو پہلے سے باندھے ہوئے ہیں، متمتع جس نے عمرہ کر کے احرام کھولدیا تھا اور اسی طرح اہل حرام آج حج کا احرام باندھے۔ سنت کے مطابق غسل کر کے احرام کی چادریں پہن لیں۔

احرام کے لیے دو رکعت پڑھیں اور حج کی نیت کر کے تلبیہ پڑھیں۔

تلبیہ پڑھتے ہی احرام شروع ہو گیا۔ اب احرام کی تمام مذکورہ پابندیاں لازم ہو گئیں۔ اس کے بعد منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔

منیٰ مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے۔ آٹھویں تاریخ کی ظہر سے نویں تاریخ کی صبح تک منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا اور رات کو منیٰ میں قیام کرنا سنت ہے اگر اس رات کو منی کے علاوہ کہیں اور رہا یا عرفات میں پہنچ گیا تو خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۳۴)نویں ذی الحجہ کو عرفات روانہ ہونا

آج حج کا سب سے بڑا رکن یعنی وقوف عرفہ ادا کرنا ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ طلوع آفتاب کے بعد جب کچھ دھوپ پھیل جائے منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہو جائے جو منیٰ سے تقریباً چھ میل ہے۔ نویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے صبح صادق تک کے درمیانی حصہ میں احرام کی حالت میں کسی قدر بھی عرفات میں ٹھہر جائے یا وہاں سے گزر جائے تو حج ہو جائے گا۔ اگر اس وقت میں ذرا دیر کو بھی عرفات میں نہ پہنچا تو حج نہ ہو گا اور زوال کے بعد غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے جو شخص اس وقت میں نہ پہنچ سکے وہ آنے والی رات میں کسی وقت بھی پہنچ جائے تو اس کا حج ہو جائیگا۔

سنت طریقہ یہ ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی امیر حج کی اقتداء میں پڑھی جائے۔ یعنی عصر کو بھی ظہر ہی کے وقت میں پڑھ لیں۔ وہاں جو بڑی مسجد جس کو مسجد نمبرہ کہتے ہیں اس میں امام دونوں
نمازیں اکٹھی پڑھاتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہر شخص وہاں پہنچ نہیں سکتا اور سب حاجی اس میں سما بھی نہیں سکتے اور بغیر امیر حج کی اقتداء کے دونوں نمازوں کو جمع کرنا بھی ثابت نہیں۔ اس لیے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان وغیر کے حنفی علماء حاجی کو یہی فتوی دیتے ہیں کہ اگر نماز اپنے اپنے خیموں میں ادا کریں تو ظہر کی نماز نمازِ ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز نمازِ عصر کے وقت میں باجماعت پڑھیں اور نمازوں کے علاوہ جو وقت ہے اسے ذکر اور دعاء اور تلبیہ میں خرچ کریں۔

عرفات میں غسل کرنا

وقوف عرفات کیلئے غسل کرنا مستحب ہے، اگر بآسانی میسر ہو تو کر لینا چاہئے، اور اگر اس کا موقع نہ ملے تو وضو ہی کافی ہو جائے گا، اور اول وقت میں نماز ادا کر کے وقوف شروع کر دے، اور اگر امام حج کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہے تو ظہر و عصر جمع کر کے پڑھنا مسنون ہے، اور اگر اپنے خیمے میں پڑھ رہا ہے تو ہر دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں باجماعت ادا کریں، شوافع کے نزدیک اپنے خیمے میں بھی ظہر اور عصر جمع کرنا درست ہے۔

وقوفِ عرفہ کا مسنون طریقہ

وقوف عرفات کیلئے غسل کرنا مستحب ہے، اگر بآسانی میسر ہو تو کر لینا چاہئے، اور

اگر اس کا موقع نہ ملے تو وضو ہی کافی ہو جائے گا، زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک پورے میدان عرفات میں جہاں چاہیں وقوف کر سکتے ہیں مگر افضل یہ ہے کہ جبل الرحمۃ جو عرفات کا مشہور پہاڑ ہے اس کے قریب جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف ہے اس جگہ وقوف کریں بلکہ اس جگہ نہ ہو تو جس قدر اس کے قریب ہو بہتر ہے، لیکن اگر جبل رحمت کے پاس جانے میں دشوار ہو یا واپسی کے وقت اپنا خیمہ تلاش کرنا مشکل ہو جیسا کہ آجکل عموماً پیش آتا ہے تو اپنے خیمہ میں وقوف کر لیں۔

افضل واعلی تو یہ ہے کہ قبلہ رخ ہو کر مغرب تک وقوف کریں اور ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرتے رہیں اگر پورے وقت کھڑے نہ ہو سکیں تو جس قدر کھڑے ہو سکتے ہوں کھڑے رہیں۔ پھر بیٹھ جائیں، پھر جب قوت ہو کھڑا ہو جائیں، اور پورے وقت میں خشوع و خضوع اور گریہ وزاری کے ساتھ ذکر اللہ اور تلاوت اور دورد شریف اور استغفار میں مشغول رہیں۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر میں تلبیہ پڑھتے رہیں اور دینی اور دینوی مقاصد کے لیے اپنے واسطے اور اپنے والدین واہل وعیال اور اپنے اساتذہ ومشائخ و محسنین و متعلقین واحباب کے لیے خاص کر ان لوگوں کے لیے جنھوں نے دعاوں کی درخواست کی ہے، یہ دعاء کی مقبولیت کا خاص وقت ہے جو ہمیشہ نہیں رہتا۔ اس دن بلا ضرورت آپس کی جائز گفتگو سے بھی پرہیز کریں۔ پورے وقت کو دعاؤں اور ذکر اللہ میں صرف کریں۔ اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائیں مانگتے رہیں، حدیث شریف میں ہے: من استغفر للمؤمنين و المؤمنات كتب الله له بكل مؤمن و مؤمنة حسنة (رواه الطبرانی و اسناده جيد مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۳۵۲)

ترجمہ: جس نے مؤمن بندوں اور مؤمن بندیوں کیلئے استغفار کیا اللہ تعالیٰ اسکے لئے ہر مؤمن کے بدلے ایک نیکی لکھ دینگے۔(اخرجه الطبرانی باسناد جید)

حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حاجی جس کے لیے استغفار کرے تو حاجی اور حاجی جس کے لیے مغفرت کر دی جاتی ہے(رواه ابن خزيمة رقم ٢٥١٦)

وقوفِ عرفہ کی مسنون جگہ

زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک عرفات کے پورے میدان میں جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پورے عرفات میں کہیں بھی وقوف کیا جاسکتا ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ عرفات کا مشہور پہاڑ جبل رحمت کے قریب جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف ہے وہاں وقوف کرے، اگر اس جگہ نہ پہنچ سکے تو جتنا قریب ہو بہتر ہے، اگر ہجوم وغیرہ کی وجہ سے جبل رحمت کے پاس پہنچنا دشوار ہو یا واپسی میں اپنا خیمہ تلاش کرنا مشکل ہو تو خود کو تکلیف میں نہ ڈالے اور اپنے خیمہ میں ہی وقوف کرلے۔

تنبیہ: جبل رحمت کے اوپر چڑھنا خلاف سنت ہے۔

(۳۵) عرفات کے دن تواضع وانکساری اختیار کرنا

بزرگانِ دین کی یوم عرفات کو عجیب کیفیات ہوتی تھیں، حضرت عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ تعالی عنہ کے دونوں صاحبزادے حضرت مطرف اور بکر رحمہا اللہ عرفات میں موجود تھے حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ ربانی میں عرض

کیا کہ یا اللہ اہل عرفات کو میرے گناہوں کی وجہ سے خالی واپس نہ لوٹایئے، اور حضرت بکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ کتنا عظیم مقام ہے اور اہل عرفات کیلئے کتنی شرف کی بات ہے اگر میں ان میں نہ ہوتا، یہ خوف وخشیت کا حال تھا ڈرتے تھے ہماری وجہ سے دوسروں کو محرومی نہ ہو جائے، حضرت فضیل نے شعیب بن حرب سے فرمایا کہ اگر تونے یہ گمان کیا کہ اہل عرفات میں مجھ سے زیادہ کوئی نالائق ہے تو تیرا گمان غلط ہے اپنے آپ کو تمام مسلمانوں سے کمتر سمجھتے تھے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی لامتناہی رحمت سے ناامید بھی نہ ہونا چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ قُلْ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا۟ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾ ﴾ [الزمر: ۵۳]

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بلاشبہ اللہ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا بے شک وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ (تفسیر انوار البیان)

اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا

حج کے دوران عرفات و مزدلفہ اور منیٰ کی طرف واپس ہوتے ہوئے رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا نہایت اہمیت رکھتا ہے، رحمن جل جلالہ کا ارشاد ہے: ﴿ ثُمَّ أَفِيضُوا۟ مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ ٱلنَّاسُ وَٱسْتَغْفِرُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٩﴾ ﴾ [البقرة: ۱۹۹]

ترجمہ: پھر تم اسی جگہ سے واپس آجاؤ جہاں سے دوسرے لوگ واپس آئیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرو، بلاشبہ اللہ غفور رحیم ہے۔ (الآیۃ من البقرہ ۱۹۹)

(اس آیت کی تفسیر انوار البیان میں ملاحظہ فرمائیں)

(۳۷) عرفات کے دن کے بعض خاص اعمال و دعائیں

عرفات کے دن پورے وقت ذکر اللہ اور تلاوت، درود شریف ،توبہ واستغفار خشوع وخضوع اور آہ وزاری کے ساتھ کرتا رہے، اور تھوڑی تھوڑی دیر میں تلبیہ پڑھتا رہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو مسلمان عرفہ کو زوال کے بعد موقف میں وقوف کرے اور قبلہ رخ ہو کر سو(۱۰۰)مرتبہ (لا إلٰه إلاّ الله وحده لا شريك له له الملكُ وله الحمد وهو علىٰ كلِّ شيء قدير)

پھر سو(۱۰۰)مرتبہ پوری سورۂ اخلاص ﴿ قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴾ پھر سو(۱۰۰)مرتبہ (اللّٰهمّ صلّ علىٰ محمدٍ وّعلىٰ الِ محمدٍ كما صليت علىٰ ابراهيمَ وعلىٰ ال ابراهيم إنّک حميدٌ مجيد وعلينا معهم) پڑھے تو باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو کیا جزا ہے میرے اس بندے کی کہ اس نے میری تسبیح و تہلیل اور بڑائی اور عظمت بیان کی اور ثنا کی اور میرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت کو اس کی اپنی جان کے بارے میں قبول کیا اور اگر میرا بندہ اہل موقف کی بھی شفاعت کرے گا تو قبول کروں گا۔

اور عرفات کی دعاؤں میں یہ بھی ہے:(لاإلٰه إلاّ اللّٰهُ وحده لاشريک له له الملک وله الحمد وهو علىٰ كلّ شيء قدير ، اللّٰهمّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْراً وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا ،اللّٰهُمّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِرِّلِيْ أَمْرِيْ وَأَعُوْذُ بِک مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ

الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ ، اَللّٰهمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِک مِنْ شَرِّ مَايَلِجُ فِيْ اللَّيْلِ وَمِنْ شَرِّ مَايَلِجُ فِيْ النَّهارِ وَشَرِّ مَاتَهُبُّ بِه الرِّيْحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهرِ)۔ (مصنف ابن ابي شيبه،والسنن الكبرى للبيهقي)اور ترمذی کی روایت میں ہے :(اللّٰهمَّ لک الْحَمْدُ كَالذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْراً مِمَّا نَقُوْلُ اللّٰهمَّ لک صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَإِلَيْک مَآبِيْ وَلَک رَبِّ تُرَاثِيْ)۔

اور خوب خشوع وخضوع کے ساتھ دعاؤں میں مصروف رہے اور آنکھوں سے آنسو بھائے اور اگر آنسو نہ آئیں تو رونے کا منہ بنائے اور اپنے دل کو رلائے،اور کھڑے ہو کر دعائیں کرے ،اگر تھک جائے تو بیٹھ جائے ، اور دعاؤں کے تمام آداب کو ملحوظ رکھے.....(دعا کے آداب،ادب نمبر(۴۸)میں مذکور ہیں)

ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ بہتر دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے، اور سب سے بہتر جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہا وہ یہ ہے: لا إلٰه إلا الله وحده لا شريک له ، له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء قدير ۔

ترجمہ:اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کیلئے ملک ہے اور اسی کیلئے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔(رواہ الترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عرفات کی دعاؤں میں یہ دعا بھی تھی:۔'' اللّٰهمَّ إنّک تَرَیٰ مَكَانِي وتَسْمَعُ كَلَامي وتَعْلَمُ سِرّي وعَلَانِيَتِيْ ، لا يَخْفَیٰ عَلَيْک شَيئٌ مِنْ اَمْرِيْ أنَا الْبَائِسُ الفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ

الْمُقِرُّالْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِه أَسْئَلُکَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وأَبْتَهلُ إلَيْکَ اِبْتِهالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وأَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ، مَنْ خَضَعَتْ لکَ رَقْبَتُه (وفَاضَتْ لکَ عَيْنُه) وَذَلَّ لک جَسَدُه ورَغِمَ لکَ أَنْفُه ، اللّهمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِک رَبِّ شَقِيًّا وكُنْ بِي رَؤُوْفاً رَّحِيْماً يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَاخَيْرَ الْمُعْطِيْنَ "۔ (رواہ الطبرانی فی الصغیر) اور ملا علی قاری نے بھی مناسک میں یہ دعا نقل کی ہے اس لفظ کے اضافہ کیساتھ (وفَاضَتْ لکَ عَيْنُه)۔ (کمافی کتاب الحج)

ترجمہ: اے اللہ بے شک تو میرے وقوف کی جگہ کو دیکھ رہا ہے، اور میری بات کو سن رہا ہے، اور میرا ظاہر و باطن سب جانتا ہے، اور میرے امور میں سے تجھ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، اور میں سختی میں مبتلا ہوں، محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ کا طلبگار ہوں، خوف زدہ ہوں، گناہوں کا اقراری ہوں، اور اعتراف کرتا ہوں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، مسکین کی طرح، اور سامنے گڑگڑاتا ہوں، شرمندہ گنہگار کی طرح، اور میں تجھ کو پکارتا ہوں جیسا کہ خوفزدہ مصیبت زدہ پکارتا ہے اور جیسا کہ وہ شخص پکارتا ہے جس کی گردن جھک گئی، اور جسکے آنسو جاری ہو گئی، اور جس کا جسم تیرے خوف سے دبلا ہو، اور جسکی ناک تیرے لئے خاک آلودہ ہوئی، اے میرے رب! مجھے محروم نہ فرما اور میرے لئے بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہو جا، اے وہ ذات پاک جو اُن میں سب سے بہتر ہے جن سے سوال کیا گیا، اور اے وہ ذات پاک جو سب سے بڑھ کر عطا فرمانیوالا ہے۔

نویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے صبح صادق تک کے درمیانی حصہ میں احرام کی حالت میں کسی قدر بھی عرفات میں ٹھہر جائے یا وہاں سے گزر جائے تو حج ہو

جائے گا۔ اگر اس وقت میں ذرا دیر کو بھی عرفات میں نہ پہنچا تو حج نہ ہو گا اور زوال کے بعد غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے جو شخص اس وقت میں نہ پہنچ سکے وہ آنے والی رات میں کسی وقت بھی پہنچ جائے تو اس کا حج ہو جائیگا۔

عرفات سے مزدلفہ روانگی

مزدلفہ سے مغرب کی طرف سے تین میل کے فاصلے پر ہے، آفتاب غروب ہوتے ہی مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائیں، راستہ میں ذکر اللہ اور تلبیہ میں مشغول رہیں، اس روز حجاج کے لئے مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھنا جائز نہیں کہ نماز مغرب کو موخر (لیٹ) کر کے عشاء کے وقت نماز عشاء کے ساتھ پڑھنا واجب ہے،

مشعرِ حرام کے پاس اللہ تعالی کا ذکر کرنا

رب العزت والجلال کا ارشاد عالی ہے: ﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا۟ فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ عِندَ ٱلْمَشْعَرِ ٱلْحَرَامِ ۖ وَٱذْكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِۦ لَمِنَ ٱلضَّآلِّينَ ﴿١٩٨﴾ ﴾[البقرة۱۹۸]

ترجمہ: پھر جب تم عرفات سے واپس ہو تو اللہ کو یاد کرو مشعر حرام کے نزدیک، اور اس کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں ہدایت دی، اور حقیقت میں بات یہ ہے کہ تم اس سے پہلے محض ناواقف تھے۔

آیت کریمہ میں عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ میں اللہ کا ذکر کرنے کا حکم فرمایا المسعر الحرام مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام جبل قزح ہے، مزدلفہ ساری جگہ وقول کی ہے، البتہ المشعر الحرام کے قریب وقوف کرنا افضل ہے، آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ووقفت ھناو جمع کلھاموقف(رواہ مسلم)

مزدلفہ کے چند اعمال

مغرب وعشاء دونوں نمازیں اکٹھی پڑھ کر رات کو مزلفہ میں رہنا سنت ہے، اور دونوں نمازوں کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے۔(کما ثبت عن النبیﷺ وھو اختیار الطحاوی وابن الھمام من الحنفیة)

ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھنا بھی درست ہے(کما فی عامة کتب الحنفیة ان یصلیھما بأذان واحد وإقامة واحدة کماجاءعن ابن مسعودرضي الله تعالى عنه وھذا أیضاًصحیح لأن عبد الله بن مسعودرضي الله تعالى عنه لا یعمل شیئاً من قبل نفسه).

مزدلفہ پہنچ کر اول مغرب کے فرض پڑھیں اور مغرب کے فرضوں کے فوراًبعد عشاء کے فرض پڑھیں، مغرب کی سنتیں اور عشاء کی سنتیں اور وتر سب بعد میں پڑھیں۔

مسئلہ: مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے لیے جماعت شرط نہیں۔ تنہا ہوتب بھی اکٹھا کر کے پڑھے۔

مسئلہ: اگر مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھ لی ہے تو مزدلفہ میں پہنچ کر اس کا اعادہ کرنا یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائیں تو ابھی مغرب کی نماز نہ پڑھیں عشاء کے وقت کا انتظار کریں اور عشاء کے وقت میں دونوں نمازوں کو جمع کریں۔

مزدلفہ کی رات میں جاگنا اور عبادت میں مشغول رہنا بعض اھل علم کے نزدیک مستحب ہے، اگر کوئی آرام کرنا چاہے تو اس میں اتباعِ سنت کی نیت کرلے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں آرام فرمایا تھا، لیکن یہ بات واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارکہ سوتی تھیں قلب شریف نہیں سوتا تھا، اور وہ ہمہ وقت ذِکرِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ و سلم یذکر اللہ علی کل أحیانہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ و علیہ وسلم ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ اور اس شب میں مزدلفہ کو مزدلفہ میں رہنا سنت موکدہ ہے، اور صبح صادق کے بعد وقوف کرنا واجب ہے اور واجب کے چھوٹ جانے پر دم واجب ہو جاتا ہے۔

مزدلفہ میں رات گذارنا سنتِ مؤکدہ ہے، اور صبح صادق کے بعد غسل کرنا مندوب ہے اور تھوڑی دیر مزدلفہ میں وقوف کرنا واجب ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا اور سنت یہ ہے کہ دیر تک وقوف کرے، یہاں تک کہ سورج نکلنے میں تھوڑی دیر رہ جائے تو منٰی کیلئے روانہ ہو جائے، مزدلفہ ساری جگہ وقوف کی ہے، البتہ المشعر الحرام کے قریب وقوف کرنا افضل ہے، (جیسا کہ پہلے گزر چکا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نماز

اکٹھی پڑھی، پھر آرام فرمایا، اس کے بعد صبح صادق ہوتے ہی نمازِ فجر اندھیرے میں پڑھ کر المشعر الحرام کے پاس تشریف لے گئے، اور قبلہ رخ ہو کر خوب زیادہ روشنی پھیل جانے تک دعا اور تکبیر و تہلیل میں اور توحید باری تعالیٰ ذکر کرنے میں مشغول رہے پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے منیٰ کیلئے روانہ ہوگئے۔ (صحیح مسلم: ج ۱/ ص ۳۹۹) (از تفسیر أنوار البیان)

تنبیہ: بعض لوگ وقت سے پہلے ہی فجر کی اذان دے کر نمازِ فجر مزدلفہ میں پڑھ کر منیٰ کو چلے جاتے ہیں۔ اول تو فرض نماز ترک کر کے گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں، کیونکہ وقت سے پہلے نماز نہیں ہوتی، دوسرے وقوفِ مزدلفہ چھوڑنے کا گناہ ہوتا ہے جو واجب ہے اور دم بھی واجب ہوتا ہے۔ حج کرنے نکلے ہیں قاعدہ کے مطابق عمل کریں۔ ایک فرض (یعنی حج) ادا کیا اور دوسرا فرض (یعنی نماز) ترک کرنے کا گناہ سر لے لیا۔ یہ کیا سمجھداری ہے؟ اور بہت سے لوگ تو نفلی حج میں ایسی حرکت کرتے ہیں، ایسے نفلی حج کی ضرورت کیا ہے جس میں فرض نماز ترک کی جائے۔ (کتاب الحج مئولفہ حضرت بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ)

خواتین کے لیے آسانی

البتہ اگر خواتین ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں نہ ٹھہریں اور رات کو ہی منیٰ چلی جائیں تو ان کے لئے جائز ہے ان پر دم واجب نہ ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بھاری بھر کم خاتون تھیں، اس لیے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ سے رات کے وقت مزدلفہ سے (منیٰ) روانھوں نے روانہ ہونے کی اجازت چاہی تو آپ صلیٰ

اللہ وعلیہ وسلم نے انہیں اجازت عنایت فرمادی۔ رواہ مسلم۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما يقول: انا ممن قدم النبي صلى الله و عليه وسلم ليلة المزدلفة في ضعفة أهله .(صحیح بخاری۶/۱۳۶)

مزدلفہ سے منیٰ روانگی

نمازِ فجر مزدلفہ میں اول وقت میں پڑھ کر طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک وقوف کرے۔ مزدلفہ کے تمام میدان میں جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے بجز وادیء محسر کے جو منیٰ کی جانب مزدلفہ سے خارج وہ مقام ہے جہاں اصحاب فیل پر عذاب آیا تھا۔ منیٰ جاتے وقت وادی محسر سے تیزی سے گزر جائے کیونکہ یہ عذاب کی جگہ ہے۔

فائدہ: پہلے دن کی رمی کے لئے مزدلفہ سے کنکریاں لینا مسنون ہے، بقیہ دنوں کے لئے جہاں سے چاہے کنکریاں اٹھالے۔ سنت اور بہتر یہ ہے کہ آج کی رات رمی کے لئے سات کنکریاں کھجور کی چھوٹی گٹھلی یا چنے کے برابر مزدلفہ سے اٹھا کر ساتھ لے جائے، ورنہ کہیں سے بھی اٹھالینا جائز ہے۔ آج کل منیٰ میں جگہ پختہ ہو گئی ہے وہاں سے کنکریاں ملنا مشکل ہوتا ہے اگر جملہ ایام کی کنکریاں مزدلفہ سے ہی لے تو کوئی مذائقہ نہیں۔

منیٰ پہنچ کر جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا

منیٰ پہنچ کر سب سے پہلا کام جمرہ عقبہ کی رمی کرنا ہے۔ جو مسجد خیف کے قریب ہے اس کو جمرہ اولیٰ اور اس کے بعد والے کو جمرہ وسطی اور اس کے بعد والے کو جو سب سے اخیر میں ہے جمرۂ عقبہ اور جمرہ کبریٰ کہتے ہیں۔ ان جمرات کے گرد گھیرا

بنا ہوا ہے اس میں کنکریاں پھینکنے کو رمی کہتے ہیں۔ دسویں تاریخ کو صرف جمرہ عقبہ کی رمی ہوتی ہے۔ مزدلفہ سے چل کر جب منیٰ پہنچیں تو پہلے اور دوسرے جمرہ کو چھوڑ کر سیدھا جمرہ عقبہ پر جائیں اور اسکو سات کنکریاں ماریں۔

ایامِ منیٰ میں ذکر اللہ میں خوب زیادہ مشغول ہونیکا حکم

اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے: ﴿ فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ﴾[البقرة: ٢٠٠]

ترجمہ: سو جب تم پورا کرلو اپنے حج کے کاموں کو سو اللہ کو یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے رہے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر ذکر کرو۔

ربنا آتنا۔۔ الخ کا ورد رکھنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کی تعریف فرمائی جو یہ دعا کرتے ہیں ﴿ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ ﴾ (البقرة: ٢٠١)

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بہتری عطا فرمایئے، اور آخرت میں بہتری عنایت کیجئے، اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

تلبیہ پڑھنا موقوف کردینا

پہلی کنکری کے ساتھ تلبیہ پڑھنا موقوف کردے، مفرد ہو یا متمتع یا قارن سب کے لیے ایک ہی حکم ہے۔ رمی کرتے ہوئے ہر کنکری کے مارنے کے وقت تکبیر کہیں اور دعاء اس طرح پڑھیں۔

بسم الله، الله اكبر ، رغمًا للشيطان و رضًى للرحمن، اللّهم

اجعله حجًا مبرورًا و ذنبًا مغفورًا و سعيًا مشكورًا.

ترجمہ: میں اللہ کا نام لیکر کنکری مارتا ہوں اللہ سب سے بڑا ہے میرا یہ عمل شیطان کو ذلیل کرنے کیلئے اور رحمن کو راضی کرنے کے لیے ہے۔ اے اللہ میرے اس حج کو حج مبرور بنادے اور میرے گناہوں کو بخشے بخشائے کردے اور میری سعی کی قدردانی فرما(یعنی لائق ثواب بنادے)

جمرات (شیاطین) کی رمی کرنے یعنی کنکریاں مارنے کا مسنون طریقہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے جمرہ کبری کی رمی کرکے اس طرح دکھلائی کہ کعبہ شریفہ کو اپنے بائیں طرف اور منی کو دائیں طرف کیا اور پھر سات کنکریاں ماریں، پھر فرمایا اسی طرح رمی کی تھی آنحضرت ﷺ نے جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ جمرہ عقبہ (یعنی بڑے شیطان) کو کنکری مارنے کے بعد ٹھیر کر دعا کرنا مسنون نہیں ہے، یہ صرف جمرہ صغری و وسطی (یعنی پہلے اور درمیانی) کی رمی کرنے کے بعد مسنون ہے۔

۲۔ دسویں تاریخ کو پہلی کنکری مارتے وقت تلبیہ موقوف کردیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۳۔ رمی داہنے ہاتھ سے کرنا چاہئے۔

۴۔ ہر کنکری مارتے وقت "اللہ اکبر" کہنا مسنون ہے۔

۵۔ مرد حضرات کو رمی کرتے وقت اتنا ہاتھ اٹھانا چاہئے کہ بغل نظر آجائے، لیکن عورت اتنا ہاتھ نہ اٹھائے، صرف بقدر ضرورت اٹھائے۔

٦۔ دسویں ذی الحجہ کو رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے، اور اسکا مسنون وقت طلوع شمس سے لے کر زوالِ آفتاب تک ہے ،اور بلا کراہت (جائز وقت) زوال سے غروبِ آفتاب تک ہے، اور پھر اسکے بعد صبح صادق تک جوانوں کیلئے مکروہ ہے (غنیۃ)

لیکن رات کو رمی کرنے سے بھی رمی ادا ہو جائے گی، البتہ خواتین اور ضعفاء و معمر حضرات کیلئے رات میں رمی کرنا مکروہ نہیں۔ (غنیہ)

مسئلہ: تکبیر کے بجائے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ پڑھنا بھی جائز ہے لیکن بالکل ذکر چھوڑنا برا ہے۔ مگر رمی پھر بھی ادا ہو جائے گی۔

تنبیہ: جو لوگ خود رمی کر سکتے ہیں بہت سے لوگ ان کی طرف سے بھی نیابۃ رمی کر دیتے ہیں یہ درست نہیں ہے، اس طرح کرنے سے ترک رمی کا گناہ ہوتا ہے اور دم واجب ہوتا ہے، غروب آفتاب کے بعد وہ لوگ رمی کر لیں جو بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے دوسروں کو نائب بنا دیتے ہیں۔ عورتوں کو رات میں رمی کر ادیں اس سے تکلیف نہ ہوگی۔ اگر کسی نے صبح صادق تک بھی رمی نہیں کی رمی قضا ہو گئی، گیارویں تاریخ کو اس کی قضا بھی کرا اور دم بھی دے۔

ایامِ تشریق میں خوب زیادہ ذکر اللہ کرنا

اللہ تعالی نے ایام حج میں ذکر اللہ کرنیکی خصوصی تاکید فرمائی ہے ارشاد ربانی ہے ﴿ وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ فِيٓ أَيَّامٖ مَّعۡدُودَٰتٖ ﴾ (اور تم اللہ کا ذکر کرو چند دنوں میں) مفسرین نے لکھا ہے کہ ان دنوں سے مراد ایام تشریق ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جمرات کو کنکریاں مارنا اور صفا مروہ کی سعی کرنا اللہ

تعالی کا ذکر قائم کرنے کے لئے مشروع کیا گیا ہے۔(رواہ الترمذی و قال حدیث حسن صحیح)

نماز باجماعت کا اہتمام کرنا

تمام حجاج کرام و معتمرین حضرات کو اس چیز کا خاص اہتمام رہے کہ سفری حج و عمرہ میں تمام نمازیں باجماعت تکبیر اولی کے ساتھ ادا کرنیکی کوشش کریں اور اگر کسی وجہ سے ایک آدھ رکعت جماعت سے رہ جائے تو حسرت و ندامت کے آنسو بہائیں اور یہ عزم کریں کہ آئندہ ان شاء اللہ تعالی پہلے سے ہی وضوء وغیرہ سے فارغ ہو جائیں گے تاکہ تکبیر اولی کے ساتھ نماز مل جائے۔

تلاوتِ کلامِ پاک کا اہتمام کرنا

حجاج کرام و معتمرین حضرات کو ایام حج و عمرہ میں تلاوت کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، اور تلاوت کرتے وقت معانی میں تدبر کرنا چاہئے تاکہ اللہ تعالی کے ساتھ تعلق خاص حاصل ہو اور قرآن پاک کی عظمت دل میں بیٹھ جائے قرآن پاک کی تلاوت کرنا یہ قرآن حکیم کے بڑے حقوق میں سے ہے، ایام حج کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے رفقائے، حج میں سے جو تجوید کا جاننے والا ہو اس کو قرآن حکیم سنائے اور اپنی قراءت کی اصلاح کرے، اور معروف پڑھنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے، بہت لوگوں کی ادائیگی مجہول ہوتی ہے جو غلط ہے، اس سلسلہ میں ایک قاعدہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے اس پر عمل کرنے سے مجہول کی غلطی دور ہو جائے گی اور

معروف پڑھنے کی عادت ہو جائے گی: وہ قاعدہ یہ ہے کہ پیش کی آواز (ٹو ۲) کی طرح ہونی چاہئے اور زیر کی آواز لام لفٹ کی طرح ہونی چاہئے، یہ قاعدہ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا تھا۔

اذکارِ مسنونہ کا اہتمام کرنا

حضراتِ حجاج و معتمرین کرام ذکر و اَوراد بھی پورا کریں اور حج و عمرہ کے ان مبارک لمحات کو ذکر اللہ سے خالی نہ جانے دیں، زبان ذکر اللہ سے تر رہے۔ اور دل اللہ تعالیٰ سے جڑا رہے۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں: (۱) جو خاص مواقع میں خاص اذکار سنت سے ثابت ہیں۔ (۲) عام اذکار جو کسی خاص مواقع کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ دونوں قسم کے اذکار کا اہتمام کیا جائے۔ اب ہم وہ اذکار لکھ رہے ہیں جو خاص الفاظ میں خاص مواقع کے ساتھ خاص ہیں:

دورانِ طواف ذکر مسنون: دوران طواف ذکر اللہ میں مشغول رہنا چاہئے، تلاوتِ کلام پاک بھی کر سکتا ہے، اور سنن ابن ماجہ کی حدیث میں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الاّ اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ إلاّ باللہ پڑھنے کی ترغیب وارد ہوئی ہے (ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۵۷)

اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ﴿ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلْأَخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ ﴾ پڑھنا ثابت ہے۔ (رواہ الحاکم وصححہ و وافقہ الذہبی)

اور ایک دوسری حدیث میں ”رَبِّ قَنِّعْنِيْ بِمَارَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ اخْلُفْ عَلَى كُلِّ غَائِبَةٍ لِيْ بِخَيْرٍ“ بھی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان

پڑھنا آیا ہے۔(رواہ الحاکم وصححہ و وافقہ الذھبی)
طواف سے فارغ ہو کر دو رکعتیں مقامِ ابراہیم کے پیچھے (اگر بآسانی میسر ہو جائے) پڑھنے کے بعد آبِ زمزم پر آئے اور خوب سیر ہو کر پیئے پھر یہ دعا پڑھے: اللّٰھُمَّ إنّی أسئلُکَ عِلْماً نَافِعَا ورِزْقاً وَاسِعَا وشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاء .
مذکورہ بالا دعا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔
سعی میں کیا پڑھے: پھر سعی کیلئے چلے صفا اور مروۃ کے درمیان سات مرتبہ آنے جانے کو سعی کہتے ہیں، سعی کی نیت اس طرح کرے اللّٰھمَّ إنِّي اُ رِیْدُ السَّعْيَ بَیْنَ الصَّفَا والْمَرْوَۃِ سَبْعۃَ أشْوَاطٍ لّوَجْھک الکریم فَیَسِرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہ مِنّیْ .
لیکن یہ الفاظ کہنا ضروری نہیں دل سے بھی نیت ہو سکتی ہے، اور اپنی زبان میں بھی نیت کر سکتا ہے، جب صفا کے قریب پہنچے تو آیتِ قرآنی کا یہ حصہ پڑھے: إن الصّفا والمروۃ من شعائِر اللہ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اور اس کے بعد یوں کہے: اَبدأ بما بدأ اللہ بہٖ میں اُسی سے شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ نے شروع میں فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ صفا سے شروع کرتا ہوں جس کا ذکر قرآن پاک میں مروہ سے پہلے ہے۔
صفا پر اتنا چڑھے کہ کعبۂ شریف نظر آنے لگے (آج کل تھوڑا سا چڑھنے سے کعبہ شریف کا کچھ حصہ نظر آجاتا ہے) اس کے بعد کعبہ شریف کی طرف رُخ کر کے اللہ کی توحید اور بڑائی بیان کرے اور یہ پڑھے:۔ لا إلٰہ إلاّ اللہ وَحدَہُ لاَ شَرِیکَ لَہ لَہ المُلک وَلَہ الحَمدُ وَھوَ عَلیٰ کُلِّ شَیئٍ قَدِیرٌ لا إلٰہ إلاّ

الله وحدهُ أنجزَ وعده ونصرَ عبده وهزم الأحزاب وحد ہ یعنی کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کیلئے ملک ہے اور اسی کیلئے حمد ہے: اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور دشمنوں کی جماعتوں کو تنہا اُس نے شکست دی۔

اس کے بعد درود شریف پڑھ کر جو چاہے دعا مانگے اور تین مرتبہ یہ پورا عمل کرے پھر صفا سے اُترے اور مروہ کی طرف ذکر کرتا ہوا چلے یہاں تک کہ جب ہرے رنگ کے ستون پر پہنچے تو دوڑنا شروع کردے اور دونوں ستونوں کے درمیان دوڑتا ہوا گزر جائے (یہ دوڑنا مردوں کیلئے ہے عورتوں کیلئے نہیں ہے) اور دونوں ستونوں کے درمیان دوڑتے ہوئے یہ دعا پڑھنا منقول ہے:اللّٰھم اغفر وارحم وأنت الأعز الأكرم-

اے اللہ مغفرت فرما اور رحم فرما تو بہت بڑا عزت والا ہے اور بہت بڑا کریم ہے (رواه مصنف ابن أبی شبية فی مصنفه والبيهقي فی السنن الكبرى عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه)

ان دعاؤں کے علاوہ صفا مروہ پر اور ان دونوں کے درمیان سعی میں اپنے لئے جو چاہے دعا مانگے اور خوب مانگے، غفلت کے ساتھ سعی نہ کرے۔

(۴۵) طوافِ زیارت کا مسنون وقت

دسویں کی رمی اور قربانی اور حلق کرنے کے بعد طوافِ زیارت کیلئے مکہ مکرمہ آجانا چاہئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا فرمائی تھی، اور طوافِ زیارت ادا فرمایا تھا، لہٰذا یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ کو

طوافِ زیارت کرنا افضل ہے۔

فائدہ: اس طواف کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبحِ صادق سے لے کر بارہویں کے غروبِ افتاب تک ہے، اگر بلا عذرِ شرعی اس طواف کو بارہ ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب کے بعد کیا تو ایک دم دینا ہو گا۔

تنبیہ: طوافِ زیارت حج کا رکن ہے جو خواتین ماہواری میں ہوں تو ان سے بھی یہ طواف ساقط نہیں ہوتا، ایسی خواتین کیلئے لازم ہے کہ وہ پاک ہونے کا انتظار کریں، پاکی کے بعد غسل کرکے یہ طواف ادا کریں، اگر طوافِ زیارت کیئے بغیر روانہ ہو گئیں تو اپنے خاوند کے لئے حلال نہیں ہونگی، اس کو خوب سمجھ لیں، اور اگر قافلہ روانہ ہو رہا ہے اور قافلہ والے ٹھیرنے کو تیار نہیں، جیسا کہ پاکستان ہندوستان یورپ امریکہ کا قافلہ ہے تو بدرجۂ مجبوری اسی حالت میں طواف کرنا بالکل ہی چھوڑ کر جانے سے بہتر ہے، اور اس پر ضروری ہے کہ استغفار وتوبہ کرے، اور ایک سالم اُونٹ حدودِ حرم میں ذبح کرانا لازم ہے۔ اور اگر فی الحال استطاعت نہیں تو استطاعت ہونے پر مکۃ المکرمۃ پیسے بھجوادے اور کسی کو وکیل بنادے تاکہ اس کی طرف سے ذبح کر دیا جائے۔

تنبیہ: اگر حالتِ حیض میں طوافِ زیارت مجبوری کرنا پڑ جائے تو مضبوطی سے لنگوٹ یا پیمپر باندھ کر پھر اسکے اُوپر دوسرا لباس پہن کر حرم شریف میں داخل ہو ۔

فائدہ: اگر کوئی خاتون مکہ شریف کی رہنے والی ہے تو اس کے لئے انتظار کرنا تو آسان ہے ہی اسی طرح کوئی جدہ کی رہنے والی ہے تو وہ جدہ آسکتی ہے، جب پاک ہو جائے تو پہلی فرصت میں جاکر طوافِ زیارت ادا کرلے، مگر طواف کرنے سے

پہلے میاں بیوی کے خاص تعلقات حلال نہیں ہونگے۔ اور اگر کوئی میقات کے باہر سے آئی ہوئی ہے جیسے مدینہ منورہ، ینبع، طائف، ریاض دمام وغیرہ اور اس کا محرم مکہ میں ٹھیرنے کو تیار نہیں تو یہ بدرجۂ مجبوری جاسکتی ہے مگر پاک ہونے کے بعد پہلی فرصت میں طوافِ زیات آکر ادا کرے، اور طواف ادا کرنے تک وہ اپنے خاوند کیلئے حلال نہیں، اور جب وہ طواف کرنے آئے تو نیا احرام باندھ کر نہ آئے ، کیونکہ اس کا احرام من وجہٍ یعنی فی حق الرجال باقی ہے۔

(۴٦) طوافِ وداع کا مسنون وقت

طوافِ زیارت کے بعد جو بھی طواف کیا جائے وہ طوافِ وداع بن جائے گا، لیکن اس کا مسنون وقت یہ ہے کہ جب حج کے تمام افعال سے فارغ ہو جائے اور مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ کرے تو اس وقت طوافِ وداع ادا کرے، اور اگر کسی نے سفر کے ارادہ سے پہلے ہی طوافِ وداع کر لیا تھا اور پھر مکہ مکرمہ میں ٹھہر گیا تو مکۃ المکرمۃ سے جب روانہ ہونے لگے تو اسکا اعادہ کر لینا افضل ہے۔(غنیہ ۱۹۱،۱۹۰)

فائدہ: یہ طوافِ وداع آفاقی پر واجب ہے اہلِ حرم، اہلِ حل اور اہلِ مواقیت پر واجب نہیں بلکہ مندوب ہے۔(غنیہ:۱۹۰)

اور جن خواتین کو ماہ واری شروع ہو جائے تو ایسی خواتین پر یہ طواف کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے، ایسی خواتین اگر طوافِ زیارت کر چکی ہیں تو اپنے وطن واپس لوٹ سکتی ہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اس عذر کی وجہ سے روانہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی۔

(۴۷) سفر حج وعمرہ میں دُعاؤں کا اہتمام جاری رکھیں

پورے دورانِ حج وعمرہ دعاؤں کا خاص اہتمام کریں، دعاؤں میں آہ وزاری خوب ہو گڑ گڑا کر دعائیں ہوں آنسو بہائے جائیں اور جسکو رونا نہ آئے تو وہ رونے کا مُنہ بنالے اور دل سے روتا رہے، ایسا کرنے سے رونے والوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ شمار ہو جائے گا۔ اور لوگوں سے شرمائے نہیں اپنے خالق ومالک کے سامنے گڑ گڑا کر دعاء کرے مؤمن بندے کا عمل خفیہ ہو یا علی الاعلان ہو سب اللہ ہی کیلئے ہوتا ہے غیر اللہ کے لئے عمل کو چھوڑنا بھی ریاکاری میں شمار ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

طواف کے دوران، اور حطیم میں، مقام ابراہیم کے قریب اور صفا مروہ پر اور منیٰ مزدلفہ، عرفات اور جمرات پر (پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کرنے کے بعد ٹھیر کر لمبی دعا کرنا مسنون ہے جیسا کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام تشریق کی راتوں میں منیٰ میں رہے، اور زوال شمس کے بعد رمی فرماتے رہے، ہر جمرہ کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے اور جمرہ اولی اور ثانیہ پر طویل قیام کرتے ہوئے آہ وزاری کے ساتھ دعا فرماتے اور جمرہ ثالثہ کے پاس نہ ٹھیرتے۔ (ابو داود، فی رمی الجمار)

(۴۸) دعا کے آداب کو ملحوظ رکھنا

دعاء کرتے وقت آدابِ دعاء کا خیال رکھیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

(۱) پاک وصاف ہونا (۲) باوضو ہونا (۳) قبلہ رخ ہونا (۴) پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا اور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کا واسطہ دینا (۵) پھر درود

شریف پڑھنا (٦) خلوصِ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور یہ یقین رکھنا کہ صرف اللہ جل شانہ، ہی دعا قبول کر سکتا ہے (٧) کوئی نیک عمل دعا سے پہلے کرنا یا دو چار رکعت نماز پڑھ کر دعا کرنا (اور فرض نماز کے بعد بھی قبولیتِ دعا کا وقت ہے) (٨) دعا کے لئے دوزانو ہو کر بیٹھنا (لیکن عرفات اور مزدلفہ میں دعا کرتے وقت کھڑے ہو کر دعا کرے اور اگر تھک جائے تو بیٹھ جائے) اور عرفات میں خیمہ سے باہر نکل کر کھلے آسمان کے نیچے دعا کرنا (٩) دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا (دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہوں، اور آسمان کی طرف اٹھے ہوئے ہوں نہ کہ اپنے چہرے کی طرف) (١٠) خشوع وخضوع کے ساتھ باادب ہو کر دعا کرنا (پورے جسم سے ادب ظاہر ہو اور سارا جسم سراپا دعا اور طلب بن جائے) (١١) دعا کرتے وقت عاجزی اور تذلل ظاہر کرنا (١٢) دعا کرتے وقت حال اور قال سے (یعنی جسم اور جان سے اور زبان سے) مسکینی ظاہر کرنا اور آواز میں پستی ہونا (١٣) آسمان کی طرف نظر نہ اٹھانا (١٤) شاعرانہ کافیہ بندی سے اور گانے کے طرز سے بچنا (١٥) گناہوں کا اقرار کرنا اور پچھلے گناہوں پر نادم ہونا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا (١٦) خوب رغبت اور امید اور مضبوطی کے ساتھ جم کر اس یقین کے ساتھ دعا کرنا کہ ضرور قبول ہو گی (١٧) دل حاضر کر کے دل کی گہرائی سے دعا کرنا (١٨) بار بار سوال کرنا جو کم از کم تین بار ہو (١٩) الحاح کے ساتھ یعنی خوب گڑگڑا کر لجاجت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگنا (٢٠) کسی امر محال کی دعا نہ کرنا (٢١) جب کسی کیلئے دعا کرے تو پہلے اپنے لئے دعا کرے پھر دوسرے کیلئے (٢٢) جامع دعا کرنا یعنی ایسی دعا کو اختیار کرے جس کے الفاظ کم ہوں لیکن الفاظ کا معنوی عموم زیادہ ہو یعنی ایک دو لفظ میں چند الفاظ میں دنیا وآخرت کی بہت سی

حاجتوں کا سوال ہو جائے (۲۳) قرآن وحدیث میں جو دعائیں آئی ہیں ان کے ذریعہ دعائیں کرے ان کے الفاظ جامع بھی ہیں اور مبارک بھی (۲۴) اپنی ہر حاجت کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اگر نمک کی بھی ضرورت ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اور جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کا بھی اللہ رب العزت سے سوال کرے (۲۵) امام ہو تو صرف اپنے ہی لئے دعا نہ کرے بلکہ مقتدیوں کو بھی دعا میں شریک کرے (واحد کے لفظ کے بجائے جمع کے الفاظ سے دعا کرے) (۲۶) ہر ایک اپنی اپنی خفیہ بھی دعاء کرے اور اجتماعی دعاء میں بھی شریک رہے (۲۷) دعا کے ختم سے پہلے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے (۲۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے (۲۹) اور ختم پر آمین کہے (۳۰) اور بالکل آخر میں منہ پر ہاتھ پھیرے۔

(از: فضائل دعا، مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمہ اللہ)

ایک ضروری بات تمام حجاجِ کرام ومعتمرین حضرات کو چاہئے کہ اپنی دعاؤں میں پوری امتِ مسلمہ کا بھی حصہ رکھیں اپنے لئے دعاء کرنے کے بعد اپنے والدین اپنے گھر والے بیوی بچے اپنے اساتذہ مشائخ اور اپنے شاگرد متعلقین عزیز واقارب اور تمام مسلمانوں کے لئے خوب دعائیں کریں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت عام ہونے کی دعاء کریں اور تمام اہلِ ایمان کیلئے دعائے مغفرت بھی کریں حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "من استغفر للمؤمنين والمؤمنات كتب الله له بكل مؤمن حسنة

ترجمہ: جس نے مؤمنین کیلئے استغفار کیا اللہ تعالیٰ اسکے لئے ہر مؤمن کے بدلے ایک نیکی لکھ دینگے۔ (اخرجه الطبرانی باسناد جيد)

اور ایک نیکی کی کم از کم دس نیکیاں تو ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:{مَنْ جَآء بِالْحَسَنةِ فَلَه عَشْرُ أَمْثَالِهَا} کہ جو شخص نیک کام کرے سو اسے اس جیسے دس حصے ملیں گے۔[الانعام:١٦٠]

اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا:

من هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة،ومن هم بحسنة فعملها كتبت له عشراً إلىٰ سبعمائة ضعف، ومن هم بسيئة فلم يعملها لم تكتب عليه، وإن عملها كتبت۔(الترغيب)

ترجمہ: جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا پھر اس کو نہ کیا تو اس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے،اور جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو کر لیا تو اس کیلئے دس سے لیکر سات سو تک نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں،اور جس نے کسی بُرائی کا ارادہ کیا تو پھر اسے نہیں کیا تو وہ بُرائی اس کیلئے نہیں لکھی جائیگی اور اگر وہ بُرائی کر لی تو لکھ دی جائیگی۔

اور اس وقت مسلمانوں کی تعداد ایک ارب تیس کروڑ بتائی جاتی ہے اور اس کو دس سے ضرب دے دیں تو تیرہ ارب نیکیاں چند لمحوں میں حاصل ہو سکتی ہیں،اور ایک نیکی کی کیا قدر و قیمت ہے اس کا اندازہ اس دنیا میں نہیں لگایا جا سکتا،نیکی کی قدر و قیمت تو آخرت میں ہی معلوم ہو گی۔

(۴۹)خیموں میں تعلیمی حلقات قائم کرنا

تمام حجاج کرام کو چاہئے کہ اپنے اپنے خیموں میں تعلیمی حلقات قائم کریں اپنے بزرگوں کی کتابوں میں سے کوئی کتاب پڑھکر دوسروں کو جمع کر کے سنائیں ایسی مجالس سے قلب میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔اور دینی معلومات میں اضافہ ہوتا

ہے اور وقت قیمتی بن جاتا ہے۔ اور انہی حلقات میں جو حفاظ و قراء ہوں انکو وہ اپنی پوری نماز بھی سنادیں تاکہ اگر کوئی غلطی ہو تو اسکی اصلاح ہو جائے۔

(۵۰) حرمین شریفین میں ملنے والے وقت کی قدر کرنا اور بازاروں میں وقت ضائع نہ کرنا

حرمین شریفین میں جو وقت ملا ہے یہ بہت قیمتی ہے اس کی قدر کرنی ضروری ہے، بازاروں میں بلاضرورت وقت خرچ کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: أحبُّ البلاد إلىٰ الله مساجدها وأبغض البلاد إلىٰ الله أسواقها (شہروں کی سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں عند اللہ مسجدیں ہیں اور شہروں کی سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں عند اللہ اس شہر کے بازار ہیں۔ (رواہ مسلم)

اگر ضرورۃ بازار جانا پڑے تو نظر نیچی رکھے اور بازار کی دعا پڑھے: لا إلٰه إلاّ الله وَحدَهُ لاَ شَرِيک لَه لَه المُلک وَلَه الحَمدُ يحيي وَ يُميتُ وَهوَ حيٌّ لا يَمُوتُ بِيَدِهِ الخَير وَهوَ عَلىٰ كُلِّ شَيئٍ قَدِير.

تو اس کیلئے اللہ جل شانہ دس لاکھ نیکیاں لکھ دیں گے، اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف فرمادیں گے، اور اس کے دس لاکھ درجات بلند فرمادیں گے اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادیں گے۔

(رواہ الترمذی، والحاکم فی المستدرک وابن ماجۃ)

حرمین شریفین میں حجاج کرام کو عموماً چالیس روز کا وقت میسر آجاتا ہے، اس کو غنیمت جانتے ہوئے، قضاء نمازیں جو ذمہ میں ہیں ان کو ادا کرلینا چاہیئے، یہ حقوق اللہ میں سے ہے، ان کی ادائے گی بھی ضروری ہے، جو قضا نماز پڑھے یہ نیت کرے کہ میرے اوپر سب سے پہلی یاسب سے آخری جو فجر کی نماز ہے۔
(مثلاً) اس کو ادا کرتا ہوں، اسی طرح سے ہر نماز کی تعین کرکے نیت کرلینی چاہیئے۔

(۵۱) تہجد کا اہتمام کرنا

حجاجِ کرام کو نمازِ تہجد پڑھنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے یہ وقت دعاؤں کی قبولیت کا ہوتا ہے تہجد کے وقت توبہ واستغفار، ذکر وتلاوت میں مشغول ہونے کی کوشش کریں، قرآن کریم میں اہلِ ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَبِٱلْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴾(الذاریات: ١٨)

ترجمہ: یہ لوگ رات کے آخری اوقات میں استغفار کرتے ہیں۔

حضرت یوسف (علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام) کے بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا: ﴿ يَٰٓأَبَانَا ٱسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَآ إِنَّا كُنَّا خَٰطِـِٔينَ ﴾(یوسف: ٩٧) (اے ہمارے ابا ہمارے گناہوں کی مغفرت کیلئے دعاء کیجیے بلا شبہ ہم خطا کرنے والے ہیں) تو انکے جواب میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّىٓ ﴾ (یوسف: ٩٨) (میں تمہارے لئے عنقریب اپنے رب سے مغفرت کی دعاء کرونگا) حضرت یعقوب (

علی نبیناوعلیہ الصلاۃ والسلام) نے استغفار کو مؤخر کیوں کیا فوراً اسی وقت اپنے بیٹوں کیلئے استغفار کیوں نہ کیا، اسکے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخری وقت میں دعاء قبول ہوتی ہے اسلئے فرمایا اور دعاء کو مؤخر کیا۔ (تفسیر انوار البیان: ج۳/ص۲۳۱)

تہجد کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی دورانِ حج نفلوں کا اہتمام بھی کیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ سفر نفل نماز کا بھی اتنا اہتمام فرماتے تھے کہ رات کے وقت اپنی سواری پر ہی نفل پڑھ لیتے تھے جس طرف بھی سواری کا رُخ ہو، اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نفل نماز سواری پر پڑھی جاسکتی ہے اگرچہ سواری کا رُخ بدلتا رہے۔

(۵۲، ۵۳) کھانا کھلانا اور اچھی باتیں کرنا

حجاج کرام کو چاہئے کہ ایک دوسرے کو کھانا کھلائیں کھانا کھلانا جنت کے داخلے کے اسباب میں سے ہے اور حج میں اسکی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے اور حج مبرور حاصل ہونے کا ذریعہ ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے بعض حضرات نے پوچھا کہ یارسول اللہ حج مبرور کی کیا پہچان ہے؟ فرمایا کھانا کھلانا اور اچھی باتیں کرنا۔

(رواه الطبرانی فی الأوسط بإسناد حسن)

(۵۴، ۵۵) تلبیہ کی کثرت کرنا اور بلند آواز سے پڑھنا

حجاج کرام کو تلبیہ کی کثرت کرنی چاہئے، ایک حالت سے دوسری حالت بدلتے

وقت تلبیہ پڑھنے کا اہتمام کریں اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا چاہئے۔

'' عن زيد بن خالد رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : جاء جبريل فقال : يا محمد مر أصحابک فليرفعوا أصواتهم بالتلبية فإنها من شعائر الحج'' (حديث صحيح) (أخرجه ابن ماجة وابن حبان والحاكم وغيرهم)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صحابہ کو حکم کیجئے کہ تلبیہ بلند آوازوں سے پڑھیں، کیونکہ یہ حج کی نشانیوں میں سے ہے۔

وعن أبی بکر الصديق رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل أي الأعمال أفضل؟ قال:''العج والثج''(رواه الترمذی وابن ماجة والحاكم وقال صحيح الإسناد)

ترجمہ: حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سے اعمال زیادہ افضل ہیں؟ ارشاد فرمایا:''بلند آوازوں سے تلبیہ پڑھنا اور اونٹوں کو نحر کرنا''۔

تنبیہ: خواتین بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھیں بلکہ آہستہ پڑھیں۔

(۵۶،۵۷) تلبیہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رضائے الٰہی کا سوال کرنا اور دوزخ سے اللہ کی پناہ لینا

بعض اہل علم نے تلبیہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور اللہ تبارک وتعالیٰ

کی رضا کا سوال کرنے، اور دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ لینے کو مستحب لکھا ہے، جس کی دلیل حدیثِ حضرت خزیمہ ہے جو اپنے والد ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ: ((أنَ رسول الله ﷺ كان إذا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِه سألَ الله تعالىٰ مَغْفِرَتَه وَ رِضْوَانَه ، واستعاذَ بِرَحْمَتِهٖ مِنَ النّار))۔(رواه الشافعي و الدار قطني و البيهقي كما في التلخيص الحبير (٢ /٢٤٠)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے تلبیہ پڑھنے سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت اور اس کی رضاء کا سوال فرماتے تھے، اور اللہ کی رحمت کے ذریعہ پناہ لیتے تھے دوزخ سے۔

(۵۸) تلبیہ پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنا

تلبیہ پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنا بعض اہل علم نے مستحب لکھا ہے، کیونکہ تلبیہ کے بعد جو دعا کی جائے گی وہ بغیر درود شریف پڑھے قابلِ قبول نہیں، جیسا کہ عام قاعدہ ہے، یعنی درود شریف پڑھے بغیر دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے، آسمان کی طرف نہیں چڑھتی، جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: "إنَّ الدُّعَاءَ مَوقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاء والأرْضِ لا يَصْعَدُ مِنه شَيْئٌ حتىٰ تُصَلِيَ عَلىٰ نَبِيِكَ صلى الله عليه وسلم" . رواه الترمذي باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم .

(۵۹) بارگاہ الٰہی میں اپنے عمل کے

کمزور ہونے کا اعتراف کرتے رہنا

ہر حاجی و معتمر کو اپنے عمل پر کبھی بھی بھروسہ نہ کرنا چاہئے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عرض کرے کہ یااللہ یہ میرا ٹوٹا پھوٹا عمل ہے ناقص عمل ہے قبولیت کے لائق نہیں لیکن اے کریم تو بڑا کرم والا ہے تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے تو غفور ہے، شکور ہے محض اپنے فضل وکرم سے میرے اعمالِ حج قبول فرمالے۔ خوب رو کر اور گڑگڑا کر دعا کرتا رہے، اللہ تعالیٰ کو عاجزی، تواضع پسند ہے لہٰذا ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں گے اور حج قبول فرمالیں گے۔

(۶۰) حجِ مبرور نصیب ہونیکی دعا مستقل کرتے رہنا

حجاج کرام کو پورے حج میں حج مبرور نصیب ہونے کی دعا کرتے رہنا چاہئے، یوں دعاء کرتے رہیں۔ اللّٰھُمَّ اجعله حجاً مبروراً وسعياً مشكوراً وذنباً مغفوراً. حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل (علی نبینا وعلیہما السلام) کے عمل قرآن حکیم میں یہی بتایا گیا ہے کہ مؤمن بندہ عمل صالح کرتا جائے اور ڈرتا بھی جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قبول نہ ہو۔ حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل (علی نبینا وعلیہما السلام) جب کعبہ معظمہ بنارہے تھے تو یہ دعاء کرتے جارہے تھے: ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾ (البقرۃ:۱۲۷) (اے ہمارے رب قبول فرمالے ہم سے بے شک تو ہی خوب سننے والا جاننے والا ہے)

(۶۱) راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹادینا

راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹادینا مستقل ایمان کا شعبہ ہے جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے۔'' الإیمان بضع وسبعون شعبة أعلاها لا إلٰه إلا الله وأدناها إماطة الأذی عن الطریق'' (ایمان کے ستر سے زیادہ شعبے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ لا إلٰہ إلا اللہ ہے اور سب سے ادنیٰ راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹادینا) حج میں اس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، کیونکہ لاکھوں مسلمانوں کا مجمع ہوتا ہے اگر تکلیف دہ چیز پڑی رہ گئی تو کتنے لوگوں کو تکلیف ہوگی لہٰذا ایسی چیز کو فوراً راستہ سے ہٹادینا چاہئے، اور کوئی پھل کھاکر اس کا چھلکا بھی راستہ میں نہ ڈالنا چاہئے کیونکہ اس سے گذرنے والوں کے پھسلنے کا اندیشہ ہے۔

جمرات (شیاطین) کی رمی کرنے کا مسنون طریقہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے جمرہ کی رمی کرکے اس طرح دکھائی کہ کعبہ شریف کو اپنے بائیں طرف اور منی کو دائیں طرف کیا اور پھر سات کنکریاں ماریں، پھر فرمایا اسی طرح رمی کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی۔ (بخاری ومسلم)

۱۔ جمرہ عقبہ (یعنی بڑے شیطان) کو کنکریاں مارنے کے بعد ٹھہر کر دعا مسنون نہیں ہے، یہ صرف جمرہ صغری ووسطی (یعنی پہلے اور درمیانی) کی رمی کرنے کے بعد مسنون ہے۔

۲۔ دسویں تاریخ کو پہلی کنکری مارتے وقت تلبیہ موقوف کردیں۔

۳۔ رمی داہنے ہاتھ سے کرنا چاہئے۔

۴۔ ہر کنکری مارتے وقت ''اللہ اکبر'' کہنا مسنون ہے۔

۵۔ مرد حضرات کو رمی کرتے وقت اتنا ہاتھ اٹھانا چاہئے کہ بغل نظر آجائے، لیکن

عورت اتنا ہاتھ نہ اٹھائے، صرف بقدر ضرورت اٹھائے۔

٦۔ دسویں ذی الحجہ کو رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے، اور اسکا مسنون وقت طلوع شمس سے لے کر زوال آفتاب تک ہے، اور بلا کراہت (جائز وقت) زوال سے غروب تک ہے، اور پھر اسکے بعد صبح صادق تک جوانوں کیلئے مکروہ ہے۔

(غنیۃ الناسک)

لیکن رات کو رمی کرنے سے بھی رمی ادا ہو جائے گی، البتہ خواتین اور ضعفاء حضرات کیلئے رات میں رمی کرنا مکروہ ہے۔

(٦٣) قربانی کرنا

رمی کرنے کے بعد حجِ تمتع یا قران کی قربانی کرے جو کہ واجب ہے، اور حجِ افراد میں مستحب ہے، پھر منیٰ میں حلق کرے پھر مکۃ المکرمۃ طوافِ زیات کیلئے روانہ ہو، اگر کسی نے رمی یا قربانی یا حلق کرنے سے پہلے طوافِ زیات کر لیا تو ادا تو ہو جائے گا لیکن سنت کی خلاف ورزی لازم آئے گی، لہٰذا مسنون ترتیب کے ساتھ سارے اعمال کرے، اور رمی اور قربانی اور حلق میں متمتع اور قارن کیلئے ترتیب واجب ہے۔

تنبیہ: قربانی دو قسم کی ہوتی ہے، ایک وہ ہے جس کا تعلق صرف مال سے ہے حج سے نہیں، اس کو عربی میں اُضحیہ کہا جاتا ہے، جو سارے عالم میں ہو سکتی ہے۔ دوسری وہ قربانی جس کا تعلق حج سے ہے، اس کو عربی میں "هَدْي" کہتے ہیں، یہ صرف حدود حرم میں ذبح ہو سکتی ہے، اور اس قربانی کا منی میں کرنا مسنون ہے۔ جو حجاج مکہ مکرمہ میں آکر مقیم ہو گئے، اور وہ صاحب استطاعت بھی ہیں تو ان کو

مال والی قربانی بھی دینی واجب ہو گی، اور اگر حجِ تمتع یا حجِ قران کر رہے ہیں تو اس کی قربانی الگ سے کرنی ہو گی۔

(۶۴) حلق کرانا

حج وعمرہ میں حلق کرانا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کروانے والوں کیلئے تین مرتبہ دعا فرمائی، اور قصر کروانے والوں کیلئے ایک مرتبہ ۔ لیکن اگر کوئی قصر کرا رہا ہے تو اس کو حقیر سمجھنا جائز نہیں، بعض لوگ اس کو بُری نظروں سے دیکھتے ہیں، ایسا کرنے سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

تنبیہ: جو قصر کرانا چاہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اس کے بال بڑے ہوں کہ سارے سر سے انگلی کا ایک پَورا کٹ جائیں، ایک پورا سے کم کاٹنے سے احرام سے حلال نہیں ہو گا، اگر انگلی کے ایک پورے کے برابر چوتھائی سر کے بال کاٹ دئے تو حلال تو ہو جائے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے، لہٰذا سارے سر کے بال کٹوانے چاہئیں۔

اگر کسی کے بال اتنے چھوٹے ہیں کہ قصر کرنے میں انگلی کا ایک پَورا نہیں کٹ سکتا، تو اس کے لئے حلق کرنا لازم ہے، قصر جائز نہیں۔ خوب سمجھ لیں، بعض لوگ دو چار بال کاٹ کر سمجھتے ہیں کہ ہمارا قصر صحیح ہو گیا، یاد رہے کہ ایسا کرنے سے احرام سے حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کسی کے سر پر بالکل بال نہیں، تو استرہ پھروانا پھر بھی لازم ہے۔

(۶۵) حلق کے آداب

جب رمی اور قربانی سے فارغ ہو جائے تو منیٰ ہی میں حلق کرائے اس کا مسنون

طریقہ یہ ہے:(۱) قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جائے (۲) حلاق کی طرف اپنے سر کا داہنا حصہ کرے، تاکہ حلاق داہنی طرف کا حصہ پہلے مونڈھے۔(۳) حلق کرانے کے بعد ان بالوں کو دفن کر دینا مستحب ہے اور اگر پھینک بھی دے تو کوئی حرج نہیں مگر کوڑے میں ڈالنا اچھا نہیں۔(غنیۃ الناسک ص ۱۷۳)

بال حلق کرانے کے بعد مونچھ اور ناخن کاٹنا بھی مستحب ہے۔

(غنیۃ الناسک ص ۱۷۴)

(٦٦)مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران مسجدِ حرام میں نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرنا

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال : قال رسول اللهﷺ : ((صلاة فی مسجدي هذا أفضلُ من ألف صلاةٍ فيما سواه إلاّ المسجد الحرم ،وصلاة فی المسجد الحرام أفضلُ من مائة ألف صلاةٍ فيما سواه)) . رواه احمد وابن ماجة والطحاوی بإسنادٍ صحيح رجاله ثقات .

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک نماز میری اس مسجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے دوسری مسجدوں کے بنسبت سوائے مسجد حرام کے ،اور مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔

(٦٧)سفر حج وعمرہ میں اللہ تعالیٰ

کی رضا کیلئے مال خرچ کرنا

سفر حج وعمرہ میں مال خرچ کرنے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے لہٰذا مال خرچ کرنے میں کنجوسی نہ کرے، اعتدال میں رہتے ہوئے خرچ کرتا رہے، اپنے اوپر بھی خرچ کرے اور اپنے رفقاءِ حج پر بھی خرچ کرنے میں دریغ نہ کرے، حدیث شریف میں فرمایا: عن بريدة رضي الله تعالى عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " النفقة فى الحج كالنفقة فى سبيل الله بسبع مائة ضعف. " رواه أحمد وحسن إسناده والمنذرى فى الترغيب ، مسند أحمد ٥ /٣٥٤ والترغيب ٢ /١٢٤

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج میں خرچ کرنے کا ثواب اللہ کے راستہ (یعنی جہاد) میں خرچ کرنے کے مانند ہے ایک کا بدلہ سات سو کے برابر ہے۔

وعن عائشة-رضي الله عنها- أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها فى عمرتها: " إن لک الأجر على قدر نصبک ونفقتک". رواه الحاكم وقال صحيح على شرط الشيخين ووافقه الذهبى.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے میرے عمرہ کے بارے میں فرمایا کہ تمہیں اجر تمہاری مشقت اور خرچ کے بقدر ملے گا۔

تنبیہ: حجاج کرام کو چاہئے کہ فضول خرچی سے بھی بچیں، فضول خرچی کی وجہ سے انسان بسا اوقات فقر میں مبتلا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فضول خرچی سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ

فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾ ﴾ (الإسراء: ٢٩)(اور نہ اپنے ہاتھ کو بالکل کھول دے ورنہ تو ملامت کیا ہوا خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہے گا)۔

اس آیت میں اسراف سے منع فرمایا ہے اسلام میں مال ضائع کرنا بے جا اڑانا، فضول خرچی ممنوع ہے، بعضے لوگ اسراف کرنے کی عادت کی وجہ سے اس نوبت میں پہنچ جاتے ہیں کہ مقروض ہو جاتے ہیں، اپنے ذمہ قرضوں کا بوجھ اٹھا لیتے ہیں۔

(٦٨)راستوں میں بیٹھ کر راستوں کو تنگ نہ کرنا

بہت سے حجاج کرام کو دیکھا گیا ہے کہ پیدل چلنے والے راستہ میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں اور کچھ جمرات کے آس پاس بیٹھے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے راستہ بہت تنگ ہو جاتا ہے اور دوسرے حجاج کرام کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے ، اور مسلمانوں کو تکلیف دینا یا اسکا سبب بننا حرام ہے اور حرام کا ارتکاب جان بوجھ کر کرنے والے کا حج مبرور کیسے بنے گا؟ لہٰذا ایسی حرکت سے سخت پرہیز کی جائے۔

(٦٩)جب سفر میں رات ہو جائے تو یہ پڑھے

جب سفر میں رات ہو جائے تو یہ دعا پڑھنی مسنون ہے: ((ياأرضُ ربِّي وربُّكِ اللهُ ،أعُوذُ بِاللهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَافِيْكِ وشَرِّ مَاخُلِقَ فِيْكِ ، وَشَرِّ مَايَدُبُّ عَلَيْكِ ،وأعُوذُ بِاللهِ مِن أَسَدٍ وَأَسْوَدَ ، وَمِن الحَيَّةِ والعَقْربِ، وَمَن سَاكِنِ البَلَدِ ومِن والدٍ وما وَلَد)). رواه أبوداود عن إبن عمررضي الله عنهما مرفوعاً.

(۷۰)جب کسی منزل یا مقام پر اترے تو یہ پڑھے

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التّامّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی منزل پر اُتر کر مذکورہ بالا کلمات پڑھ لے تو وہاں سے روانہ ہونے تک اُسے کوئی چیز ضرر نہ دے گی۔(مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد وغیرہ عن خولہ بنت حکیم)

(۷۱)سلام پھیلانا

دوران حج بکثرت مسلمانوں سے ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں، خوب زیادہ حجاجِ کرام کو ایک دوسرے کا آمنا سامنا کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے ایک دوسرے کو خوب سلام کریں۔ سلام پھیلانا جنت کے داخلے کے اسباب میں سے ہے، حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف'' (رواه البخارى ومسلم)

ترجمہ: کہ تو ہر ایک کو سلام کر، چاہے تو اُسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی ہے: ''لا تدخلوا الجنة حتىٰ تؤمنوا ولا تؤمنوا حتىٰ تحابوا ألا أدلكم على شيئ إذا فعلتموه تحاببتم! أفشوا السلام بينكم.''(رواه مسلم وأبو داؤد والترمذي)

ترجمہ: تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک کہ مؤمن نہ بن جاؤ اور تم (کامل) مؤمن اس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو کیا تمہیں میں ایسا عمل نہ بتادوں کہ تم جب اس کو کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ سلام کو اپنے درمیان پھیلاؤ۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:"یاأیها الناس أفشوا السلام وأطعموا الطعام وصِلُوا الأرحام وصَلُّوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنة بسلام ." (رواه الترمذي والدارمي وابن ماجة والحاكم وقال صحيح على شرط الشيخين ووافقه الذهبي)

ترجمہ: اے لوگو! سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوں، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأدب المفرد" میں روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صرف سلام کی کثرت کرنے کی غرض سے بازار جاتے تھے کیونکہ وہاں لوگ زیادہ ہوتے ہیں تو خوب زیادہ سلام کو پھیلانے کا موقع ملتا ہے، اور حج میں سلام پھیلانے کے مواقع ہی مواقع ہیں لہٰذا اس پر خوب عمل کیا جائے ۔

(۷۲)ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں خوب زیادہ عبادت کا اہتمام کیا جائے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذی الحجہ کے ان دس دنوں میں نیک عمل کرنا دوسرے تمام دنوں میں نیک عمل کرنے سے (اللہ تعالیٰ کو) زیادہ محبوب ہے، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ان دنوں کا عمل دوسرے دنوں میں جہاد کرنے سے بھی افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جہاد کرنے سے بھی زیادہ افضل ہے ،الّا یہ کہ کوئی شخص ایسی حالت میں نکلا کہ اس نے اپنی جان ومال کو دشمنوں سے

مقابلہ کرتے ہوئے ختم کر دیا پھر کچھ بھی لیکر واپس نہ ہوا۔(صحیح بخاری ١ / ١٣٢)

(۷۳)نعمتِ تقویٰ کو بر قرار رکھنا

تمام حجاج کرام کو اس بات کا دھیان رہے کہ اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹنے کے بعد صفتِ تقویٰ جو ایام حج میں نصیب ہوئی تھی پوری زندگی بر قرار رہے، ایام حج میں تقریباً ہر حاجی اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ مجھ سے غلطیاں سر زد نہ ہو جائیں، میرا حج ناقص نہ رہ جائے، رفقائے سفر میں جو علمائے کرام ہوتے ہیں عام حجاج ان سے پوچھ پوچھ کر عمل کرتے ہیں تاکہ انکا حج کامل ہو جائے ،حج سے واپسی کے بعد بھی ہر حاجی کے سامنے یہی بات پیش پیش رہنی چاہئے کہ بقیہ زندگی بھی شریعت کے مطابق گذر جائے اور خاتمہ بالخیر ہو جائے، جیسا کہ دوران حج تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے اسی طرح حج سے فراغت کے بعد بھی یہی کیفیت بر قرار رہنی ضروری ہے اور یہی حج مبرور کی علامت ہے۔

اور یہ کیفیت جب ہی بر قرار رہ سکتی ہے جبکہ اللہ والوں کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں اور ان سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کرلیں اور انکی مجالس میں پابندی سے حاضری دیا کریں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَكُونُواْ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١١٩﴾ ﴾

(التوبة: ١١٩)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ (یہ سچے ہی اہلِ تقویٰ ہیں اور اَولیاء اللہ ہیں) علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے

ہوئے لکھتے ہیں "أي خالطوهم حتى تكونوا مثلهم "یعنی تم صادقین کے ساتھ اتنا زیادہ رہو کہ ان جیسے ہو جاؤ۔

حج فوت ہو جانے کے احکام

مسئلہ: جس شخص نے حج کا احرام باندھا اور دسویں ذوالحجہ کی صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات میں نہ پہنچ سکے تو اس کا حج فوت ہو گیا، ایسے شخص کو فائت الحج کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب حج فوت ہو جائے تو اس احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کر کے بال منڈا کر احرام سے نکل جائے اور طواف شروع کرنے سے پہلے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کر دے۔

مسئلہ: اگر فائت الحج مفرد تھا تو اس پر صرف حج کی قضا واجب ہے اور اگر قارن تھا جس نے عمرہ نہیں کیا تھا تو یہ شخص اول تو ایک طواف اور سعی عمرہ کے لئے کرے اس کے بعد ایک عمرہ حج فوت ہو جانے کی وجہ سے کرے، اس کے بعد بال منڈا کر حلال ہو جائے اور اس صورت میں اس پر صرف حج کی قضا واجب ہو گی اور دم قران ساقط ہو جائیگا اور قضا میں عمرہ کرنا واجب نہ ہو گا اور طواف ثانی شروع کرنے سے پہلے پہلے تلبیہ پڑھنا ختم کر دے اور اگر عمرہ کر چکا تھا تو اس کا وہی حکم ہے جو مفرد کا حکم اوپر بیان ہوا یعنی حج فوت ہو جانے کی وجہ سے عمرہ کے افعال ادا کر کے اور حلق یا قصر کر کے حلال ہو جائے۔ اور حج کی قضاء کرے اور متمتع تھا (جس نے عمرہ کر کے بال منڈا کر حج کا احرام باندھا) تو حج فوت ہو جانے کی وجہ سے عمرہ کرے اور حلق یا قصر کر کے حلال ہو جائے اور آئندہ حج کی قضا کرے۔

(۷۴) دیارِ حبیب ﷺ کے متعلق آداب

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيۡهِ وَسَلِّمُواْ تَسۡلِيمًا ﴿٥٦﴾ ﴾(الأحزاب: ٥٦)﴿ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ﴿٤﴾ ﴾ (الشرح: ٤)

یاربِّ صلّ وسلّم دائِماً أبَداً علیٰ حبیبِک خیرِ الخلقِ کلِّہم

حجاجِ کرام کی حاضری مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حج سے پہلے ہو یا بعد میں ،ان کو اور اسی طرح معتمرین حضرات کو چند آداب ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

(۷۵) انتہائی شوق ومحبت کے ساتھ مدینہ منورہ کا سفر ہو۔

(۷۶) مدینہ منورہ کی طرف سفر کرتے ہوئے درود شریف کی کثرت کرتے رہیں۔

(۷۷) جب مدینہ منورہ قریب آجائے اگر اپنے اختیار میں ہو تو سواری کو تیز کرلیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لارہے ہوتے تھے اور مدینہ منورہ کے در ودیوار اور راستوں پر نظر پڑتی تھی تو اپنی سواری تیز فرمالیتے تھے۔ (رواہ البخاری بألفاظ متنوعۃ)

(۷۸) جب مدینہ منورہ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: "اللّٰھُمَّ بارک لنا فیھا" تین مرتبہ۔ پھر یہ دعا پڑھے۔ "اللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھا وحَبِّبْنَا إلَیٰ أَھلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِيَ أَھلِھَا إلَیْنَا" یہ دعا کسی شہر یا بستی میں داخل ہونے کا ایک حصہ ہے اور یہ بھی پڑھے: "اللّٰھمّ اجْعَلْ لَنَا بِھا قَرَاراً وَرِزْقاً حَسَناً"

(۷۹) مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اپنے کمرہ میں سامان وغیرہ رکھ کر غسل کرکے اور

عطر لگا کے نہایت ادب واحترام کے ساتھ مسجد نبوی شریف حاضری دے۔
(۸۰) اور اگر ریاض الجنہ میں بآسانی موقع میسر ہو جائے اور مکروہ وقت نہ ہو تو تحیۃ المسجد کی نیت سے دو رکعتیں ادا کرے، اگر موقعہ نہ ملے تو مسجد نبوی شریف میں کہیں بھی نماز ادا کرے۔
(۸۱) پھر نہایت ادب واحترام کے ساتھ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے محبت سے دل لبریز ہو، آنکھیں نم ہوں، مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ مبارکہ میں صلاۃ وسلام پیش کرے، چاہے تو ان الفاظ میں صلاۃ وسلام پیش کرے :"اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا یَا رَسُوْلَ اللہ ،اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہ ،اَلصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللہِ ، اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْلَ اللہ ، اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفْوَۃَ خَلقَ اللہ، اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہ،اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یاَ شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ عِنْدَ اللہْ ، اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ أَرْسَلَہُ اللہُ تَعَالیٰ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ، اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یٰا سَیَّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ وَقَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ آدَمَ أَجْمَعِیْنَ ، اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ ، اَلصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُبَشِّرُ الْمُحْسِنِیْنَ ، وَعَلٰی جَمِیْعِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَالْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی آلِکَ وَأَھْلِ بَیْتِکَ الطَّیِّبِیْنَ وَأَزْوَاجِکَ الطَّاھرَاتِ وَأَصْحَابِکَ أَجْمَعِیْنَ

، وَسَائِرَ عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمة اللهِ وَبَرَكَاتُه ، يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّيْ أُشْهِدُ أَنَّكَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُه وَأَشْهَدُ أَنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَعَبَدْتَ رَبَّكَ حَتّٰى أَتَاكَ الْيَقِيْنُ ،جَزَاكَ اللهُ تَعَالىٰ عَنَّا وَعَنْ وَالِدِيْنَا وَعَنِ الْإِسْلَامِ خَيْرَ الْجَزَاءِ ، وَأَسْأَلُ اللهَ تَعَالىٰ لَكَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ وَالشَّفَاعَةَ الْعُظْمٰى فِيْ الْيَوْمَ الْمَشْهُوْدَ وَنَسْأَلُ اللهَ تَعَالىٰ أَنْ يَّغْفِرَلَنَا ذُنُوْبَنَا وَلآبَائِنَا

وَأُمَّهَاتِنَا وَلِأَقْرِبَائِنَا إِنَّه مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ وَهوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ.''

اگر روضۂ مبارکہ پر ازدحام و بھیڑ ہو تو مختصر سلام عرض کرنا مناسب ہے۔

اپنا سلام پیش کرنے کے بعد اپنے ماں باپ، عزیز و اقارب، دوست واحباب کا سلام بھی نام بنام پیش کرے، اگر کسی نے سلام پیش کرنے کو کہا ہو تو اس کا نام لے کر سلام عرض کرلے مثلاً یوں کہے:''السلام علیک یا رسول اللہ من فلان'' فلاں کی جگہ اس کا نام لے، اور اجمالی طور پر بہت سوں کا سلام پہنچانا ہو تو یوں کہے :''السلام علیک یا رسول اللہ منّی ومِمّن اوصانی بالسّلام علیک ورحمة اللہ وبرکاته.''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرچکے تو دو قدم دائیں طرف ہٹ کر آپ کے یار غار رفیق صادق اور خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اس طرح سلام پیش کرے:'' السلام علیک یا خلیفة رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) علی التحقیق أبا بکر

الصديق، السلام عليک يا صاحب رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ثاني اثنين إذهما فى الغار،السلام عليک يا من انفق ماله كله فى حب الله وحب رسوله صلى الله عليه وسلم حتى تخلل بالعباء رضى الله تعالىٰ عنک وارضاک احسن الرضا وجعل الجنة منزلک ومسكنک ومحلک ومأواک ."

اگر صلوۃ وسلام کی جگہ ازدحام ہو تو مختصر الفاظ کہکر آگے بڑھ جائے

۔مختصر الفاظ یہ ہیں ۔ السلام عليک يا ابابكر الصديق خليفةرسول الله ﷺ و رحمةالله و بركاته۔*حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام پیش کرنے کے بعد دائیں طرف کو اور دو قدم ہٹے اور یہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر یوں سلام پیش کرے:* السلام عليک ياأمير المؤمنين عمر بن الخطاب ، السلام عليک يا ناطقاً بالعدل والصواب ، السلام عليک يا شهيد المحراب ، السلام عليک يا مظهر دين الإسلام ، رضي الله تعالى عنک وأرضاک أحسن الرضا وجعل الجنة منزلک ومسكنک ومحلک ومأواک

.

وضاحت: *ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے جو صیغے لکھے ہیں یہ لوگوں کی آسانی کے لئے لکھدئے ہیں ان صیغوں کے ساتھ صلاۃ وسلام پیش کرنا ضروری نہیں جس کو جو صیغے یاد ہوں ان صیغوں سے سلام پیش کر سکتا ہے۔*

(۸۲) *صلاۃ وسلام پیش کرتے ہوئے آواز پست ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم*

کے پاس آواز بلند کرنا انتہائی بے ادبی ہے، اوراعمال اکارت ہونے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَن تَحۡبَطَ أَعۡمَٰلُكُمۡ وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَ ﴾ (الحجرات ٢)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ نبی سے اس طرح اونچی آواز سے بات کرو جیسے تم بعض بعض سے اونچی آواز سے بات کرتے ہو، ایسانہ ہو کہ تمہارے اعمال حبط ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

تنبیہ: بعضے لوگ روضہ اقدس علی صاحبہا الف الف صلوۃ کی زیارت کے وقت روضہ کی جالیوں کو ہاتھ لگاتے ہیں، یا بوسہ دیتے ہیں یہ سب امور ناجائز اور خلاف احترام ہیں۔ ایسی حرکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کرنا گستاخی ہے اور گستاخی اور بے ادبی کرنا بڑا گناہ ہے بعض ناواقف سجدہ تک کرتے ہیں خدا کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنا شرک ہے عظمت و احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے سلام پڑھنا چاہئے اور خیال رکھنا چاہئے کہ کوئی بے ادبی نہ ہو۔(معلم الحجاج ص ۳۷۱)

تنبیہ: آج کل بعض زائرین نے عجیب حرکت شروع کی ہوئی ہے، روضہ اطہر پر صلاۃ و سلام پیش کرنے حاضر ہوتے ہیں، تو اپنے موبائل کے کیمرے سے دمادم فوٹو لیتے رہتے ہیں۔ صلاۃ و سلام تو ادب و احترام کے ساتھ کیا پیش کریں گے، فوٹو لینے میں دل و دماغ مصروف رکھتے ہیں۔ اور اس بات کا بالکل لحاظ نہیں رکھتے کہ ہم کس مقام پر کھڑے ہیں۔ بے ادب بے نصیب ہوتا ہے۔ اور باادب بانصیب ہوتا ہے۔ یہ مقام ادب ہے یہاں پر اس قسم کی حرکت کرنا بہت بے ادبی کی بات ہے

۔لہذا ایسی حرکتوں سے بعض رہا جائے۔

(۸۳) صلاۃ وسلام پیش کرتے وقت تمام حاضرین کی راحت کا خیال رکھے، کسی کو دھکا نہ لگے، کسی کو بھی اذیت نہ پہنچے، یہ بہت ادب کا مقام ہے۔

(۸۴) مدینہ منورہ کے قیام کے دوران تلاوتِ کلام پاک اور ذکر اللہ کی کثرت کرے۔

(۸۵) درود شریف کی خوب کثرت رکھے، اگر روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے تو بہت اچھا ہے، ورنہ ۳۰۰ مرتبہ تو ضرور پڑھے مدینہ منورہ میں بعض ایسے حضرات بھی ہیں جو روزانہ دس ہزار بار درود شریف پڑھتے ہیں۔

(۸٦) مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازیں باجماعت تکبیر اولیٰ کیساتھ پڑھنے کی کوشش کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں جن میں سے ایک بھی فوت نہ ہوئی تو اس کیلئے یہ لکھ دیا جائے گا کہ وہ دوزخ سے بری ہے (یعنی اسے دوزخ سے نجات ہوگی) اور یہ کہ عذاب سے بری ہے اور نفاق سے بری ہے۔

(رواہ احمد ورواتہ رواۃ الصحیح)

(۸۷) مسجد نبوی میں جب حاضری ہو تو نہایت ادب ووقار کے ساتھ رہے، اور موبائل کی گھنٹی بند رکھے، یہ بہت ادب کا مقام ہے اور روضہ اطہر کے پاس اگر موبائل کی گھنٹی بجی تو اعمال ضائع ہو جانے کا شدید اندیشہ ہے۔

(۸۸) مسجد قبا میں حاضری دے اور وہاں نماز ادا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجد قبا میں ایک نماز ایک عمرہ کے برابر ہے۔(رواہ الترمذی

وقال حسن غريب)

(۸۹)جنت البقیع کی زیارت کرے اور اہل بقیع کو سلام کرے، اور اپنے اور ان کیلئے دعائے مغفرت کرے:''السَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنّا انِ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَلَا حِقُوْنَ ''

(۹۰) شہداء احد کی بھی زیارت کرے، اور وہی الفاظ سے سلام پڑھے جو جنت البقیع کے بیان میں گزرے۔

(۹۱) راستے میں تھوکنے سے پرہیز کرے۔ اور کوڑا وغیرہ نہ ڈالے، کیونکہ یہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مبارک ہے۔

(۹۲) اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹادے، کیونکہ یہ ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے، اور کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔

(۹۳)اہل مدینہ سے خاص محبت سے پیش آئے، اور اگر ان میں سے کسی کی طرف سے کوئی ناگوار بات پیش آجائے تو فوراًان کو درگذر کرتے ہوئے اپنے عیوب پر نظر ڈالے، اور ان پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہ کرے، اور اچھی طرح اس بات کو سمجھ لینا چاہئے کہ ان لوگوں کی حیثیت درباری کی سی ہے، یہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے رہنے والے ہیں، ان کی نسبت بہت اونچی ہے، اور جو حجاج کرام و معتمرین اور زائرین ہیں وہ سرکاری مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں، اگر بادشاہ کے گھر والوں کی طرف سے کوئی معاملہ پیش آئے اس کو برداشت کیا جاتا ہے، یہ درباری لوگ ہیں توبہ کرکے ذرا سی دیر میں ان کا معاملہ صاف ہو جائے گا، مقرب بن جائیں گے، ہم ان کا اکرام بھی کریں اور ان

کا احترام بھی کریں، اسی طرح بادشاہ کا کوئی مہمان ہو اس کی طرف سے کوئی معاملہ پیش آئے اس کو بھی برداشت کرتے ہیں تحمل کرتے ہیں، پھر یہ کہ ہم لوگوں کی یہاں حاضری تکمیلِ اصلاح کے لئے ہوئی ہے، اعتراض و تنقید کیلئے نہیں ہوئی ہے، اس کو مستحضر رکھا جائے تو معاملہ آسان ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۹۴) تمام گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے خاص طور سے بد نظری، غیبت اور چغلی، جھوٹ وغیرہ سے، اور دل کو تمام بُرے خیالات سے پاک رکھے۔

(۹۵) سفر سے واپس ہونے کے آداب

جب سفر سے واپس ہونے لگے تو حرمین شریفین سے رخصت ہوتے وقت کے کچھ آداب ہیں، اگر مدینہ شریف سے گھر واپسی ہو رہی ہے تو روانہ ہونے سے پہلے مسجد نبوی شریف میں آئے، تحیۃ المسجد ادا کرے اور رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں صلاۃ وسلام نہایت اداب کے ساتھ پیش کرے، اور صلاۃ وسلام سے فارغ ہو کر دائیں طرف کو ذرا ہٹ کر اور قبلہ رخ ہو کر یا ریاض الجنہ میں جاکر خوب آہ وزاری کیساتھ دعا کرے: یا اللہ میرے حج اور میری حاضری کو قبول فرمالیجئے، اور سفر حج میں جو بھی کمی کوتاہی، لغزشیں ہوئیں اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادیجئے، اور میرے حج کو مبرور بنادیجئے اور میری حاضری کو قبول فرمالیجئے، اور میری اس حاضری کو آخری حاضری نہ بنایئے اور بار بار مقبول حاضری نصیب فرمایئے:

(اللّٰهُمَّ لاَ تَجْعَلْ هذا آخِرَ العَهدِ بِمَسْجِدِ نَبِيِّک صلى الله عليه وسلم ويسرلي العودَ إليه وردنا إلىٰ أهلنا سالمين غانمين آمين برحمتک يا أرحم الراحمين) میرے اعمال تو قبولیت کے لائق نہیں

ہیں مگر آپ تو بڑے کریم ہیں اکرم الأکرمین ہیں ارحم الراحمین ہیں، میری نالائقیاں اور کوتاہیاں آپ اپنے فضل سے معاففرمادیجئے، (اللّٰهُمَّ إنَّ رَحْمتَکَ أوسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ ورَحْمَتَکَ أرْجَی عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِي)۔اور رونے کی کوشش کرے اور خوب آنکھوں سے آنسو بہائے کیونکہ یہ قبولیت کی علامت ہے۔

(۹۶)سواری سے گھر تک

جب سفر سے واپس ہونے لگے توسواری پر بیٹھ کر سواری کی دعا پڑھنے وہ دعا یہ ہے۔"اَلْحَمْدُ للهِ﴿ سُبْحَنَ ٱلَّذِی سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُۥ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ﴿١٤﴾ ﴾" (الزخرف: ۱۳-۱٤) اس کے بعدوہ دعا پڑھے جوسفر کوروانہ ہوتےوقت پڑھی تھی،یعنی اللّٰهمّ إنَّا نسئَلُکَ فِيْ سَفَرِنَا هَذَا البِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ أنْتَ الصَّاحِبُ فِيْ السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِيْ الْأَهْلِ وَالمَالِ وَ الْوَلَدِ ،اَللّٰهُمَّ إنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِيْ الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ "(مسلم، ابو داود ، صحیح ابن حبان)

اور جب روانہ ہوجائے توسفر کی دیگر دعاؤں اور مسنون آداب کا خیال رکھتے ہوئے ہربلندی پر"اللہ اکبر"تین بارکہے اور پھر یہ پڑھے: لا إلٰهَ إلاّ اللہ وَحدَهُ لاَ شَرِيکَ لَه لَه المُلکُ وَلَه الحَمدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيئٍ قَدِير، آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حامِدُونَ صَدَقَ

اللّٰهُ وَعْدَهُ ونَصَرَ عَبْدهُ وهزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ.(مشکوٰۃ شریف)

(۹۷)چاشت کے وقت اپنے شہر میں پہنچنے کی کوشش کرنا اوراپنے محلہ کی مسجد میں دو رکعتیں ادا کرنا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر واپس تشریف لاتے تو چاشت کے وقت (شہر مدینہ میں) تشریف لاتے، اور جب پہنچتے تو پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں ادا فرماتے، پھر تشریف رکھتے۔ (مسلم شریف)

(۹۸)سفر حج سے واپس ہوتے وقت یہ دعا پڑھے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ سے یا حج وعمرہ سے واپس تشریف لاتے تو ہر بلندی پر تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے، پھر یہ دعا پڑھتے" لَا إِلٰه إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه ، لَه الْمُلْكُ وَلَه الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ☆ آئِبُوْنَ تَائبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ ، لِرَبَّنَا حَامِدُوْنَ ، صَدَقَ اللّٰه وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَ هُ ،وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ۔ (صحيح البخارى باب ما يقول إذا رجع من الحج)

(۹۹)سفر سے واپس ہو کر جب گھر میں داخل ہو تو یہ پڑھے:

((اَوباً اَوباً لِّرَبِّنَا تَوْبَاً لاّ يُغَادِرُ عَلَيْنَا حُوبَاً))(الطبرانی)

(۱۰۰)جب کسی شہر یا بستی میں داخل ہونے لگے تو تین مرتبہ یہ پڑھے

اللّٰهمّ بٰارِک لَنَا فیها پھر یہ پڑھے: اللّٰهمّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنا إلیٰ إهلِها وحبِّبْ صَالِحِیْ أهلِهَا إلَیْنَا . (الطبرانی ،و البیهقی)

ایک ضروری بات بعض حجاج و معتمرین وغیرہ مسجد نبوی شریف سے باہر نماز پڑھ لیتے ہیں اندر جگہ ہونے کے باوجود ایسا کرنے سے جماعت کا تو ثواب ملے گا مگر مسجد کا ثواب نہیں ملے گا اگرچہ صفیں متصل ہوں، اور اگر صفیں متصل نہ ہوں تو نماز ہی نہیں ہوگی۔ اس لئے اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔

دعاء: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ بندہ کو اور تمام قارئین کو اپنی رضا کے اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور قبول فرمائے، اور بندہ کا یہ رسالہ اور دیگر تمام تصانیف کو اپنی رضاء کا سبب بنائے، اور اپنے بندوں کو بہت زیادہ نفع پہنچائے۔

آمین اللّٰهم اجعل أعمالی کلها صالحة واجعلها لوجهک خالصة ، ولا تجعل فیها لخلقک شیئا.آمین یارب العالمین.

﴿ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٢٩﴾ ﴾ الحج: ۲۹

تیسرا رسالہ

احکامِ طواف

باندازسوال وجواب

تالیف

مولانا مفتی عبدالرحمن کوثر مدنی مدظلہ العالی

ابن

حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي ونسلّم على رسوله الكريم

طواف کے فضائل

س: کعبہ شریف کے طواف کی کیا فضیلت ہے اس کے متعلق حدیث کی روشنی میں بتائیں؟

ج: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے طواف کے سات چکر کئے اوراچھی طرح اس کی گنتی کی تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا،اور میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ طواف کرنے والا جو بھی قدم رکھتا ہے اوراٹھاتا ہے تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھدی جاتی ہیں، اور دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں،اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔(رواہ احمد ۲/۳)

طواف کے اقسام اور ان کا حکم

س: طواف کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: طواف کی سات قسمیں ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ طوافِ رکن: عمرہ میں طواف کرنا عمرہ کا رکن ہے، اس کے بغیر عمرہ ادا نہیں ہو گا۔

۲۔ طوافِ فرض: یہ طوافِ زیارت یا طوافِ افاضہ کہلاتا ہے اور حج میں اس کو کرنا فرض ہے (حج کے ارکان میں سے ہے) اس کے بغیر حج ادا نہیں ہو گا، اس کا وقت دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذی الحجہ کے دن غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے تک ہے، اگر غروبِ آفتاب کے بعد کیا تو طواف تو ہو گیا مگر تاخیر کی وجہ سے دم لازم آئے گا۔

۳۔ طوافِ وداع: طوافِ وداع کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے باہر رہنے والے یعنی آفاقی پر حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنے وطن واپسی کے وقت طوافِ وداع

(یعنی رخصتی کا طواف) کرنا واجب ہے، البتہ حیض ونفاس والی عورتیں اس واجب سے مستثنیٰ ہیں، اگر وہ طہارت کے ایام تک رکنے پر قادر ہیں تو اُن کو یہ طواف کرنا چاہیئے ورنہ اگر ان کو سفر کرنا ناگزیر ہے تو پھر اُن سے یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے۔

۴۔ **طوافِ نذر:** اگر کسی نے طواف کی نذر مانی تو اب اس پر یہ طواف کرنا واجب ہے۔

۵۔ **طوافِ قدوم:** یہ طواف اُس آفاقی کے لئے مسنون ہے جو حجِ افراد یا حجِ قران کر رہا ہو، اور اہل مکہ اور وہ آفاقی جو تمتع کرنے والے ہوں ان کے لئے مسنون نہیں۔

٦۔ **طوافِ تحیۃ:** یہ طواف ہر اس شخص کے لئے مسنون ہے جو مسجد حرام میں داخل ہو چاہے حلال ہو یا حالت احرام میں ہو، لیکن معتمر (عمرہ کرنے والے (کیلئے) طواف عمرہ طوافِ تحیہ کے قائم مقام بھی ہو جائے گا اور طوافِ قدوم کرنے سے بھی یہ طوافِ تحیہ ادا ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک: ص۱۰۹، مناسک ملا علی قاری: ص۱۴۳)

۷۔ **طوافِ نفل:** یہ ہر شخص جب جی چاہے کر سکتا ہے اس کیلئے کوئی وقت کی قید نہیں۔

طواف کیلئے نیت شرط ہے

س: کیا طواف کیلئے نیت شرط ہے؟۔

ج: جی ہاں طواف کیلئے نیت شرط ہے، اگر کوئی بغیر نیت کے کعبہ شریف کے چاروں طرف چکر لگائے تو طواف نہ ہو گا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۱۰)

طواف کیلئے باوضو ہونا واجب ہے

س: کیا طواف باوضوء کرنا واجب ہے؟۔

ج: جی ہاں طواف باوضوء کرنا واجب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کو مثلِ نماز کے قرار دیا ہے، حدیث شریف میں ہے:

عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما أن النبیﷺ قال: الطواف بالبیت صلاة إلا أن الله أحل فیه المنطق ، فمن نطق فلا ینطق إلا بخیر . رواه ابن حبان والحاکم وغیرهما . (الإحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان ۹ /۱٤۳ رقم ۳۸۳٦، والمستدرک علی الصحیحین ۲ /۲٦۷)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کعبہ کا طواف کرنا نماز (کی طرح) ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ تم اس میں بات کر لیتے ہو، لہٰذا جو بات کرنا ہی چاہے تو اچھی بات کے سوا دوسری بات نہ کرے۔

س: اگر کوئی بلا وضوء طواف کرلے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اگر بلا وضو طواف کر لیا تو اسکو باوضوء لوٹانا واجب ہے، اگر دوبارہ نہ لوٹایا تو جزاء واجب ہو گی جسکی تفصیل جنایات میں بتائی گئی ہے۔

س: اگر طواف کرتے ہوئے وضوء ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟۔

ج: جاکر وضوء کرنا ضروری ہے اور جتنے چکر باقی رہ گئے ہوں انکو وضو کرنے کے بعد پورا کرلیں، اور جہاں وضو ٹوٹا تھا وضو کے بعد وہیں سے آکر بناء کرلے۔

وفی رد المحتار ص ۵۸۲ مطلب فی طواف القدوم : وإذا أعاد للبناء هل یبنی من محل انصرافه أو یبتدئ الشوط من الحجر؟ والظاهر الأول قیاساً علی من سبقه الحدث فی الصلاة،

ثم رأيت بعضهم نقله عن صحيح البخارى عن عطاء بن ابى رباح التابعى وهو ظاهر قول الفتح :بنى على ما كان طافه و انظر الغنية ص ۱۲۷۔ والله تعالى اعلم .

س: طواف کے اکثر چکر کرنے سے پہلے وضوء ٹوٹ جانے یا اکثر چکر کرنے کے بعد وضوء ٹوٹ جانے میں کچھ فرق ہے یا دونوں صورتوں میں حکم یکساں ہے؟

ج: دونوں صورتوں میں باقی چکروں کو پورا کرنا جائز ہے اور طواف کے اکثر چکر کرنے سے پہلے وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں از سرِ نو طواف پورا کرنا مستحب ہے۔

(رد المحتار مطلب فی طواف القدوم، وغنية الناسک :۱۲۷)

س: اگر کسی خاتون کو طواف کے دوران محسوس ہو کہ حیض شروع ہو گیا ہے تو کیا کرنا چاہئے؟۔

ج: طواف کو اسی جگہ ختم کر کے مسجدِ حرام سے باہر نکل جانا لازم ہے، پھر پاک ہونے کے بعد نہا کر از سرِ نو طواف کرنا چاہئے۔

س: عورت کو حج میں طواف کے موقع پر حیض یا نفاس آجائے تو کیا کرے؟

ج: اس مسئلہ میں تفصیل ہے جس کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) اگر طوافِ قدوم کرنا چاہتی ہے تو حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو بغیر طواف کیئے آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ روانہ ہو جائے، یہ طواف واجباتِ حج میں سے نہیں ہے، اگر بغیر عذر کے بھی چھوڑ دے تو حج ہو جائے گا، لیکن سنت چھوٹنے کی وجہ سے ثواب میں کمی آئے گی، اور عذر کی وجہ سے چھوٹنے کی وجہ سے بھی امید ہے کہ ثواب کم نہ ہو گا۔

(۲) اور اگر طوافِ زیارت کرنا چاہ رہی تھی کہ حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو پاک

ہونے تک انتظار کرنا لازم ہے، کیونکہ یہ طواف فرض ہے، اس کی تفصیل طوافِ زیارت کے مسائل میں آرہی ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

(۳) اور اگر طوافِ وداع کرنا چاہتی ہے کہ حیض ونفاس کا عذر شروع ہو گیا اور ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے تو اپنے محرم کے ساتھ روانہ ہو سکتی ہے، کیونکہ اس کے ذمہ سے یہ طواف اس حالت میں ساقط ہو جائے گا یعنی معاف ہو جائے گا۔

طواف کی ابتداء کرنے کا طریقہ

س: طواف کی ابتداء کا صحیح طریقہ بتائیں۔

ج: جب طواف کرنے کا ارادہ کرے تو خانۂ کعبہ کے اُس گوشہ کے قریب آجائے جس میں حجر اسود لگا ہوا ہے اور وہاں اس طرح کھڑا ہو جائے کہ داہنا کاندھا حجر اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو یعنی پورا حجرِ اسود طواف کرنے والے کی داہنی طرف رہے، اس طرح کھڑے ہو کر دل میں طواف کی نیت کرے اور زبان سے یہ الفاظ کہہ لے تو اچھا ہے: اللّٰھمّ إنّی أُرِیدُ طوافَ بَیْتِک فَیَسِّرہ لِیْ وَ تقَبَّلْہ مِنِّیْ.

نیت کرتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے کیونکہ ایسا ثابت نہیں ہے، اور اس کو بدعت میں شمار کیا گیا ہے۔ (غنیۃ)

نیت کر کے ذرا سا دائیں طرف کھسکے تاکہ حجرِ اسود کے بالکل سامنے آجائے، پھر نماز کی نیت کے وقت جس طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں اُسی طرح کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا پڑھے: بسم اللہ واللہ أکبر لآ إلٰہ إلّا اللہ، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا کہ اے عمر! تم طاقت ور آدمی ہو حجرِ اسود پر مزاحمت نہ کرنا تاکہ کمزور آدمی کو تکلیف نہ پہنچے، اگر موقع مل جائے تو

استلام کر لیا کرو، ورنہ استقبال کر کے تکبیر تہلیل کہہ لیا کرو۔

(رواہ احمدوالبیھقی، نصب الرایۃ ۳ / ۳۸)

فائدہ: تکبیر سے مراد اللہ اکبر ہے اور تہلیل سے مراد لا إلٰہ إلّا اللہ ہے۔

تکبیر و تہلیل کے بعد یہ کہے: اللّٰھمّ إیماناً بِک وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِک وَوَفاءً بِعَھْدِک واتِّباعاً لِسُنۃِ نَبیّک مُحَمّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، (إن ذلک مروی عن جابرٍ مرفوعاً وعن علی وعن عمررضي اللہ تعالی عنہ موقوفاً) اس کے بعد اگر موقع ہو تو حجرِ اسود کا بوسہ لے لے ۔ کسی مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے، بغیر دھکا دیئے اور بغیر کسی کو تکلیف دیئے بوسہ میسر ہو جائے تو بوسہ لینا افضل ہے۔

س: اگر کوئی ہجوم کی وجہ سے بوسہ نہ لے سکے تو کیا کرے؟

ج: دونوں ہاتھوں کو حجر اسود پر لگا کر ہاتھوں کو چوم لے اور اگر دونوں ہاتھ حجرِ اسود پر لگانے کا موقع نہ ہو تو داہنا ہاتھ لگالے اور اسکو چوم لے۔

س: اگر ہجوم اس قدر ہو کہ داہنا ہاتھ بھی لگانے کا موقع نہ ہو تو کیا کرے؟

ج: اشارہ سے کام چلائے، اور ایسی صورت میں دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرے کہ ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف رہے اور یہ نیت کرے کہ حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر و تہلیل کہے اور ہتھیلیوں کا بوسہ لے لے۔ (معلم الحجاج)

واجباتِ طواف

س: واجباتِ طواف کتنے ہیں؟

ج: واجبات طواف سات ہیں:

(۱) حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاک ہونا۔ (یعنی بلا وضو یا جنابت، حیض و نفاس کی حالت میں نہ ہونا)

(۲) طواف میں ستر عورت ہونا یعنی ناف سے لے کر گھٹنہ سے نیچے تک چھپا ہوا ہونا۔

نوٹ: ستر عورت کو واجبات میں اس لئے شمار کیا جاتا ہے کہ طواف کی حالت میں ستر عورت نہ ہونے سے جزا لازم ہوتی ہے ورنہ ستر عورت مطلق طور پر فرض تو ہے ہی۔

(۳) جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کا پیدل چل کر طواف کرنا، خواہ طواف نفلی ہی ہو)

(۴) حجرِ اسود سے طواف شروع کرنا۔

(۵) اور اس طرح طواف کے چکر پورے کرنا کہ بائیں طرف کا کاندھا کعبہ شریف کی طرف ہو۔

(۶) حطیم شامل کر کے طواف کرنا، یعنی حطیم کے باہر سے طواف کرنا۔

(۷) طواف کے سات چکر پورے کرنا۔ (طواف کے اکثر چکر یعنی چار کرنا فرض ہے اور باقی تین ملا کر سات پورے کرنا واجب ہے)۔ چنانچہ عمرہ کا ایک چکر بھی چھوڑ دیا تو دم لازم ہے غنیہ ص ۲۷۶ میں ہے. وكذا لوترک الأقل منه ولو شوطا لزمه دم. (غنیۃ الناسک: ۱۱۲-۱۱۶)

طواف کی سنتیں

س: طواف کی سنتیں بیان فرمائیں؟

ج: طواف کی سنتیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

(۱) اضطباع کرنا یعنی داہنا کاندھا کھلا رکھنا۔

(۲) طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا (یعنی قریب قریب قدم رکھتے ہوئے کاندھوں کو خوب پہلوانوں کی طرح ہلاتے ہوئے تیزی سے چلنا اور باقی چکروں میں عام رفتار سے چلنا۔

(۳) طواف شروع کرتے وقت حجرِ اسود کے سامنے منہ کرنا سنت ہے، لیکن طواف کے درمیان میں ہر چکر میں جب حجرِ اسود کے محاذات یعنی سامنے آئے تو حجرِ اسود کی طرف منہ کرنا مستحب ہے۔ (کمافی الغنیۃ) لیکن اس بات کا خیال رہے کہ حجرِ اسود کی طرف جب منہ کرے تو اپنے قدم اپنی جگہ جمالے اور جب آگے بڑھنے لگے تو فوراً اپنا بایاں کاندھا کعبہ کی طرف کرلے، پھر آگے کی طرف طواف پورا کرے۔

(۴) حجرِ اسود کے سامنے تکبیر کہنا مطلقاً سنت ہے۔

(۵) طواف شروع کرتے وقت ابتداء میں حجرِ اسود کے سامنے کھڑے ہو کر تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کا کانوں تک یا کاندھوں تک اٹھانا، لیکن طواف کی نیت کرتے وقت ہاتھ اٹھانا مسنون نہیں ہے بلکہ بدعت ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا ثبوت نہیں ہے۔

(غنیۃ الناسک: ص۱۱۹، ومناسک ملا علی قاری: ص۱۶۹)

(۶) حجرِ اسود کا استلام یعنی حجر اسود کا بوسہ لینا۔

(۷) طواف کرنے اور طواف کی دو رکعت پڑھنے اور زمزم پینے کے بعد اگر سعی

کرنا ہے تو اس کے لئے الگ سے حجرِ اسود کا استلام کرنا۔

(۸) موالات یعنی پے در پے طواف کے تمام چکر پورے کرنا، یعنی ساتوں چکروں کے درمیان کوئی فصل نہ ہو۔

(۹) بدن ولباس ومکانِ طواف کا نجاستِ حقیقیہ سے پاک ہونا سنتِ موٴکدہ ہے۔

طواف کے مستحبات

س: طواف کے مستحبات کیا کیا ہیں بیان فرمائیں۔

ج: مستحباتِ طواف درجِ ذیل ہیں:

(۱) طواف حجرِ اسود کے داہنی طرف سے شروع کرنا۔

(۲) تین بار حجرِ اسود کا بوسہ لینا، اور تین دفعہ اس پر سجدہ کرنا۔(کمافی الغنیۃ ومناسک ملا علی قاری) یعنی حجر اسود کا بوسہ لینا تو سنت ہے، اور بوسہ کے ساتھ حجر اسود پر سجدہ کرنا بھی مستحب ہے۔ جیسا کہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: قال ابن عباس رضي الله عنهمارأيت عمربن الخطاب رضي الله تعالى عنه قبل وسجد عليه (أي على الحجر) ثم قال رأيت رسول الله ﷺ فعل هكذا ففعلت)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو میں نے دیکھا کہ آپ نے حجرِ اسود کا بوسہ لیا اور پھر اس پر سجدہ کیا اور فرمایا: میں نے ایسا کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس لئے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

تنبیہ: یہ سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے نہ کہ حجرِ اسود کے لئے، حجرِ اسود اللہ کی مخلوق ہے اور سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے، آنحضرت ﷺ نے حجرِ اسود پر جو سجدہ فرمایا یہ اللہ ہی کے لئے تھا جیسا کہ زمین پر سجدہ کیا جاتا ہے وہ

بھی اللہ تعالی ہی کے لئے ہوتا ہے، لہذا ہمیں بھی اتباع سنت میں حجر اسود پر سجدہ کرنا چاہیئے، بشرطیکہ موقع مل جائے۔

(۳) بغیر بوسہ لئے اور پیشانی لگائے رکنِ یمانی کا صرف استلام کرنا (یعنی ہاتھ سے چھونا)۔

(۴) طواف کرتے وقت ماثورہ دعائیں اور اذکار کا پڑھنا۔

(۵) طواف میں دعائیں اور اذکار کا آہستہ پڑھنا۔

(٦) مرد کے لئے مستحب یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کے قریب ہو کر طواف کرے بشرطیکہ اس سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

(۷) طواف شاذروان (بیت اللہ کے پشتہ) کے باہر سے کرنا۔

(۸) اگر طواف کا اکثر حصہ یعنی چار چکر پورے کرنے سے پہلے ترک کر دیا، خواہ عذر سے کیا ہو یا بغیر عذر کے، یا پورا طواف یا اس کا بعض حصہ مکروہ طریقہ پر ادا کیا ہو تو ان صورتوں میں طواف نئے سرے سے کرنا۔

(۹) غیر ضروری مباح کلام کو ترک کرنا کیونکہ یہ خشوع خضوع کے منافی ہے۔

(۱۰) ہر وہ کام ترک کرنا جو خشوع و خضوع کے منافی ہو۔

(۱۱) ہر اس چیز سے نظر کو بچانا جو حضورِ قلب اور دل کی جمعیت میں مخل ہو۔

(۱۲) اپنے طواف کو ہر اس چیز سے پاک صاف رکھنا جس کو شریعت پسند نہیں کرتی، خواہ وہ قول ہو یا فعل ہو، ظاہری ہو یا باطنی۔

(۱۳) ہر طواف کے ختم پر ملتزم سے چمٹنا (یعنی سات چکر مکمل کرنے کے بعد)۔

(۱۴) نماز دوگانہ طواف پڑھنے کے بعد زمزم پینا۔

(۱۵) جس طواف کے بعد سعی کرنا ہے اس طواف و دوگانہ طواف کے بعد سعی

کے لئے جانے سے پہلے حجرِ اسود کا استلام کرنا، ہاں اگر سعی نہیں کرنی ہے تو پھر یہ استلام نہ کرے۔(غنیۃ الناسک)

(۱۶) طواف میں نزدیک نزدیک قدم رکھنا تاکہ قدموں کی تعداد بڑھ جائے کیونکہ ہر قدم پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دئے جاتے ہیں۔

(رواہ الإمام احمد)

فائدہ: اگر کسی نے شدید گرمی میں طواف کیا تو اس میں مشقت بڑھ جانے کی وجہ سے زیادہ اجر ہے کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمرہ کے بارے میں فرمایا: تمہیں اجر تمہاری مشقت اور خرچ کے بقدر ملے گا۔(رواہ الحاکم)

لیکن حدیث شریف کا یہ مطلب نہیں کہ عمداً مشقت کو اختیار کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر زیادہ تکلیف پہنچ گئی تو زیادہ اجر ہے، اور جس کو شدید گرمی برداشت نہ ہو وہ جان بوجھ کر ایسا بالکل ہی نہ کرے، اور بارش کی حالت میں طواف کرنے کی زیادہ فضیلت ہے کیونکہ یہ نزولِ رحمت کا خاص وقت ہوتا ہے اور مقبولیتِ دعا کا بھی۔

طواف کے محرمات

س: محرماتِ طواف یعنی وہ چیزیں جو طواف میں حرام ہیں بیان فرمائیں۔

ج: وہ چیزیں جو طواف کرنے والے کے لئے حرام ہیں آٹھ ہیں:

(۱) حدثِ اکبر یعنی جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں طواف کرنا سخت حرام ہے، اور حدثِ اصغر (بے وضو ہونے) کی حالت میں طواف کرنا بھی حرام ہے لیکن بہ

نسبت حدث اکبر کے کم درجہ ہے۔
(۲) بالکل ننگا ہونے یا اس قدر ستر عورت کھلا ہونے کی حالت میں طواف کرنا جس قدر ستر کھلا ہونے سے نماز نہیں ہوتی، یعنی چوتھائی عضو کی مقدار یا اس سے زیادہ کھلا ہونا، یا ایسا تنگ لباس پہننا جو جسم سے چپٹا ہوا ہو۔
(۳) بلا عذر سوار ہو کر یا کسی کے کاندھے وغیرہ پر چڑھ کر یا پیٹ یا گھٹنوں کے بل چل کر یا منکوس (اُلٹا ہو کر) یا معکوس (اُلٹی سمت سے) طواف کرنا۔
(۴) طواف کرتے ہوئے حطیم کے درمیان سے گزرنا اور حطیم کو طواف میں شامل نہ کرنا، یعنی حطیم کے باہر سے طواف نہ کرنا۔
(۵) طواف کا کوئی چکر یا چکر کا کچھ حصہ ترک کر دینا، لیکن طواف کے چار چکروں کا چھوڑ دینا حرام ہے، اور تین یا تین سے کم چکروں کا چھوڑ دینا مکروہِ تحریمی ہے، اگرچہ نفلی طواف ہو، ایسا کرنے سے توبہ اور قضاء یا جزاء واجب ہو گی۔

(٦) حجرِ اسود کے علاوہ کسی اور جگہ سے طواف شروع کرنا، اگرچہ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان سے شروع کرے، وهذا على قول من قال من اهل العلم بوجوب ابتداء الطواف بالحجر الأسود وأما من يرى من العلماء سنية الإبتداء بالحجر الأسود فيكون الإبتداء بغيره مكروها لاحراماً والذى اخترناه هو القول الأول أي الوجوب .
(۷) بیت اللہ شریف کی طرف سینہ کر کے طواف کا کچھ حصہ ادا کرنا بھی حرام ہے، البتہ استلام کی حالت اس سے مستثنٰی ہے۔
(۸) طواف میں جو چیزیں واجب ہیں ان میں سے کسی کو ترک کرنا۔
تنبیہ: آج کل پتلونوں کی بعض قسمیں نکلی ہیں، کہ ان سے بے حیائی ٹپکتی ہے او

رستر کا حصہ نمایاں ہوتا ہے، ایسا لباس پہننے والے خود بھی گناہ گار ہوتے ہیں، اور دوسروں کو بھی گناہ میں مبتلا کرتے ہیں، نیز خواتین کو بھی دورانِ طواف پردہ کا اہتمام کرنا چاہیئے، اور حالتِ احرام میں بھی چہرہ پر کوئی چیز لگا کر پردہ کرلیں تاکہ غیر محرم مردوں کی نظر نہ پڑے، اور مردوں کے طواف میں خشوع وخضوع میں خلل واقع نہ ہو۔

بعض خواتین باریک کپڑے پہنتی ہیں جس سے جسم جھلکتا ہے، اسی طرح بعض بہت زیادہ چست اور ٹائٹ کپڑے پہنتی ہیں، اور بعض بلا برقعہ کے حرمین شریفین حاضر ہوجاتی ہیں اور طواف بھی اسی حالت میں کرتی ہیں یہ بڑی افسوس ناک بات ہے، ایسی خواتین کتنے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی ہیں۔ إِنَّا لله وَإِنَّا إِلَيْه رٰجِعُوْنَ۔

طواف کے مکروہات

س: مکروہات طواف بیان فرمائیں

ج: جو چیزیں طواف میں مکروہ ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) فضول اور بے فائدہ کلام کرنا اور بلا ضرورت بات چیت کرنا۔

(۲) خرید وفروخت کرنا، یہ مسجد میں مطلقاً منع ہے اور طواف کی حالت میں تو اس سے اور زیادہ گریز کرنا لازم ہے۔

(۳) کوئی ایسا شعر پڑھنا جو حمد وثنا، افادۂ عام، نصیحت اور ترغیب وترہیب سے خالی ہو، اور بعض کے نزدیک مطلقاً شعر پڑھنا مکروہ ہے۔

(۴) ذکر یا دعا یا قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرنا، یا کسی اور وجہ سے آواز

بلند کرنا جس سے طواف کرنے والوں اور نمازیوں کو تشویش ہو۔

(۵) ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا۔

(۶) جس طواف میں رمل اور اضطباع کرنا سنت ہے اس میں رمل اور اضطباع کو بلا ضرورت ترک کرنا۔

(۷) استلام مسنون یعنی حجرِ اسود کا استلام ترک کرنا، بغیر عذر استلام کے ترک سے برائی کا مرتکب ہو گا۔

(۸) اگر کوئی شخص طواف کی نیت حجر اسود کے بالمقابل آنے سے پہلے کرے تو اس وقت دونوں ہاتھوں کا اٹھانا چاروں اماموں کے نزدیک بدعتِ مکروہ ہے، لیکن اگر حجرِ اسود کے بالمقابل آکر تکبیر کے متصل طواف کی نیت کرے تو اس وقت تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

(۹) اپنی داہنی طرف مڑنے سے پہلے یعنی استقبالِ بیت اللہ کی حالت ہی میں طواف شروع کر دینا۔

(۱۰) طواف کے چکروں میں زیادہ فاصلہ کرنا خواہ ایک دفعہ ایسا کرے، یا کئی دفعہ کیونکہ اس سے موالات (لگاتار) ہونا ترک ہو جائے گا۔

(۱۱) طواف کرتے ہوئے بیت اللہ کے کناروں پر یا کسی اور جگہ دعا کے لئے کھڑا ہونا، کیونکہ طواف کے چکروں اور ہر چکر کے اجزاء کا لگاتار ہونا سنت موکدہ ہے، اسکے خلاف کرنے سے مکروہ کا ارتکاب لازم آئے گا۔

(۱۲) طواف کے دوران میں کھانا، کیونکہ یہ بھی طواف کے لگاتار ہونے اور حسنِ ادائے گی کے خلاف ہے، اور بعض فقہاء نے طواف کے دوران پانی وغیرہ پینے کو بھی مکروہ کہا ہے، لیکن اکثر فقہاء کے نزدیک طواف کے دوران پانی پینا مکروہ نہیں

ہے کیونکہ اس میں بہت تھوڑا وقت لگتا ہے جو موالات کے منافی نہیں ہے۔

(۱۳) دو یا زیادہ طوافوں کو اکٹھا کرنا اور ان کے بیچ میں دوگانہ نہ پڑھنا۔

(۱۴) خطبہ کے وقت مطلقاً طواف کرنا مکروہ ہے خواہ خاموش رہ کر ہی کرے۔(غنیۃ)

(۱۵) فرض نماز کی تکبیرِ اقامت ہونے کے وقت طواف شروع کرنا بلاشبہ مکروہ ہے، لیکن اگر کسی نے پہلے سے شروع کیا ہو اور تکبیرِ اقامت ہو جائے تو اگر اس کو پورا کر کے نماز میں شامل ہونا اور پوری جماعت کو پالینا ممکن ہو تو اس کو پورا کر لینا اولی ہے، اور یہ جب ممکن ہے کہ آخری، چکر ہو اور پورا ہونے والا ہو، ورنہ نماز میں شامل ہو جائے، پھر نماز کے بعد اسی جگہ سے طواف کی تکمیل کر لے، اس چکر کو از سر نو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔(کماذکرہ فی الغنیۃ ص ۱۲۷)

(۱۶) چھوٹے یا بڑے استنجے یا دونوں کے تقاضے یا ہوا خارج ہونے کے غلبہ کے وقت طواف کرنا مکروہ ہے (جیسا کہ نماز پڑھنا مکروہ ہے)، نیز بھوک یا غصہ کی حالت میں بھی طواف کرنا مکروہ ہے، کیونکہ ان حالتوں میں خشوع وخضوع حاصل نہ ہو سکے گا۔

(۱۷) طواف کے لئے کمر میں پٹکا باندھنا، مگر جس کو عذر ہو اس کا حکم الگ ہے۔

(۱۸) طواف کی حالت میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا اور طواف میں نماز کی طرح ہاتھ باندھنا، اور کولہے یا گردن پر ہاتھ رکھنا وغیرہ۔

(۱۹) بلاضرورت طواف سے باہر نکلنا۔

(۲۰) رکن یمانی (کا اگر استلام نہ کر سکے یعنی ہاتھ نہ لگا سکے، تو اس) کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرنا۔(شرح اللباب ۱۶۵، وعمدۃ الفقہ: ص ۱۸۹ تا ۱۹۱ بتصرف یسیر)

(۲۱) حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے علاوہ کسی اور جگہ کا استلام کرنا۔
(۲۲) بلا عذر جوتے پہن کر طواف کرنا ترکِ ادب و مکروہ ہے لیکن مشقت اور تکلیف کی ضرورت سے ہو تو مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ جوتے پاک ہوں اور ایسے سخت قسم کے نہ ہوں کہ جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے، اور (غیر محرم کے لئے) موزے پہن کر طواف کرنا مکروہ نہیں۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۸۹ تا ۱۹۱)

طواف کے منکرات

س: منکراتِ طواف کیا کیا ہیں؟

ج: طواف کے منکرات بیان کئے جاتے ہیں:

(۱) رکن یمانی اور رکن شامی کا استلام اور ان کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے، بلکہ باتفاق ائمہ اربعہ بدعت ہے۔
(۲) ایک بدعت منکرہ جو اکثر ناواقف لوگ کرتے ہیں یہ ہے کہ طواف کرنے سے پہلے بیت اللہ شریف کو لپٹتے اور چومتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ ہے کہ حجر اسود سے طواف شروع کیا جائے، اس کے علاوہ کسی اور عمل سے طواف کی ابتدا کرنا سنت کے خلاف ہے۔
(۳) مقامِ ابراہیم (علیہ السلام) کا بوسہ نہ لے اور نا ہی اس کا استلام کرے، کیونکہ ایسا کرنا سنت سے ثابت نہیں، اس لئے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مناسک میں اس کو ممنوع لکھا ہے۔
(۴) عورتیں مردوں میں مل جل کر چلتی ہیں، اور بسا اوقات وہ اپنے اعضاءِ ستر بھی کھلا رکھتی ہیں جس سے دیگر طواف کرنے والوں کو بھی گنہگار کرتی ہیں، اور بسا اوقات ان کے جسم کے اعضاء غیر مردوں سے مس ہو جاتے ہیں، عورتوں کو

چاہیئے کہ ایسے وقت میں طواف کریں جب بھیڑ نہ ہو، یا ذرا فاصلہ سے طواف کریں، نیز طواف کرنے میں بھی پردہ کا خاص اہتمام کیا کریں۔

(۵) طواف شروع کرنے سے پہلے یا درمیانِ طواف بہت سے لوگ حجرِ اسود پر بوسہ لینے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ سخت بھیڑ ہوتی ہے، تب بھی دوسروں کی تکلیف کی پرواکئے بغیر گھس جاتے ہیں اور زبردستی بوسہ لینے کو بڑا کمال سمجھتے ہیں، حالانکہ بوسہ لینا سنت ہے اور دوسروں کو تکلیف دینا حرام ہے، ایک سنت حاصل کرنے کیلئے حرام کا ارتکاب کیا عقلمندی ہے؟

(۶) عورتیں بھی حجرِ اسود کا بوسہ لینے کے لئے ایسے گھس جاتی ہیں کہ لگتا ہے کہ عورتیں نہیں مرد ہیں، خود بھی گنہگار ہوتی ہیں، اور دوسروں کو بھی گنہگار کرتی ہیں ۔

(۷) بعض بڑے لوگوں کو طواف کرانے کے لئے خاص معاملہ یہ کیا جاتا ہے کہ ہٹو بچو والی کیفیت ہوتی ہے، بڑے عہدہ و منصب والے کسی شخص کے طواف کے وقت دوسرے عام لوگوں کو ہٹایا جانا اس فعل کو بھی علماء نے منکرات میں سے لکھا ہے۔

(۸) بہت سے لوگ طواف میں جلدی کرتے ہیں اور جلدی سے طواف کرنے کو زیادہ اجر وثواب سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے جلدی طواف کی وجہ سے بہت سے طواف کرنے والوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے۔

(۹) بہت سے لوگ طواف میں بھیڑ کے وقت بسا اوقات اپنا رُخ یا پیٹھ بیت اللہ شریف کی طرف کر لیتے ہیں اور چند قدم اسی حالت میں آگے بڑھ جاتے ہیں، ایسا ہو جانے سے اُن کا طواف ناقص رہ جاتا ہے ایسا کرنے سے پرہیز لازم ہے۔

(۱۰) بعض عورتیں طواف کے دوگانہ مقام ابراہیم یا حطیم میں پڑھنے کے لئے مزاحمت کرتی ہیں اور شوق میں اپنے ہوش بھی کھو بیٹھتی ہیں، یہ سخت غلطی ہے ۔(عمدۃ الفقہ: ص ۱۹۱ تا ۱۹۴) بتصرف یسیر۔

فائدہ: مقامِ ابراہیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے اگر ہجوم کی وجہ سے نوافل پڑھنے کا موقعہ نہ ہو تو حرم شریف میں کہیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

طواف کے کچھ متفرق مسائل

اضطباع کے مسائل

س: اضطباع کسے کہتے ہیں اور کب کرنا چاہئے؟

ج: اضطباع یہ ہے کہ اوپر کی چادر کے داہنے پلے کو داہنے بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال دیں اس طرح کہ داہنا کاندھا کھلا رہے اور دونوں پلے بائیں کاندھے پر پڑے رہیں۔ طواف شروع کرنے سے پہلے اضطباع کر لینا چاہئے۔

س: اضطباع طواف کے کتنے چکروں میں رہیگا؟

ج: اضطباع طواف کے ساتوں چکروں میں رہیگا۔

س: اضطباع کس طواف میں مسنون ہے؟

ج: جس طواف کے بعد سعی کرنا ہو اس میں اضطباع مسنون ہے اور یہ اِحرام کے ساتھ خاص ہے، اگر کوئی طوافِ زیارت حج کے اِحرام سے حلال ہونے کے بعد کر رہا ہے اس صورت میں اضطباع نہ ہو گا، اگرچہ طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنا ہو کیونکہ اضطباعِ اِحرام کے ساتھ خاص ہے۔

س: بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ احرام باندھنے کے عام حالات میں بھی اضطباع

کر کے رکھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

ج: یہ لاعلمی کیوجہ سے ایسا کرتے ہیں ان کو مسئلہ معلوم نہیں ہوتا، اضطباع طواف کے علاوہ اور کسی حالت میں مسنون نہیں ہے اور نہ ہر طواف میں مسنون ہے، جس طواف میں مسنون ہے اسکو ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے۔

س: کیا طوافِ زیارت میں رمل واضطباع ہو گا؟

ج: اگر کوئی شخص احرام سے حلال ہوئے بغیر طوافِ زیارت کر رہا ہے اور اس نے پہلے سعی نہ کی ہو تو اس صورت میں رمل اور اضطباع دونوں کرنا ہوں گے۔ (غنیۃ الناسک ص۱۱۸)

تنبیہ: طوافِ زیارت رمی وذبح وحلق کے بعد مسنون ہے، اگر کوئی طواف پہلے کرلے گا طواف تو ادا ہو جاے گا لیکن سنت کی خلاف ورزی لازم آئی گی جس سے بچنا چاہئے۔

استلام کا معنی

س: استلام کا کیا معنی ہے؟

ج: استلام کہتے ہیں حجر اسود کا بوسہ لینے کو یا اس کو ہاتھ لگانے کو۔

رکن یمانی کا استلام کرتے وقت بیت اللہ کی طرف رخ کرنا

س: رکن یمانی کا استلام یہ ہے کہ چہرہ منہ اور سینہ بیت اللہ شریف کے سامنے کئے بغیر صرف دونوں ہاتھ لگائیں، یا صرف داہنا ہاتھ لگائیں، کیا یہ مسئلہ

صحیح ہے؟ استلام کے وقت کچھ نہ کچھ حصہ تو بیت اللہ شریف کی طرف ہو جائے گا؟

ج: استلام رکن یمانی کے وقت استقبال بیت اللہ کرے، لیکن استلامِ رکن یمانی (یعنی اس کو ہاتھ لگانے) کے بعد فوراً استقبال بیت ختم کرکے اپنا بایاں کاندھا بیت اللہ شریف کی طرف کرلے، غنیۃ الناسک میں ہے ص۶۰ لیس شیء من الطواف یجوز عند نا مع استقبال البیت فإذا استقبله عند استلام أحد الرکنین ینبغی أن یقر قدمیه فی موضعهماحالة الاستقبال .الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(احسن الفتاوی ج۴/ص۵۵۷)

حجرِ اسود کا بوسہ لینے کی فضیلت

س: حجرِ اسود کا بوسہ لینا کیا فضیلت رکھتا ہے اسکے بارے میں ہمیں احادیث کی روشنی میں بتائیں۔

ج: حجر اسود کا بوسہ لینا بڑی فضیلت والا عمل ہے۔ حدیث شریف میں ہے: عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول اللهﷺ : لیبعثن الله هذا الرکن یوم القیامة له عینان یبصر بهما ولسان ینطق به یشهد علی من استلمه بحق.

(صحیح ابن خزیمة رقم: ۲۷۳۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس رکن (یعنی حجر اسود) کو اللہ (تعالیٰ) قیامت کے دن اس حال میں اٹھائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا، اور زبان

ہو گی جس سے وہ بولے گا، گواہی دے گا اس کے حق میں جس نے اس کا استلام حق کے ساتھ کیا ہو۔ (استلام سے مراد بوسہ لینا ہے اور حق کے ساتھ کا مطلب یہ کہ ایمان و تصدیق کے ساتھ یہ استلام کیا ہو)

حجرِ اسود پر اگر خوشبو لگی ہوئی ہو

س: بسا اوقات حجر اسود پر خوشبو لگی ہوئی ہوتی ہے تو حالتِ احرام میں استلام کیسے کرے؟

ج: اس حالت میں استلام نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کا بوسہ لے لینا چاہئے ۔ کیونکہ محرم کیلئے خوشبو کا استعمال نا جائز ہے ،ہاں اگر حالتِ احرام میں نہیں ہے تو حجرِ اسود پر خوشبو لگی ہوئی حالت میں بوسہ لینا درست ہے۔

دورانِ طواف کعبہ کو دیکھنا

س: طواف کرتے وقت کعبہ شریف کو دیکھنے کا کیا حکم ہے ؟۔

ج: طواف کرتے ہوئے کعبہ شریف کو دیکھنا خلافِ ادب ہے، اس لئے فقہاء نے اسکو منع لکھا ہے۔

طواف میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنا مستحب ہے، بیت اللہ شریف کی طرف یا اور کسی دوسری طرف نظر کرنا مستحب کے خلاف ہے۔

(غنیۃ ۶۵)

دورانِ طواف کعبہ کی طرف پشت وسینہ کرنا منع ہے

س: طواف کرتے وقت کعبہ شریف کی طرف سینہ کرنیکا کیا حکم ہے؟

ج: حالتِ طواف میں کعبہ شریف کی طرف سینہ کرنا یا پشت کرنا ممنوع ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو جتنے حصہ میں سینہ یا پیٹھ کعبہ کی طرف کی ہے اُتنے حصہ کا طواف نہ ہو گا، بعض لوگ ساتویں چکر کے اخیر میں مطاف سے نکلنے کی جلدی میں کعبہ کی طرف پشت کر لیتے ہیں تو ان کا طواف ناقص رہ جاتا ہے۔

مسائل رمل

س: رمل کسے کہتے ہیں؟۔

ج: رمل کا مطلب یہ ہے کہ اکڑ کر کاندھے ہلاتے ہوئے کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھتے ہوئے پیر کے اگلے حصہ (یعنی پنجوں) پر چلے۔

س: کس طواف میں رمل کرنا مسنون ہے؟

ج: جس طواف کے بعد سعی کرنا ہو اسکے شروع کے تین چکروں میں رمل کرنا مسنون ہے۔

س: اگر طواف میں اتنا ہجوم ہو کہ رمل نہ کر سکے تو کیا کرے؟

ج: ہجوم کم ہونیکا انتظار کرے اور جب ہجوم کم ہو جائے تو رمل کے ساتھ طواف کرنا چاہئے، تاکہ سنت کے مطابق عمل ہو جائے، اور اگر ہجوم کم ہونیکی امید نہیں ہے تو انتظار کرنے کا فائدہ نہیں، طواف شروع کر کے اپنی کوشش کے مطابق پنجوں پر چل کر رمل کرے۔

س: اگر ضعیف یا بوڑھا آدمی رمل نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: عذر کی وجہ سے رمل نہیں کر سکا تو کوئی حرج نہیں۔

س: جس شخص نے رمل کے ساتھ طواف شروع کیا پھر اتنا ہجوم ہو گیا کہ رمل پورا نہیں کر سکتا تو کیا حکم ہے؟

ج: رمل کے بغیر طواف کو پورا کرلے، ہجوم کا ہونا عذر شمار ہو گا، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

س: جو شخص بغیر کسی عذر کے رمل نہیں کرے تو کیا اسکا طواف ہو جائیگا؟

ج: طواف تو ہو جائیگا لیکن اجر و ثواب میں سنت چھوڑنے کی وجہ سے کمی آئیگی۔

س: جو شخص رمل کرنا بھول گیا ایک یا دو چکر کرنے کے بعد یاد آیا تو اب کیا کرنا چاہئے؟

ج: تین چکروں میں سے جتنے چکر باقی ہوں ان میں رمل کرنا چاہئے اگر شروع کے تین چکروں کے بعد رمل یاد آیا تو اب رمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ رمل صرف شروع کے تین چکروں میں سنت ہے اور آخر کے چار چکروں میں رمل نہ کرنا (عام چال سے چلنا) سنت ہے (زبدۃ المناسک: ص:۵۰)

تنبیہ: رمل صرف مردوں کے لئے ہے خواتین کے لئے نہیں۔

دورانِ طواف کعبہ کے قریب رہنا

س: کیا طواف کرتے وقت کعبہ شریف سے قریب رہنا زیادہ ثواب رکھتا ہے؟

ج: جی ہاں کعبہ شریف سے جتنا زیادہ قریب ہو کر طواف کیا جائے اتنا زیادہ ثواب ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ دوسرے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

اگر دورانِ طواف جماعت کھڑی ہو گئی

س: اگر طواف کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے یا نمازِ جنازہ شروع ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

ج: بہتر یہ ہے کہ چکر پورا کرنے کے بعد نماز میں شامل ہو جائے اور اگر چکر پورا کرنے میں رکعت فوت ہو جانے کا خطرہ ہو یا نمازِ جنازہ کی تکبیرات فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو طواف کے جس چکر میں ہے اسے وہیں چھوڑ دے اور نماز میں شامل ہو جائے، بعد میں اس جگہ سے اپنا طواف پورا کرلے جہاں سے چھوڑا تھا۔

معذور شخص طواف کیسے کرے

س: جو شخص ایسا مریض یا معذور ہو کہ طواف کرنے سے عاجز ہو تو کیا اسکی طرف سے کوئی نیابت کر سکتا ہے؟

ج: نہیں اسکی نیابت نہیں ہو سکتی لیکن اسکو کھٹولہ پر اٹھا کر یا عربیہ (وہیل چیر) میں بٹھا کر طواف کروایا جائے۔

س: جو لوگ کھٹولہ پر اٹھا کر یا عربیہ (وہیل چیر) میں بٹھا کر طواف کراتے ہیں وہ لوگ اسکی اجرت لیتے ہیں اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اسکی اجرت دینا اور کرانے والے کو اجرت لینا دونوں جائز ہیں۔

س: عربیہ یا وھیل چیر میں بٹھا کر یا کھٹولہ میں اٹھا کر طواف کرانے والا اگر اپنے طواف کی نیت بھی کرلے تو کیا کرانے والے کا بھی طواف ہو جائیگا؟

ج: جی ہاں اگر نیت کرلی ہے تو اسکا طواف بھی ہو جائیگا۔

س: جس کو کھٹولہ میں اٹھا کر طواف کرایا جارہا ہے وہ بے ہوشی کی حالت میں ہے تو اسکی نیت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: اٹھانے والا اسکی طرف سے نیت کریگا۔

مسجدِ حرام کی حدود کے باہر سے طواف کرنے کا حکم

س: اگر کسی نے مسجدِ حرام کے باہر سے طواف کیا تو کیا طواف ہو جائیگا؟

ج: جی نہیں طواف نہیں ہو گا، کیونکہ مسجدِ حرام کی حدود کے اندر طواف کرنا لازم ہے۔

س: مسجدِ حرام کی پہلی منزل اور چھت پر جا کر طواف کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: جائز ہے، البتہ بیت اللہ شریف کے قریب سے طواف کرنا افضل ہے۔

طواف میں بلند آواز سے اور اجتماعی طور پر دعائیں پڑھنے کا حکم

س: بعض لوگ طواف کے دوران بلند آواز سے اجتماعی طور پر دعائیں پڑھتے ہیں، اسکا کیا حکم ہے؟

ج: ہر گز ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ طریقہ حدیث شریف سے ثابت نہیں، اور ایسا کرنے سے دوسرے طواف کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ ان کے خشوع و خضوع میں خلل پڑتا ہے، لہٰذا ایسا کرنے سے باز رہیں، آہستہ آہستہ دعائیں اور اذکار کرتے رہیں، قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: { اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَة إِنَّه لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ } یعنی تم اپنے رب سے دعا کیا کرو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے بے شک وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔ (سورۃ الأعراف آیت نمبر ۵۵)۔

ہر چکر کی الگ الگ دعائیں پڑھنے کا مسئلہ

س: عام طور سے کتابوں میں ہر چکر کی دعاء لکھی گئی ہے کیا اسکی کوئی اصل ہے؟

ج: اسکی کوئی اصل نہیں، احادیثِ شریفہ سے ہر چکر کی الگ الگ دعاء وارد نہیں ہوئی۔

طواف میں مسنون دعائیں

س: طواف کے دوران احادیثِ شریفہ سے کیا کیا دعائیں ثابت ہیں؟

ج: حضرت نبی اکرم ﷺ سے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان: ﴿رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ ﴿٢٠١﴾﴾ (البقرة: ۲۰۱) پڑھنا ثابت ہے۔ جیسا کہ أبو داؤد ونسائی وغیرہ میں ہے اور حاکم نے مستدرک میں حدیث کو صحیح بتایا ہے۔ (صححه الحاكم على شرط مسلم ووافقه الذهبي) اور ان دونوں کے درمیان یہ پڑھنا بھی ثابت ہے ((رَبِّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَبَارِكْ لِي فِيه وَاخْلُفْ عَلَىٰ كُلِّ غَائِبَة لِي بِخَيرٍ))(صححه الحاكم ووافقه الذهبي)

س: حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان پڑھنے کی دو دعائیں تو آپ نے بتادیں، باقی چکر کے باقی حصہ میں کیا پڑھنا چاہئے؟۔

ج: باقی چکر کے باقی حصہ میں ((سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله)) پڑھتے رہنا چاہئے (ابن ماجہ)(حافظ منذری نے اپنے بعض مشائخ سے اس حدیث کی تحسین ذکر کی ہے)۔

طواف کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت

س: طواف کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

ج: دورانِ طواف قرآن مجید کی تلاوت کرسکتے ہیں لیکن ذکر کرنا افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے طواف میں ذکر کرنا ثابت ہے تلاوت نہیں تلاوت کرنا ہو تو بلند آواز سے نہ کرے۔

(غنیۃ الناسک ص ۶۵، ردالمحتار مطلب فی طواف القدوم)

طواف کے چکروں میں شک ہو جائے تو کیا کرے؟

س: اگر طواف کرنے والے کو طواف کے چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو کیا کرے؟ اسکے بارے میں تفصیل سے بتایئے۔

ج: اگر طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ یا طوافِ وداع کے چکروں میں شک واقع ہوا ہے تو جس چکر میں شک ہے اسکا اعادہ کرنا ہوگا، مثلاً یہ شک ہو کہ چھ چکر ہوئے ہیں یا سات، تو ایک چکر اور کرنا ہوگا تاکہ یقین ہو جائے کہ سات چکر پورے ہوگئے۔ اور اگر نفل یا طواف سنت (جیسے کہ طوافِ قدوم) میں شک ہوا ہے تو غالب گمان پر عمل کرنا چاہیئے۔ (کتاب الحج)

دوگانہ طواف کے مسائل

س: کیا طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے؟

ج: جی ہاں واجب ہے۔

س: اگر کسی نے نفلی طواف کیا تو کیا اسکے بعد بھی دو رکعتیں پڑھنا واجب ہے؟

ج: دوگانہ طواف ہر طواف کے بعد واجب ہے چاہے طواف فرض ہو یا واجب ہو

یا سنت ہو یا نفل ہو۔

س: کیا طواف سے فارغ ہو کر طواف کی دو رکعتیں پڑھتے وقت اضطباع ختم کر دینا چاہئے؟

ج: جی ہاں طواف کی دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے ہی دونوں کاندھے ڈھانک لینے چاہئیں اگر کوئی اضطباع کے ساتھ دو گانہ طواف پڑھے گا تو مکروہ ہو گا۔

س: طواف ختم کرنے کے بعد دو گانہ طواف کب ادا کرنا چاہیئے؟

ج: طواف ختم کرنے کے بعد بلا تاخیر طواف کی دو رکعت پڑھنا مسنون ہے، اور تاخیر کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو اس کے گزر جانے کے بعد پڑھے۔ (کتاب الحج ص ۵۲)

س: دو گانہ طواف کہاں پڑھنی افضل ہے؟۔

ج: مقام اِبراہیم کے پیچھے پڑھنا اَفضل ہے جیسا کہ قرآن پاک فرمایا: { وَاتَّخِذُوا من مَقَامِ إِبرَاهيم مُصَلّى }

(ترجمہ) اور مقامِ اِبراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو گانہ طواف اس طرح ادا فرمائی کہ مقام اِبراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کر لیا۔

س: اگر مقام اِبراہیم علیہ السلام کے پیچھے پڑھنے کا موقعہ نہ ہو تو کہاں پڑھے؟

ج: اگر ہجوم کیوجہ سے مقام اِبراہیم علیہ السلام کے پاس پڑھنے کا موقع نہ ہو تو حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے پڑھنا چاہئے، اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حطیم میں کہیں بھی پڑھ لے، اور اگر حطیم میں بھی موقع نہ ہو تو مسجد حرام میں کسی جگہ بھی پڑھ لے، جتنا کعبہ سے قریب ہو اتنا ہی بہتر ہے۔ (مناسک ملا علی قاری ص ۱۵۶)

اس کے بعد حدود حرم میں کہیں بھی پڑھ لے۔

س: ایک شخص نے فجر کے بعد یا عصر کے بعد طواف کیا اور اس کو مکہ مکرمہ سے فوری جانا ہے تو اب وہ طواف کے دو نفل کہاں ادا کرے؟

ج: مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کے بعد حل میں یا آفاق میں کہیں بھی ادا کر سکتا ہے ،واجب ادا ہو جائے گا لیکن افضلیت حاصل نہ ہو گی۔(غنیۃ۱۱۶)

س: اگر کسی نے نماز فجر کے بعد یا نماز عصر کے بعد دو گانہ طواف ادا کر لی تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر کسی نے نماز فجر یا نماز عصر کے بعد آفتاب میں زردی آنے سے پہلے پہلے نماز دو گانہ ادا کر لی تو کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، اور اس کا لوٹانا بہتر ہے۔ (کتاب الحج ص ۵۲)

س: اگر کسی نے عین زوال یا طلوع و غروب کے وقت دو گانہ طواف پڑھ لیں تو اس کا حکم بیان فرمائیں۔

ج: ان کا اعادہ کرنا یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔(کتاب الحج ص ۵۲)

س: کیا کئی طواف ایک ساتھ کرنے کے بعد اکٹھے نوافل ادا کیئے جا سکتے ہیں؟

ج: ایک طواف سے فارغ ہو کر اسکے نفل ادا کیئے بغیر دوسرا طواف کرنا مکروہ ہے ،لیکن اگر ایسے اوقات میں طواف کر رہا ہے جن میں نفل پڑھنا مکروہ ہے تو اکٹھے کئی طواف کرنے کے بعد جائز وقت میں سب طوافوں کے نفل ادا کر سکتا ہے۔ (غنیۃ ص ۱۱۶۔۱۱۷)

مسائل متعلقہ طواف زیارت

س: طوافِ زیارت کے متعلق بیان فرمائیں کہ وہ حج کے اعمال میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

ج: طوافِ زیارت حج کے ارکان میں سے ہے۔

س: کیا طوافِ زیارت کے دیگر نام بھی ہیں؟

ج: طوافِ زیارت کے متعدد نام ہیں ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:
(۱) طواف رکن (۲) طواف زیارۃ (۳) طواف افاضۃ (۴) طواف فرض (۵) طواف مفروض۔

س: طوافِ زیارت کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔

ج: طوافِ زیارت کا وقت یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجۃ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اگر کوئی اس سے پہلے کرلیگا تو ادا نہ ہوگا۔(بدائع ج۲/۳۱۴)

س: طوافِ زیارت کا آخری وقت کیا ہے۔

ج: طوافِ زیارت کا صحیح وقت بارھویں ذی الحجۃ کے غروب آفتاب تک ہے اگر بلا عذر اس وقت مقررہ سے تاخیر کی اور بارھویں ذی الحجۃ کے غروب کے بعد طواف کیا تو ادا تو ہو جائیگا مگر دم لازم ہوگا۔(بدائع ج۲/۳۱۴)

س: طوافِ زیارت کا وقت تو آپنے بتادیا لیکن اسکا افضل وقت کیا ہے۔

ج: اس طواف کو یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجۃ کو ادا کرنا افضل ہے اور اسطرح ادا کرنا کہ دسویں کی ظہر مکہ مکرمہ میں آکر ادا کریں کیونکہ فخر دو عالم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔(زبدہ ص۸۴)

س: طوافِ زیارت کی مسنون ترتیب کیا ہے۔

ج: اسکی مسنون ترتیب یہ ہے کہ دسویں کی رمی اور ذبح کرنے اور حلق کے بعد

مکہ مکرمہ میں جاکر طواف کرے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا تھا۔

س: اگر کوئی حاجی رمی اور ذبح کرنے سے پہلے مکہ مکرمہ میں آکر طوافِ زیارت کرلے اور بعد میں جاکر رمی کرے اور ذبح کرے تو اسکا کیا حکم ہے۔

ج: اگر دسویں کی صبح صادق کے بعد رمی سے پہلے طواف کیا ہے تو طواف ادا تو ہو جائیگا مگر ایسا کرنا خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ (مناسک ملا علی قاری ص ۲۳۳)

س: کیا طوافِ زیارت میں مریض کے لئے نیابت ہو سکتی ہے؟۔

ج: یہ خود کرنا فرض ہے اگرچہ وہیل چیئر یا کھٹولے میں بٹھاکر یا لٹاکر طواف کرایا جائے مگر بے ہوش کے لئے نیابت درست ہے (زبدہ)

س: اگر کسی نے طوافِ زیارت نہیں کیا اور اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت واپس چلا گیا تو اب کیا کرے۔

ج: اسکے ذمہ لازم ہے کہ مکہ مکرمہ واپس آکر اسی احرام سابق سے طواف زیارت کرے، عمرہ کا احرام باندھ کر نہ آئے، کیونکہ اس کا احرام من کل وجہ ختم نہیں ہوا فی حق النساء باقی ہے۔ (فی مناسک علی قاری ص۳۴۵: ولو ترک الطواف کله او طاف اقله وترک اکثره ورجع إلى اهله حتما ان يعود بذلک الإحرام ويطوفه لأنه محرم فی حق النساء..... الخ)

تنبیہ: طوافِ زیارت کا کوئی بدل نہیں ہے اور اس وقت تک اسکے لئے اسکی بیوی بھی حلال نہیں ہے جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے، اور اگر عورت نے طوافِ زیارت نہیں کیا تو اسپر بھی لازم ہے کہ طوافِ زیارت کرے اور وہ بھی اپنے شوہر

کے لئے حلال نہیں ہو گی اور اگر میاں بیوی دونوں کے ذمہ طوافِ زیارت ہے تو جماع کرنے کی وجہ سے دونوں گنہگار ہونگے اور دونوں پر استغفار وتوبہ لازم ہے اور دم بھی۔

فائدہ: اگر کسی شخص نے طوافِ زیارت کرنے سے پہلے متعدد بار اپنی بیوی سے جماع کیا، تو اسپر ہر جماع کی وجہ سے ایک دم لازم ہو گا بشرطیکہ مجالس جماع مختلف ہوں اگر کوئی اس میں ایک زمانہ تک مبتلا رہا تو ظاہر ہے کہ بہت زیادہ دم لازم ہو جائیں گے ، تو ایسی صورت میں اپنے اس مسئلے کو علماء کرام کے سامنے پیش کرے تاکہ وہ اس مسئلے کا کوئی حل بتائیں ۔ (وفيه تخفيف عند الصاحبين رحمة الله عليهماحيث يجب عندهما دم واحد لاتحاد الجناية ولكن إذا جامعها وذبح شاة ثم جامعها وجب عليه دم آخر)

(غنیۃ۲٦۹۔۲۷۰)

س: جو شخص طوافِ زیارت کئے بغیر اپنے گھر واپس ہو گیا اور وہ آفاقی ہے یعنی مواقیت (جمع میقات) سے باہر رہتا ہے جیسے کہ اہل مدینہ اہل طائف وغیرہ تو اب طوافِ زیارت کرنے کے لئے آئے تو کیا اسپر لازم ہے کہ وہ عمرہ کا احرام باندھ کر آئے؟

ج: وہ من کل وجہ حلال نہیں ہوا ہے کیونکہ اسکا احرام فی حق النساء باقی ہے، جیسا کہ ابھی گزر چکا، اسلئے وہ بلا احرام جدید واپس آئے اور طوافِ زیارت ادا کرے ۔اگر عمرہ کا احرام باندھ کر آیا تو احرام علی الاحرام لازم آئیگا جسکی وجہ سے ایک دم دیناواجب ہو گا۔

(غنیۃ الناسک)

س: اگر حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں طوافِ زیارت کرنے کے بعد آفاق میں چلے گئے اور اب اعادۂ طواف کے لئے مکہ مکرمہ آنے چاہتے ہیں تو اس صورت میں نئے احرام (یعنی احرام عمرہ) سے آنا ہوگا یا بلا احرام جدید آئیں۔

ج: مذکورہ بالا صورت میں اگر میقات سے باہر جاچکے ہیں تو عمرہ کا احرام باندھ کر آئیں گے، پہلے عمرہ ادا کریں گے پھر طوافِ زیارت کا اعادہ کرنا ہوگا، کمافی البدائع ص ۳۱۶ (قال القاری:وعلیه اکثر العلماء کمافی مناسک لملا علی القاری) اور طوافِ زیارت کے اعادہ کرنے سے بدنہ کی قربانی ساقط ہوجائے گی، اور اگر میقات سے باہر نکلنے سے پہلے اعادہ کیلئے آرہے ہیں تو بالاتفاق بغیر احرام باندھے آکر طوافِ زیارت کریں۔ (مناسک ملا علی قاری)

س: حالتِ حیض یا نفاس یا حالت جنابت میں طوافِ زیارت کرلیا تو سالم اونٹ یا سالم گائے ذبح کرانے سے پہلے میاں بیوی کے تعلقات کا کیا حکم ہے؟

ج: اس حالت میں میاں بیوی کے تعلقات تو جائز ہوجائیں گے بشرطیکہ بالوں کا قصر کرالیا ہو، لیکن استغفار وتوبہ اور بدنہ حدود حرم میں ذبح کرانا لازم ہے مناسک ملا علی قاری میں ہے ص (۳۴۴) ولو طاف للزیارة جنبااو حائضا او نفساء کله او اکثره او اربعة اشواط فعلیه بدنة ویقع معتدا به فی حق التحلل إن وقع بعد الحلق۔

س: اگر کسی نے طوافِ زیارت کے اکثر چکر کرلئے (یعنی چار یا اس سے زائد) اور باقی چکروں کو چھوڑ دیا تو اسکے لئے کیا حکم ہے۔

ج: ایسی صورت میں اسپر طوافِ زیارت کی تکمیل کرنا لازم ہے، اور اگر نہ کی تو دم

لازم ہو گا۔

س: اگر طوافِ زیارت کے تین یا اس سے کم چکر حیض، نفاس یا جنابت کی حالت میں کر لئے تو کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں دم لازم ہے، اور پاکی کی حالت میں اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا۔

س: اگر کوئی خاتون حیض یا نفاس کی وجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک طوافِ زیارت نہ کر سکی پھر بعد میں پاک ہونے کے بعد کیا، تو اس پر کوئی دم لازم ہے؟

ج: اگر حیض پہلے سے جاری تھا اور بارہ ذی الحجہ کے غروب آفتاب سے پہلے رک گیا لیکن اب اتنا وقت نہیں کہ چار چکر (پھیرے) کر سکے، یا ایامِ نحر سے پہلے ہی حیض شروع ہو گیا اور وہ پورے ایام نحر میں باقی رہا، تو اس پر کوئی دم لازم نہیں، اور اگر اس کو معلوم تھا کہ مجھے حیض آنے والا ہے اور وہ حیض آنے سے پہلے پہلے اکثر طواف کر سکتی تھی تو تاخیر کا دم دینا ہو گا۔ (غنیۃ الناسک ص ۲۷۴)

س: اگر کسی نے طواف زیارت کے اکثر چکر کر لئے اور باقی چکروں کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کی طرف واپس ہو گیا تو کیا اسکی بیوی اسکے لئے حلال ہو گی؟

ج: بیوی تو حلال ہو جائیگی لیکن باقی چکر چھوڑنے کی وجہ سے دم دینا لازم ہو گا۔

س: بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ خواتین ایام حیض میں ہونے کی وجہ سے طوافِ زیارت کرنے سے معذور ہوتی ہیں اور حج کے فوری بعد انکی سیٹ بُک ہوتی ہے اس حالت میں کیا کیا جائے۔

ج: اس حالت میں ٹھیرنا لازم ہے طوافِ زیارت چھوڑ کر جانا جائز نہیں اسکے محرم

کو چاہئے کہ اسکے ساتھ ٹھہرے اور سیٹ کو مؤخر کروائے۔

س: اگر عورت کا محرم ٹھیرنے کو تیار نہیں اور وہ اکیلی ٹھیر نہیں سکتی تو کیا کرے؟

ج: اگر ایسی مجبوری ہے تو طوافِ زیارت چھوڑ کر جانے سے یہ اھون ہے کہ مضبوطی سے پیمپر باندھ کر طواف کرلے اور ایک سالم اونٹ یا ایک سالم گائے حدود حرم میں ذبح کرے اور استغفار و توبہ بھی کرے۔

س: اگر اونٹ یا گائے ذبح کرنے کی فوری استطاعت نہیں تو کیا کرے؟

ج: اگر با آسانی اُدھار مل جائے اور اس کی ادائے گی کی مستقبل میں صورت بھی نظر آرہی ہو تو اُدھار لیکر ذبح کردے اور اگر اُدھار نہ مل سکے تو جب استطاعت ہو تو مکہ مکرمہ رقم بھجوادے اور کسی کو وکیل بنادے جو اسکی طرف سے ذبح کردے ۔

س: اگر کسی نے بلا وضو پورا یا اکثر طواف زیات کرلیا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اسپر واجب ہے کہ طواف کا اعادہ کرے اور اگر عمداً ایسا کیا ہے تو توبہ واستغفار بھی کرے، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو ایک دم دینا لازم ہے۔

س: ایک شخص نے باوضو طوافِ زیارت شروع کیا تین چکر کرنے کے بعد اسکا وضو ٹوٹ گیا تو اسنے چار چکر بلا وضو کرکے طواف پورا کرلیا تو اب اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اس کو وضو کرکے چار چکروں کا اعادہ کرنا چاہیئے، استغار و توبہ بھی کرنی چاہیئے، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو دم دینا لازم ہے، اور اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائیگا۔ (غنیۃ ۲۷۲)

س: اگر اسنے طواف کے بقیہ چکروں کا اعادہ بارہ ذی الحجہ کے بعد کیا ہے تو کیا دمِ تاخیر دینا ہو گا؟

ج: اس صورت میں دم تاخیر دینالازم نہیں۔(مناسک ملا علی القاری ص ۳۴۶)

س: اگر طوافِ زیارت کے تین چکر بلا وضو کئے ہوں اسکے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

ج: اسکو طوافِ زیارت کے ان تین چکروں کا باوضو اعادہ کرنا چاہئے اعادہ کرنے سے جزاء ساقط ہو جائیگی، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو ہر چکر کے بدلے صدقۂ فطر کے برابر صدقہ دیناواجب ہو گا، اور استغفار و توبہ بھی۔

مسئلہ: اگر پورا یا اکثر طوافِ زیارت جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں کیا تو بدنہ یعنی ایک اونٹ سالم یا ایک گائے سالم واجب ہو گی، اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طواف نفل ان حالتوں میں کیا تو ایک بکری واجب ہو گی، اوران سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ اعادہ کر لینے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (غنیۃ ۲۷۴-۲۷۶)

س: کسی نے طوافِ زیارت باوضو شروع کیا، اور درمیان طواف میں وضو ٹوٹ گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر واجب ہے کہ جاکر وضو کر کے آئے اور پھر باقی طواف پورا کرے، اوراز سرِ نو پورا طواف کرنا افضل ہے، اور اگر باقی چکر بھی پورے کر لے تو بھی جائز ہے، اور زیادہ چکر باقی رہ جانے کی صورت میں از سرِ نو پورا طواف کرنا زیادہ اولویت رکھتا ہے۔

س: اگر از سر نو پورا طواف کرنے میں بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں کرنا چاہیئے؟

ج: اگر یہ خطرہ ہو کہ بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہو جائے گا تو اس صورت

میں باقی چکر پورے کرلے تاکہ غروب آفتاب سے پہلے پہلے طواف مکمل ہو جائے۔

س: اگر کسی شخص نے طوافِ زیارت نہ کیا اور پھر عمر بھر ادا نہ کر سکا تو یہ شخص کیا کرے؟

ج: اس پر مرض الموت میں ایک بدنہ یعنی اونٹ یا گائے حرم میں ذبح کرانے کی وصیت کرنا واجب ہے۔ (احسن الفتاوی ج۴/ص۵۳۹)

مسائل طوافِ وداع

س: طوافِ وداع کن حضرات پر واجب ہے؟

ج: طوافِ وداع کے بارے میں اقسام طواف میں کچھ بیان ہو چکا اب یہاں آپکو تفصیل سے بتاتے ہیں: طوافِ وداع آفاقی یعنی میقات سے باہر کے رہنے والے حاجی پر واجب ہے خواہ حج افراد کیا ہو یا قران یا تمتع، بشرطیکہ عاقل بالغ ہو معذور نہ ہو۔ اہل حرم، اہل حل اہل میقات اور حائض۔ نفساء مجنون اور نابالغ پر واجب نہیں، اور فائت الحج یعنی جس شخص کا حج فوت ہو گیا ہو یا محصر یعنی جو حج سے روک دیا گیا ہو اس پر بھی واجب نہیں۔ (غنیۃ الناسک:۱۹۰)

س: کیا عمرہ کرنے والے پر طواف واجب ہے؟۔

ج: عمرہ کرنے والے پر بھی واجب نہیں۔ (غنیۃ)

فائدہ: طوافِ وداع حج میں مکی اور جو مکی کے حکم میں ہیں جیسے حلی اور میقاتی کے لئے مستحب ہے۔ (غنیۃ، ومعلم الحجاج)

س: میقاتی کس کو کہا جاتا ہے؟

ج: جو عین میقات پر رہنے والے ہیں، اور جو میقات سے باہر رہنے والے ہیں وہ

آفاقی ہیں۔

س: اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ کو مستقل وطن بنالے تو اس کے بارے میں طوافِ وداع کا کیا حکم ہے؟

ج: جو شخص مکہ مکرمہ یا حوالی مکہ مکرمہ کو مستقل طور سے وطن بنالے تو اس سے یہ طواف ساقط ہو جاتا ہے، بشرطیکہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے نیت اقامت دائمی کی کرے، اگر بارہویں کے بعد اقامت کی نیت کی ہے تو یہ طواف ساقط نہ ہو گا۔

(مناسک ملا علی قاری ۲۵۳، وغنیۃ ۱۹۰)

س: اگر نیت اقامت کے بعد مکہ مکرمہ سے سفر کرنے کا ارادہ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

ج: تو بھی طوافِ وداع واجب نہ ہو گا۔ جیسے مکہ مکرمہ والا اگر کہیں جائے تو اس پر واجب نہیں ہوتا۔ (مناسک ملا علی قاری ۲۵۳)

س: اگر کسی آفاقی نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کی لیکن مستقل وطن نہیں بنایا تو اسپر طوافِ وداع واجب رہیگا یا ساقط ہو جائے گا؟

ج: اس صورت میں طوافِ وداع ساقط نہیں ہو گا اگرچہ سالہائے سال مکہ مکرمہ میں رہتا رہے۔ (مناسک ملا علی قاری ۲۵۳)

س: طوافِ وداع کا اول وقت کب شروع ہوتا ہے؟

ج: اول وقت طوافِ وداع کا طوافِ زیارت کے بعد ہے اگر مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہے اور آخر اس کا معین نہیں جس وقت چاہے کرے، اگر سال بھر مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کے بعد بھی کرے تب بھی ادا ہو، گا قضاء نہ ہو گا۔ (مناسک ملا علی قاری ۲۵۳)

س: اگر کسی نے سفر کا ارادہ کیا اور اس لئے طوافِ وداع کر لیا اور اس کے بعد پھر

قیام ہو گیا تو طوافِ وداع ادا ہو گیا یا نہیں ؟۔

ج: ادا ہو گیا عند الحنفیہ اعادہ واجب نہیں لیکن چلتے وقت دوبارہ طوافِ وداع کرنا مستحب ہے۔ (مناسک ملا علی قاری ۲۵۳، وغنیۃ ۱۹۰)

س: طوافِ وداع کا مستحب وقت کیا ہے ؟

ج: مستحب وقت یہ ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہو کر طواف کرے اور اس کے بعد فوراً سفر شروع کر دے۔ (مناسک ملا علی قاری ۲۵۳)

س: حائضہ عورت مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو گئی اس کے بارے میں طوافِ وداع کا کیا حکم ہے ؟

ج: حائضہ عورت اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اسکو لوٹ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہوئی ہو تو واجب نہیں، لیکن اگر میقات سے گزرنے سے پہلے لوٹ آئے گی تو طواف واجب ہو جائے گا۔

(مناسک ملا علی قاری ۲۵۳)

س: ایک شخص طوافِ وداع کئے بغیر اپنے وطن واپسی کے لئے مکہ مکرمہ سے نکل پڑا اس کے بارے میں کیا حکم ہے تفصیل سے بتائیے ؟

ج: جو شخص بلا طوافِ وداع کے مکہ مکرمہ سے چلدیا ہے تو جب تک میقات سے نہ نکلا ہو اس کو مکہ مکرمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے احرام کی ضرورت نہیں اگر میقات سے نکل گیا تو اب اس کو اختیار ہے کہ دم بھیج دے اور یہ بہتر ہے کہ اس میں مساکین کا نفع ہے اور چاہے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور اول عمرہ کرے اس کے بعد طوافِ وداع کرے پھر چلا جائے اور اس تاخیر کی وجہ سے کوئی

صدقہ واجب نہیں، لیکن بلاوجہ ایسا کرنا برا ہے۔
میقات سے نکلنے کے بعد طوافِ وداع کے لئے مکہ مکرمہ واپس آنے کے لئے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے بلا احرام آنا منع ہے۔

(مناسک ملا علی:۲۵۳، وغنیۃ ۱۹۰)

س: زید میقات سے آیا ہے حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں کچھ قیام ہے اس دوران تنعیم وغیرہ سے احرام باندھ کر کچھ عمرے کرنا چاہتا ہے اور ابھی طوافِ وداع بھی نہیں کیا ہے تو کیا تنعیم میں جانے سے پہلے اس پر طوافِ وداع کرنا واجب ہے؟

ج: تنعیم وغیرہ جانے کے لئے طوافِ وداع کرنا واجب نہیں، یعنی جب واپسی کا وقت آئے گا اس وقت طوافِ وداع کرکے چلا جائے۔

(مستفاد من معلم الحجاج ۱۹۲ مع اضافہ)

ایامِ نحر میں طوافِ وداع

س: اکثر مقیمین جدہ سے معلم کا انتظام کرتے ہیں جو جدہ سے سیدھے منی وغیرہ اور ۱۲ تاریخ کو زوال بعد منی سے سیدھے جدہ لے جاتے ہیں تو اس طرح طواف وداع کرنا مشکل ہو جاتا ہے، کیا ان حالات میں طوافِ وداع طوافِ زیارت کے بعد ایک اور طواف کر لینے سے ادا ہو جاتا ہے؟

ج: اہل جدہ پر طوافِ وداع واجب نہیں، آفاقی پر واجب ہے، اور طوافِ زیارت کے بعد ایامِ نحر میں بھی جائز ہے، اگرچہ رمی باقی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (احسن الفتاوی ج۴/۵۳۹)

طوافِ قدوم کے مسائل

طوافِ قدوم کے ترک پر کچھ واجب نہ ہو گا

س: ایک دوست نے اپنی والدہ کو حج کرایا ہے اس میں مندرجہ ذیل غلطیاں کی ہیں، مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں۔

ا۔ ہندہ نے ایام حج میں عمرہ کیا تھا، پھر اس نے حجِ قران کیا، حجِ قران میں انھوں نے پہلے عمرہ کرتے وقت طواف کیا، پھر سعی کی پھر وہ منی چلی گئی، وقوف عرفات کے بعد کنکریاں پہلے دو دن ماریں، طوافِ زیارت ۱۲ تاریخ کو مغرب سے پہلے کیا تھا، اسکے بعد سعی بھی نہیں کی، پھر واپس آتے ہوئے طوافِ وداع بھی نہیں کیا کیونکہ اس دن ان کو سخت بخار تھا، یہ بھی واضح ہو کہ سائل کی والدہ پاکستان سے حج کرنے کیلئے آئی تھیں۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر طوافِ قدوم علیحدہ ضروری ہے تو بھی نہیں کیا کیونکہ آتے ہی انھوں نے عمرہ کیا اور سعی کی، آیا ان کا حج ہو گیا یا کہ نہیں؟۔

ج: طواف قدوم سنت ہے اس کے ترک کرنے سے کسی چیز کا وجوب نہیں۔ ترک سعی کی وجہ سے دم واجب ہے۔ ومن ترک السعی بین الصفا والمروة فعلیه دم وحجه تام.(هندية ۱ /۱۲۵)

گیارہ تاریخ کو جمرات کی رمی نہ کرنے کی وجہ سے بھی دم واجب ہے

در مختار میں ہے:او الرمی کله أو فی یوم واحد ...الخ(شامی ۲/۲۲۵)

طوافِ وداع بھی واجب ہے اس کے ترک سے بھی دم واجب ہو گا۔

در مختار میں ہے : اوترک طواف الصدر ۔(در مختار ۲/۲۲۴)الحاصل صورت مسئولہ میں ہندہ کا حج تو ہو گیا لیکن طوافِ وداع، سعی اور رمی نہ کرنے کی وجہ سے

تین عدد بکریوں کا حدود حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ (خیر الفتاوی ۲۱٦)

طواف کے بعض متفرق مسائل

س: دورانِ طواف اگر چھینک آجائے تو "الحمد للہ" کہنے کا کیا حکم ہے؟

ج: چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا چاہئے کیونکہ یہ مستقل سنت ہے اس کا حکم دوران طواف بھی باقی رہے گا۔

س: دورانِ طواف اگر کسی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو اس کو دعا میں: "یرحمک اللہ" کہہ سکتے ہیں؟

ج: جی ہاں کہنا چاہیئے، کہ یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

س: اگر کوئی شخص پیشاب وغیرہ کا تقاضا دباتے ہوئے طواف کرلے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: ایسا کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں خشوع وخضوع حاصل نہیں ہو سکتا۔

س: حجر اسود کے علاوہ کعبہ شریف کے کسی اور حصہ کا بوسہ لینے کا کیا حکم ہے؟

ج: حجر اسود کے علاوہ کعبہ شریف کی چوکھٹ کا بھی بوسہ لے سکتے ہیں، باقی کعبہ شریف کی دیواروں اور گوشوں کا بوسہ لینا منع ہے رکن یمانی کو ہاتھ لگائے بوسہ نہ دے، وهذا عند الحنفية ، وأما عند الشافعية فيستحب تقبيل الركن اليماني.

احرام اور نابالغ بچہ کا مسئلہ

س: اگر ناسمجھ بچہ کی طرف سے بھی احرام باندھا ہے تو طواف میں اسکی نیت اپنے طواف کے ساتھ کر سکتا ہے یا اسکی طرف سے الگ طواف کرنا ہو گا؟

ج: اپنے طواف کے ساتھ اسکی نیت بھی کر سکتا ہے اسطرح سے دونوں کا طواف ادا ہو جائیگا۔ اور اسی طرح صفا مروہ کے درمیان سعی کرلی تو دونوں کی سعی ادا ہو جائیگی۔

س: جو بچہ سمجھ دار ہے اسکی نیت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: وہ اپنی نیت خود کرے اسکو سمجھا دیا جائے اور الفاظ بتا دیئے جائیں۔

عمرہ کی کثرت سے کثرتِ طواف افضل ہے

س: حج و عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد لوگ بکثرت عمرے کرتے ہیں انکے بارے میں کیا فرمان ہے؟۔

ج: کثرت سے عمرے کرنا بھی اگرچہ ثواب کا کام ہے لیکن زیادہ عمرے کرنے کی بہ نسبت زیادہ طواف کرنا افضل ہے (کوئی شخص تنعیم جائے اور وہاں عمرہ کا احرام باندھے پھر وہاں سے واپس آئے اور طواف و سعی کرے اور حلق یا قصر کرے تو اتنے وقت میں وہ ایک ہی طواف کر سکے گا یعنی عمرہ کا طواف، لیکن اگر عمرہ نہ کرتا تو اتنے وقت میں دس بیس طواف کرلیتا، لہٰذا طواف کے زیادہ کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے)۔

(غنیۃ الناسک ۲۰۰)

عن ابن أبي نجيح ، عن مجاهد ، قال : « ماء زمزم لما شرب له ، إن شربته تريد شفاء شفاك الله ، وإن شربته لظمأ أرواك الله وإن شربته لجوع أشبعك الله ، وهي هزمة جبريل بعقبه وسقيا الله إسماعيل عليه السلام

چوتھا رسالہ

آبِ زمزم کے فضائل و مسائل

تالیف

مولانا مفتی عبد الرحمن کوثر مدنی مدظلہ العالی

ابن

عالم ربانی حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علىٰ سيد الأنبياء والمرسلين سيدنا ونبينا محمد وعلىٰ آله واصحابه أجمعين أمابعـد

رسالہ ہذا میں بندہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آبِ زمزم جیسے مبارک پانی کے فضائل وآداب ومسائل جمع کئے ہیں اور ساتھ ساتھ ان حضرات کے واقعات بھی لکھ دیئے ہیں جو اس مبارک پانی کو پی کر بفضل اللہ تعالیٰ شفایاب ہوئے اور اہل اللہ کی اس پانی کو پیتے وقت کیا کیا نیتیں تھیں ؟اور اس دور کے بھی چند واقعات لکھ دئے ہیں، اور بندہ نے اس کتاب کے لکھنے میں شیخ سائد بکداش کی کتاب ''فضل ماء زمزم'' سے بھی استفادہ کیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ بندہ کے اس رسالہ کو اور دیگر تمام تالیفات کو قبول فرمالیں اور ان کا نفع ہر عام وخاص کو پہنچادیں۔

وصلىٰ الله وسلم وبارك وأنعم علىٰ إمام الأنبياء والمرسلين وعلىٰ آله الطيبين الطاهرين وعلىٰ صحابته أجمعين ومن تبعهم بإحسانٍ إلىٰ يوم الدين۔العبد الفقير إلىٰ الله تعالىٰ

عبد الرحمن الكوثر عفا الله عنه وعافاه وجعل آخرته خيرا من أولاه

ابن حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰهی بلند شهر ی

آب زمزم کے مبارک نام

زمزم: اس مبارک پانی کا سب سے مشہور نام زمزم ہے، زمزم کے معنی بہت زیادہ پانی کے ہیں جب زمزم کا پانی ظاہر ہوا تو بہت تیزی سے ظاہر ہوا، جب ظاہر ہوا تو اس میں ایک اواز بھی تھی۔ واللہ تعالیٰ اَعلم

برکۃ: یعنی نہایت برکت والا پانی، اسکو پینے سے کیونکہ بہت برکتیں حاصل ہوتی ہیں اسلئے اس کا نام برکت بھی رکھا گیا ہے۔

سیدۃ: یعنی تمام پانیوں کا سردار، روئے زمین پر اس سے افضل پانی نہیں، اسلئے اس کا نام سیدہ بھی رکھا گیا ہے۔

نافعۃ: یعنی نفع مند، اسکے پینے سے بہت سے منافع ہوتے ہیں اسلئے اس کا نام نافعہ بھی رکھا گیا ہے۔

طاہرۃ: یعنی پاک وصاف، یہ پاک وصاف پانی ہے اسکو بارہا ٹیسٹ کیا گیا ہے یہ تمام جراثیم سے پاک نکلا اس میں کسی بھی قسم کے جراثیم نہیں پائے جاتے، اس کا پانی باعث صحت وعافیت ہے۔

ظاہرۃ: یعنی ظاہر ہونے والا کیونکہ یہ مبارک پانی ظاہر رہتا ہے اور اس سے فائدہ حاصل ہونا بھی ظاہر ہے اس لئے اس کا نام ظاہرۃ بھی ہے۔

طیبۃ: پاکیزہ، یہ پانی کیونکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے صاحبزادہ حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کیلئے من جانب اللہ جاری کیا گیا تھا اسلئے یہ طیبہ کے نام سے بھی موسوم ہے۔

شفاء: اسکو پینے سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفاء ہو جاتی ہے اسلئے یہ شفاء کے نام سے بھی موسوم ہے۔

حرمیۃ: یعنی حرم والا، کیونکہ اس کا منبع حرم مکہ میں ہے، اسلئے اسکانام حرمیہ بھی رکھا گیاہے۔

مرویۃ: یعنی رگوں میں سرایت کرنے والا، کیونکہ یہ رگوں میں سرایت کرتا ہے اور تمام انسانی اعضا کو اس کے پینے سے غذا حاصل ہوتی ہے اسلئے اسکا نام مرویہ بھی ہے۔

رواء: یعنی خوب زیادہ سیر اب کرنے والا، اس مبارک پانی سے لاکھوں آدمی خوب سیر اب ہورہے ہیں اسلئے اسکورواء بھی کہا جاتا ہے۔

مضنونہ: یعنی قابل بخل، کیونکہ مؤمن اس مبارک پانی کو منافق وکافر کو دینے میں بخل کرتا ہے یعنی مؤمن کا جی نہیں چاہتا کہ اس مبارک پانی کو کسی منافق یاکافر کو پلائے اس لئے اس کو مضمونۃ بھی کہتے ہیں اور اس مبارک پانی کو غیر مؤمن سیر ہو کر نہیں پی سکتا صرف مؤمن ہی اس کو سیر ہو کر پیتاہے۔

عونۃ: یعنی مدد، کیونکہ یہ پانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص مدد کے طور پر ظاہر کیا گیاہے اسلئے اسکو عونہ بھی کہتے ہیں۔

معذبۃ: یعنی میٹھا، اس پانی کو جب مؤمن بندہ پیتاہے تو اسے نہایت میٹھا اور لذیذ معلوم ہوتاہے، اسلئے اسکو معذبہ بھی کہا جاتاہے۔

سالمۃ: یعنی سلامتی والا، یہ پانی کیونکہ جراثیم وغیرہ سے بالکل سالم ہے اسلئے اسکو سالمہ سے بھی موسوم کیاجاتاہے۔

شبعۃ: سیر کرنے والا، کیونکہ یہ پانی سے بھوک بھی دور ہو جاتی ہے اور پیٹ بھر

جاتا ہے اسلئے اس کا نام شبعہ بھی ہے۔

کافیۃ: یعنی کفایت کرنے والا، کیونکہ اسکو کھانے کی نیت سے پیا جائے تو اللہ کے حکم سے پیٹ بھر جاتا ہے اور پیاس دور کرنے کی نیت سے پیا جائے تو پیاس ختم ہو جاتی ہے بلکہ جس نیت سے بھی پیا جائے وہ باذن اللہ پورا ہو جاتا ہے اسلئے اسکے ناموں میں کافیہ بھی ہے۔

عافیۃ: یعنی عافیت والا، کیونکہ اسے پینے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے عافیت حاصل ہوتی ہے اوراسکو مستقل پینے والا کمزوری سے محفوظ رہتا ہے اسلئے اسکو عافیت بھی کہا جاتا ہے۔

مؤنسۃ: یعنی انس والا، کیونکہ یہ اہل حرم کے لئے باعث انس ہے اسلئے اسکو مؤنسہ بھی کہا جاتا ہے۔

طعام الأبرار: یعنی نیک لوگوں کا کھانا، کیونکہ نیک لوگ اس کو خاص نیت سے پیتے ہیں اس لئے اسکو طعام الأبرار بھی کہتے ہیں۔

مغذیۃ: یعنی غذائیت پہنچانے والا، آب زمزم پی کر غذائیت حاصل ہوتی ہے اس لئے اس کا نام مغذیۃ بھی ہے۔

شراب الأبرار: یعنی نیک لوگوں کا شربت کیونکہ نیک لوگ اس کو پی کر خاص کیف حاصل کرتے ہیں اسلئے اسکو شراب الأبرار سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

مجلیۃ البصر: یعنی بینائی کو تیز کرنے والا، جس کی آنکھ میں تکلیف ہو یا نظر کمزور ہو تو وہ اسکو بینائی تیز ہونے کی نیت سے پیئے تو بفضل اللہ تعالیٰ اسکی بینائی صحیح ہو جائے اسلئے اس کا نام مجلیۃ البصر بھی ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آب زمزم کو دیکھنے سے بینائی بڑھتی ہے

صافیۃ: یعنی صاف ستھرا، کیونکہ یہ پانی صاف ستھرا ہے اس میں کسی قسم کے جراثیم کی آمیزش نہیں اسلئے اس کو صافیہ بھی کہا جاتا ہے۔

ہمزۃ جبریل: کیونکہ یہ پانی حضرت جبریل علیہ الصلاۃ و السلام کے زمین پر پر مارنے سے جاری ہوا اسلئے اس کا نام ہمزۃ جبریل بھی ہے۔

وطأۃ جبریل: وطأۃ کے معنی روندھنے کے آتے ہیں، کیونکہ حضرت جبریل علیہ الصلاۃ و السلام وہاں تشریف لائے اور اس جگہ پر ان کے پاؤں پڑے اس لئے اسکو وطأۃ جبریل بھی کہا جاتا ہے۔

سقایۃ الحجاج: یعنی حاجیوں کو سیراب کرنے والا، کیونکہ اس مبارک پانی سے حجاج کرام کی خوب سیرابی ہوتی ہے اس لئے اسکو سقایۃ الحجاج سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

بشریٰ: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجر علیہا السلام جب پانی ڈھونڈ رہی تھیں اور اپنے بچے کی پیاس سے سخت پریشان تھیں اور ظاہری حالت سے مایوس ہو چکی تھیں تو یہ پانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر کیا گیا تو ان کے لئے انکے بیٹے حضرت اسماعیل (علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام) کی زندگی کیلئے بشارت بن کر نمودار ہوا اسلئے اسکو بشریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

عاصمۃ: یعنی اس کو سیر ہو کر پینے والا نفاق سے محفوظ ہے اس لئے اسکو عاصمۃ بھی کہا جاتا ہے۔

غیاث: یعنی مدد کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ حضرت ہاجر علیہا السلام کی آب زمزم کے ذریعہ مدد فرمائی اس لئے اسکو غیاث سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

مائۃ العباس: حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو آب زمزم پلانے کیلئے خاص فرمایا تھا اور ان کو دوسروں پر ترجیح دی تھی اس لئے اس کو مائۃ العباس سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

مفداۃ: یہ فدا ہونے سے ہے، فداء کے معنی تعظیم اور بڑائی کے ہیں، قابلِ عظمت پانی۔

نقرۃ الغراب الاعصم: غراب اعصم کا معنی ہے سفید پیٹ والا کوّا، یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ عبد المطلب کو خواب میں کنواں کھودنے کا حکم ملا تو آپ نے پوچھا یہ کنواں کس جگہ ہے؟ تو بتایا گیا کہ "عند قرية النمل عند نقرة الغراب الأعصم" کہ قریۂ نمل کے پاس جہاں ایک سفید پیٹ والا کوّا ٹھونگیں مار رہا ہو گا، نقرۃ کے معنی ہیں پرندے کے انڈے رکھنے کی جگہ، یہاں سفید پیٹ والے کوے کے لئے غراب اعصم لفظ استعمال کیا گیا۔

اعصم کے ایک معنی سرخ چونچ اور سرخ پیروں والے کے ہیں، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے غراب اعصم کے معنی صرف سفید پیٹ والے کوے کے کیے ہیں، امام غزالی نے اس حدیث کے سلسلہ میں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا عورتوں میں شریف عورت کی مثال ایسی ہے جیسے سینکڑوں کوّوں میں غراب اعصم، یعنی سفید پیٹ والا کوّا۔

غراب اعصم کے ایک معنی سفید پروں والے اور ایک معنی وہ کوا جس کا ایک پنجہ سفید ہو سے بھی کیا گیا ہے۔ (سیرت حلبیہ ص ۷ ج ۱ قسط ۲)

فضائلِ آبِ زمزم

بئر زمزم میں آنحضرت ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت موجود ہونے کا بیان

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : جاء النبی ﷺ إلیٰ زمزم فنزعنا له دلواً، فشرب ثم مج فیها ، ثم افرغناهازمزم، ثم قال : لولا ان تغلبوا علیها لنزعت بیدي . (رواه احمد وهوحدیث صحیح)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ زمزم کی طرف تشریف لائے سو ہم نے آنحضرت ﷺ کے لئے بئر زمزم میں ڈول ڈال کر آب زمزم پیش کیا، سو آنحضرت ﷺ نے نوش فرمایا پھر اس ڈول میں کلی فرمادی، پھر ہم نے اس ڈول کا پانی (جس میں آنحضرت ﷺ نے کلی فرمائی تھی) زمزم کے کنویں میں ڈال دیا، اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم آبِ زمزم کے کنویں سے از خود پانی نکالنے کیلئے غلبہ کروگے تو میں اپنے ہاتھ سے پانی نکالتا۔ (مسند احمد)

آنحضرت ﷺ کا دل مبارک آبِ زمزم سے دھونے کا بیان

عن انس بن مالک رضي الله تعالی عنه کان ابو ذر رضي الله تعالی عنه یحدث " أنّ رسول الله ﷺ قال : ((فرج شقفي وأنا بمکة ، فنزل جبریل ں ففرج عنی صدری ، ثمّ غسله بماء زمزم،ثم جاء بطست من ذهب ممتلیٍ حکمة وإیماناً،

فأفرغها فی صدری ، ثم اطبقه، ثم أخذ بیدی فعرج الی السماء الدنیا ، قال جبریل لخازن السماء:افتح۔قال:من هذا؟قال جبریل۔الحدیث ۔)) رواه البخاری : کتاب الحج باب ماجاء فی زمزم .

ترجمہ:حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:"میں مکہ میں تھا کہ میرے (گھر کی) چھت شق کی گئی سو جبریل علیہ السلام اترے اور میرا سینہ کھولا، پھر اس کو آب زمزم سے دھویا، پھر طست لے کر آئے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا سو اس کو (یعنی ایمان و حکمت کو) میرے سینہ میں بھر دیا، پھر میرا سینہ جوڑ دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، جبریل نے آسمان کے خازن سے فرمایا کہ کھول، اس نے کہا تم کون ہو، جبریل نے کہا کہ میں جبریل ہوں۔(بخاری)

اس کے علاوہ اور بھی بعض حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا قلب مبارک کئی مرتبہ آبِ زمزم سے دھویا گیا۔واللہ اعلم

آبِ زمزم روئے زمین پر سب سے افضل پانی ہے

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : قال رسول الله ﷺ : ((خیر ماءٍ علی وجه الأرض ماء زمزم ، فیه طعام الطعم وشفاء السقم)) . رواه الطبرانی فی المعجم الکبیر .

ترجمہ:حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا روئے زمین پر سب سے بہتر پانی آب زمزم ہے۔اس میں

کھانے والے کیلئے شفاء ہے، اور بیمار کے لئے شفاء ہے (طبرانی)

تشریح: آبِ زمزم دنیا کے تمام پانیوں سے افضل واشرف ہے علماء کرام کا اجماع ہے کہ ماءِ زمزم دیگر تمام پانیوں سے افضل واشرف ہے، سوائے اس پانی کے جو حضرت نبی کریم ﷺ کی انگلی مبارک سے جاری ہوا۔

آب زمزم گھر والوں کیلئے بہترین مدد ہے

وعن ابی الطفیل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : سمعتہ یقول کنانسمیھا شباعۃ ،یعنی زمزم، وکنا نجدھانعم العون علی العیال . رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات

ترجمہ: ابو الطفیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہوئے سنا کہ ہم زمزم کو سیر کرنے والا (کھانا) کھاتے تھے اور اسے اپنے گھر والوں کے لئے بہترین مدد پاتے تھے۔ (طبرانی)

ماءِ زمزم کھانا ہے اور شفاء ہے

عن ابی ذر رضی اللہ تعالی عنہ قال: زمزم طعام طعم وشفاء السقم (رواہ الطبرانی فی الکبیروالصغیر ورجالہ ثقات، والبزار) وفی الصغیر عن النبی ﷺ : انھا مبارکۃ انھا طعام طعم .

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آب زمزم میں کھانے والے کے لئے کھانا ہے اور بیمار کے لئے شفاء ہے۔ (طبرانی)

زمزم کو سیر ہو کر نہ پینا منافقین کی علامت ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ ﷺ قال : ((انّ

آية مابيننا وبين المنافقين إنهم لا يتضلعون من زمزم)) رواه ابن ماجة: كتاب المناسک ، باب الشرب من ماء زمزم، وسنن الدار قطنی .

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد گرامی فرمایا کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان (فرق کرنے والی) یہ نشانی ہے کہ یہ (منافقین) زمزم کو سیر ہو کر نہیں پیتے ہیں۔ (ابن ماجہ، دار قطنی)

تشریح: حدیث بالا سے یہ سبق مل رہا ہے کہ مؤمن کو آب زمزم خوب سیر ہو کر پینا چاہئے، پس جو زمزم خوب سیر ہو کر پیئے گا اس کو نفاق سے براءت حاصل ہو گی، اور اہل ایمان میں سے ہونے کی اس کے لئے بشارت ہو گی (ابن ماجہ)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بے انتہاء خوشی

ابن سعد نے طبقات کبریٰ ج۴ ص۱۵ میں روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو زمزم پلانے کی خدمت سپرد فرمائی تو ان کو بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی، اس شرف اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اور مجھے زمزم عطا فرمایا اور اگر مجھے مکہ کے سارے مال بھی عنایت فرمادیتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی مجھے زمزم کے عنایت فرمانے سے ہوئی ہے۔

طواف کے بعد زمزم پینا اور سر پر ڈالنا

عن جابر -رضی اللہ تعالی عنه- ان النبی ﷺ رمل ثلاثة اشواط من الحجر الی الحجر، وصلیٰ رکعتین ، ثم ذهب الیٰ زمزم فشرب منها ، وصب علیٰ رأسه ، ثم رجع فاستلم الرکن ،

ثم رجع الیٰ الصفا فقال:((ابدؤوا بمابدأاللّٰہ عزوجل بہ)) رواہ احمدبإسنادجید .

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے (طواف کے) تین چکروں میں حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا، اور (پھر) دو رکعتیں ادا فرمائیں، پھر حجر اسود کی طرف تشریف لے گئے، پھر زمزم کی طرف تشریف لے گئے سو اسمیں سے نوش فرمایا، اور اپنے سر پر ڈالا، پھر واپس تشریف لائے اور حجر اسود کا استلام فرمایا، پھر صفا کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ "ابتدا کرو اس سے جس سے اللہ عزوجل نے ابتدا فرمائی۔(رواہ احمد وسندہ جید)

آب زمزم سے بچہ کی تحنیک کرنے کا بیان

فاکہی نے اخبار مکہ میں روایت کیا ہے کہ حبیب بن ابن ثابت کہتے ہیں میں نے عطا سے پوچھا کہ میں زمزم کے پانی کو مکہ سے کہیں اور لے جا سکتا ہوں ؟ فرمایا ہاں حضور ﷺ اس کو بوتلوں میں بھر کر لے جایا کرتے تھے۔ اور اس کے ذریعے حضور اکرم ﷺ نے عجوۃ کھجور سے (ملا کر) حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی تحنیک فرمائی۔(اخبار مکہ للفاکہی:۲/۵۱)

تمام پانیوں کے سردار آبِ زمزم کا ظہور فرشتوں کے سردار کے ذریعہ ہوا

آب زمزم کا ظہور سید الملائکہ فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ کیا گیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو پانی خود ہی نکل آتا، لیکن اللہ نے چاہا کہ اس پانی کی فضیلت کو ظاہر کیا جائے اور جس

کے لئے یہ پانی نکالا گیا ہے اس کے مرتبہ کی عظمت کا اظہار کیا جائے ۔ لہٰذا فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا انہوں نے اپنے پر کو زمین پر مارا تو یہ مبارک پانی مبارک جگہ پر مبارک ذات کے لئے اور مبارک فرشتے کے واسطے سے نکلا اس وجہ سے اس کی فضیلت اور عظمت وبرکت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتے ہیں یہ فضیلت عطا فرماتے ہیں۔

(بهجة النفوس لا بن ابی جمرة :۳ /۱۸۹)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قصہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے قصہ کی طویل حدیث میں ہے کہ اے میرے بھتیجے ! میں تیس دن تک اس حال میں رہا کہ دن اور رات میں میرے پاس کھانے کیلئے سوائے زمزم کے کچھ نہیں تھا۔ تو میں آبِ زمزم پی پی کر موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کی تمام سلوٹیں دور ہو گئیں۔ اور میں نے اپنے اندر ذرا بھی بھوک محسوس نہیں کی۔

اسکے بعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حجر اسود کو چوما اور بیت اللہ کا طواف کیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کب سے یہاں ہو؟ میں نے عرض کیا میں تیس دن سے یہاں ہوں۔ پوچھا تمہیں کون کھانا کھلاتا تھا؟ میں نے عرض کیا میرے پاس کھانے کے لئے سوائے زمزم کے کچھ نہ تھا، میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں دور ہو گئیں اور میں نے اپنے اندر ذرا بھوک محسوس نہیں کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ مبارک پانی ہے یہ بھوکے کا کھانا ہے۔ (رواہ مسلم کتاب فضائل الصحابہ)

ماءِ زمزم جنت سے جاری ہے

عبدہ بنت خالد بن معدان اپنے والد حضرت خالد ابن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے: ''ماء زمزمَ وعینُ سلوانَ الّتی فی البیتِ المقدِ سِ من الجنة.'' یعنی آبِ زمزم اور عین سلوان جو بیت مقدس میں ہے دونوں جنت سے (جاری) ہیں۔ (اخبارِ مکہ للفاکہی، جزء ۳)

آبِ زمزم سے بخار کو ٹھنڈا کرنا

عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال :((إن الحُمّی من فیح جهنم فأبردوها بماء زمزم)) رواه أحمد (۱ /۲۹۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک بخار جہنم کی لپٹ میں سے ہے سو اسکو آبِ زمزم سے ٹھنڈا کرو۔

قربِ قیامت تک ماءِ زمزم کا بقاء

اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے قریب تمام زمین سے میٹھا پانی خشک کر دیں گے، مگر زمزم کا پانی اس وقت بھی باقی رہے گا۔ (اخبارِ مکہ للفاکہی)

آبِ زمزم کو دیکھنا بھی عبادت ہے

فاکہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے مرسلا حدیث نقل کی ہے:((النّظرُ فی زمزمَ عبادة وهیَ تحُطُّ الخطایَا))

ترجمہ: زمزم کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور وہ گناہوں کو مٹاتا ہے۔ (رواہ الفاکهی فی اخبار مکة مرسلا)

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ زمزم کو دیکھنا عبادت اس طرح ہیکہ جب کوئی آب

زمزم کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالی کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اللہ تعالی کی آیات میں اس کو تدبر حاصل ہوتا ہے۔ اور زمزم کی عجیب وغریب فوائد کا استحضار ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ہے لہذا زمزم کو دیکھنا عبادت ہوا۔ واللہ تعالی اعلم

آبِ زمزم پینے کے آداب

آب زمزم پینے کے متعدد آداب ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔

(۲) تین سانسوں میں پینا۔

(۳) سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے ہٹالینا۔

(۴) قبلہ رخ ہونا، جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے طریقہ بیان فرمایا۔

(۵) خوب سیر ہو کر پینا۔

(٦) کوئی بھی دنیاوآخرت کی خوبی حاصل ہونے کی نیت کرکے پینا کیونکہ آب زمزم کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:(ماء زمزم لما شرب له)

ترجمہ: ماءزمزم جس لئے پیا جائے وہ حاصل ہو جاتا ہے۔

(۷) آخر میں الحمد اللہ کہنا، اور اگر ہر سانس پر الحمد اللہ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

(۸) الحمد للہ کہنے کے بعد یہ دعا پڑھنا: ((اللّٰهُمَّ انی اسئلک علماً نافعاً ورزقاً واسعاً و شفاءً من کل داء))، یہ دعا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے اور بعض حضرات سے ((واغسل به قلبي

واملأه حکمتاً وإیماناً)) بھی منقول ہے۔

(۹) اگر پہلے سے کھڑا ہوا ہے تو کھڑے ہو کر پی لے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا، اور اگر بیٹھا ہوا ہے تو کھڑے ہو کر پینے کا تکلف نہ کرے، کیونکہ ایسا کرنا ثابت نہیں۔

بعض فقہی مسائل متعلقہ آبِ زمزم

آب زمزم سے وضو کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت میں آنحضرت ﷺ کے حج کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے آب زمزم کا ڈول طلب فرمایا پھر اس میں سے نوش فرمایا اور وضو فرمایا... الحدیث (رواہ عبد اللہ ابن احمد فی زوائد المسند ۱/۷۶ باسنادٍ صحیح،

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ آب زمزم سے وضو کرنا درست ہے، اور صرف اتنا ہی نہیں کہ جائز ہے بلکہ تبرکاً کرنا بھی چاہئے اس میں اتباع سنت بھی ہے اور آبِ زمزم کی برکات بھی حاصل ہونگی۔ (شامی ۱/۱۸۰، ومناسک ملا علی القاری ۳۳۰)

ماءزمزم سے ناپاکی دھونے کی ممانعت

ماءزمزم سے کوئی نجاست دھونا ناجائز ہے، ناپاک بدن یا ناپاک کپڑا دھونا یا ایسی جگہ دھونا جو نجس ہو سب حرام ہے اور اس سے استنجاء کرنا بھی حرام ہے، کیونکہ ایسا کرنا آبِ زمزم کی بے حرمتی ہے۔

(مناسک ملا علی القاری ۳۳۰)

اور شامی میں ہے: و یکرہ الاستنجاء بماء زمزم و کذا إزالة النجاسة الحقیقة من ثوبه أوبدنه حتیٰ ذکربعض العلماء تحریم ذلک.(شامی:ج۲/ص۳۵۲)

آبِ زمزم سے غسل کرنا

آب زمزم سے غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

آب زمزم سے غسل جنابت نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ ملا علی قاری نے اَپنے مناسک میں لکھا ہے، یقول: لا ینبغی ان یغتسل به جنب، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اس زمزم کے پانی کو میں غسل کرنے والے کیلئے جائز نہیں سمجھتا، ہاں البتہ اگر کوئی حالت جنابت میں ہو اور زمزم کے علاوہ اور کوئی پانی موجود نہ ہو تو مجبوراًماء زمزم سے ہی غسل کرنا پڑیگا، زمزم کے موجود ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فلم تجدو ا ماء فتیمموا صعید اً طیبا.(النساء۲۳)

ترجمہ: سو اگر تم پانی نہ پاؤ تو قصد کرو پاک مٹی کا۔

اور زمزم بلاشبہ پانی ہے آب زمزم پر "ماء" کا پورا اطلاق ہوتا ہے۔

آبِ زمزم میں پانی ملانا

بہت سے حجاجِ کرام گھر واپس آنے کے بعد عزیزوں اور دوستوں اور خاندان کے لوگوں کو آبِ زمزم بطور تبرک پیش کرتے ہیں، آبِ زمزم میں پانی ملا کر پلاتے ہیں ایسی صورت میں ان لوگوں پر یہ بات واضح کردی جائے کہ آبِ زمزم میں

پانی ملایا گیاہے اور آبِ زمزم کی برکت اس میں موجود ہے لیکن اگر ان کو یہ بات بتائی نہ گئی اور آبِ زمزم کہہ کر پانی پلایا گیا تو اس میں ایک قسم کا جھوٹ ہے جو جائز نہیں۔

اور بعض علماء کا فرمان ہے کہ اس میں پانی کم ملایا ہے اور زمزم غالب ہے تو اس کو زمزم کہا جاسکتا ہے، لیکن پھر بھی بتادینا چاہئے اور سب سے بہتر بات تو یہ ہے کہ رشتہ داروں کو دوستوں کو جب زمزم دے تو خالص دے چاہے تین تین قطرے منہ میں ٹپکادے۔

آبِ زمزم کو مکہ مکرمہ سے اپنے علاقوں میں لیجانا

اہل علم کا اتفاق ہے کہ آبِ زمزم کو مکہ مکرمہ سے دوسرے شہروں کی طرف منتقل کرنا درست ہے۔

فاکھی نے اخبار مکہ میں اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیاہے کہ رسول اللہ ﷺ ماء زمزم مشکیزوں میں اٹھاکر لے گئے اور آنحضرت ﷺ مریضوں پر اسکو چھڑکتے تھے اور انکو پلاتے تھے، امام ترمذی نے اپنی سنن میں روایت کیاہے:عن عائشة رضی الله عنها أنها كانت تحمله وتخبر أن رسول الله ﷺ كان يحمله.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آب زمزم مکۃ المکرمہ سے لیجایا کرتی تھیں، اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی لیجایا کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کوئی مہمان آتا تو اس مہمان کو جب کھانا کھلاتے تو اسکو آب زمزم ضرور پلاتے تھے۔

آبِ زمزم فروخت کرنے کا حکم

آبِ زمزم فروخت کرنا بعض حضرات نے جائز لکھا ہے، کیونکہ جب کسی انسان نے اس کو حاصل کر لیا تو اب وہ اس کی ملکیت میں آگیا، جیسا کہ اور کوئی پانی کسی کی ملکیت میں آجائے تو اس کو فروخت کر سکتا ہے، ایسا ہی آبِ زمزم کا حکم ہونا چاہئے، لیکن بندہ کے نزدیک آبِ زمزم کو فروخت کرنے کی یہ تدبیر کرنا بہتر معلوم ہوتی ہے، کہ اپنی محنت کی اجرت لے لے، یعنی جا کر بھرنا پھر اس مخصوص شخص تک پہنچانا، یا جس گیلن (زمزمی) میں زمزم بھرا ہوا ہے تو اس گیلن کو بیچے، اور خریدنے والے سے کہے کہ یہ گیلن تمہیں اتنے کا بیچتا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اَعلم

آبِ زمزم کو گرم کرنے کا حکم

ماء زمزم کو ضرورت کے وقت گرم بھی کیا جاسکتا ہے اگر کوئی اسکی چائے بنانا چاہے تاکہ بابرکت چائے ہو جائے تو اسکو بعض حضرات نے جائز لکھا ہے، اور یوں کہا ہے کہ اس کو گرم کرنے کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں، لیکن بندہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس کو کھولانے سے بچانا چاہئے، کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے لعاب مبارک ہے، جیسا کہ حدیث گزر چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈول سے زمزم شریف نوش فرما کر اس میں کلی فرمائی تھی، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو بئر زمزم میں ڈال دیا تھا، لہٰذا اس کو کھولایا نہ جائے، چائے وغیرہ کو بابرکت بنانے کیلئے اس میں دو تین قطرے زمزم کے ٹپکادے ایسا کرنے سے مشروب و مطعوم بابرکت بھی ہو جائیں گے اور زمزم کا ادب بھی ملحوظ رہے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

آبِ زمزم کھڑے ہو کر پیا جائے یا بیٹھ کر

اس مسئلہ میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ آبِ زمزم کو کھڑا ہو کر پینا مستحب ہے یا نہیں، ملا علی قاری نے اپنی مناسک میں تخیر کا قول اختیار کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

(ثم يأتي زمزم) أي بئرها (فيشرب من مائها) أي قائما وقاعداً.

پھر زمزم کے کنواں کے پاس آئے پھر اس میں سے پیئے چاہے کھڑے ہو کر پیئے چاہے بیٹھ کر۔

اور بعض حضرات نے کھڑے ہو کر پینے کو مستحب لکھا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا تھا۔

اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا کھڑے ہو کر نوش فرمانا بیان جواز کے لئے تھا نہ کہ مستحب بتانے کیلئے۔

بندہ کی رائے یہ ہے کہ اگر پہلے سے کھڑا ہوا ہے تو کھڑے ہو کر پی لے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا، اور اگر بیٹھا ہوا ہے تو کھڑے ہو کر پینے کا تکلف نہ کرے، کیونکہ بیٹھے سے کھڑے ہو کر پینا ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ أعلم

آبِ زمزم سے کفن دھونا

اکثر حجاج کرام تبرّک کی نیت سے کفن کے کپڑے آبِ زمزم سے دھوتے ہیں تو اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں، بلکہ باعثِ خیر وبرکت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱/ ۳۶۲)

آبِ زمزم سے شفایاب ہونیوالوں کے چند واقعات

فالج کے مرض سے شفایاب ہونے کا واقعہ

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء میں (۱۱/ ۲۱۲) لکھا ہے کہ عبد اللہ بن مسلم الدینوری رحمۃ اللہ علیہ یا انکے صاحبزادے احمد بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک جماعت کے ساتھ حج کیا اس جماعت کے ساتھ ایک مفلوج آدمی تھا ،میں نے اسکو ایک دن دیکھا کہ وہ صحیح سالم ہے اور طواف کر رہا ہے اور اس پر فالج کے بالکل آثار نہیں ہیں، میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا فالج کیسے ٹھیک ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ میں بئر زمزم پر آیا اور میں نے زمزم لیا اور اس زمزم کو اپنی دواۃ میں ڈالا اور اس دواۃ کی روشنائی سے میں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کے بعد سورۃ الحشر کی آخری تین آیات لکھیں اور سورۃ الإسراء کی آیت نمبر ۸۶ لکھی پھر میں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ اے اللہ آپ کے نبی محمد ﷺ نے فرمایا ہے "ماء زمزم لما شرب له" کہ آب زمزم جس لئے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے اور یہ قرآن آپکا کلام ہے پس مجھے شفاء دید یجیے اپنی عافیت کے ساتھ، پھر میں نے اسکو آب زمزم سے گھولا اور پی لیا پس مجھے عافیت مل گئی اور فالج کے مرض سے باذن اللہ نجات مل گئی۔

امام زین الدین العراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ

امام المحدثین حضرت زین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آب زمزم مختلف نیتوں سے پیا ،انکے پیٹ میں تکلیف تھی اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے پیا اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمادی شفایاب ہو گئے۔(شفاء الغرام)

احمد بن عبد اللہ الشریفی رحمۃ اللہ علیہ کا شفا پانا

امام تقی الدین فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء الغرام میں لکھا ہے کہ شیخ احمد بن عبد اللہ الشریفی نابینا ہو گئے تھے، انہوں نے ماء زمزم بینائی واپس آجانے کی نیت سے پیا پس (بفضل اللہ تعالی) بنائی واپس لوٹ آئی۔

علامہ ابن قیم کا آب زمزم پی کر شفایاب ہونا

علامہ ابن قیم کا بیان ہے کہ میں نے آب زمزم کئی امراض سے نجات حاصل ہونے کی نیت سے پیا سو اللہ تعالی نے مجھے اپنے حکم سے ان امراض سے نجات عطا فرمادی، اور کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مجھ پر ایسا وقت گزرا ہے کہ میں مریض تھا اور نہ طبیب میسر تھا اور نہ دواء موجود تھی پس میں آب زمزم شفاء کی نیت سے پیتا تھا اور زمزم پیتے ہوئے (قرآن کریم کی آیت) ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھتا تھا اور بار بار ایسا ہی کرتا تھا پس مجھے مکمل شفاء حاصل ہو گئی، پھر میں نے ماء زمزم بہت سے دردوں کیلئے پیا پس مجھے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔ (زاد المعاد: ۴/ ۳۹۳)

الشیخ عبد الرحمن بن مصلح رحمۃ اللہ علیہ کا شفایاب ہونا

الشیخ عبد الرحمن بن مصلح کا قصہ ہے کہ وہ قرآن شریف حفظ کیا کرتے تھے ان پر ایک وقت ایسا آیا کہ حفظ کرنا مشکل ہو گیا، انکے استاذ نے انکو تیز نظر سے دیکھا انکو بڑی پریشانی لاحق ہوئی (کہ استاذ ناراض ہو رہے ہیں) جب انکے والد کو یہ معلوم ہوا تو بہت سے اطباء کے پاس لے گئے لیکن فائدہ نہ ہوا، ذہن کھولنے کیلئے بعض اطباء نے ایک دوا (افلونیا) بتائی لیکن انکے والد راضی نہ ہوئے کیونکہ یہ دوا حرام تھی، عبد الرحمن مصلح کا بیان ہے کہ میرے والد نے مجھے ماء زمزم شفاء

کے نیت سے پلانا شروع کیا، پس میری زبان کھلتی چلی گئی اور جلد ہی زبان کا عقدہ دور ہو گیا۔

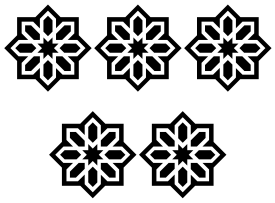

آبِ زمزم پیتے وقت اہل اللہ کی دعا اور نیت

زمزم پیتے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نیت

ابن المقري نے نشر الآس میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ماء زمزم پیا اور یوں کہا کہ اللّٰھم اشربه لظمأ یوم القیامة، یعنی اے اللہ میں اسکو قیامت کے دن کی پیاس سے بچنے کی نیت سے پی رہا ہوں۔ (الجواہر المنظم ص ۴۲ بحوالہ فضل ماء زمزم)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نیت

حاکم نے اپنی مشہور کتاب 'المستدرک' (۱/۴۷۳) میں روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب زمزم پیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اللّٰھُمَّ انی اسئلک علماً نا فعًا ورزقاً واسعاً وعملاً متقبلا))
ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے علم نافع اور رزق واسع اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نیت

زمزمی نے نشر الآس میں قرۃ العین سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلئے پیا کہ یا اللہ مجھے اعلم العلماء (یعنی اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم بنا دیجئے) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دعا قبول ہوئی اور وہ اپنے زمانہ کے اعلم العلماء بنے اور فقہ میں جو انکا مقام ہے وہ اہل حق پر عیاں ہے، انکی فقاہت کا اہل حق میں سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفہ یعنی لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تیر اندازی میں صحیح ہدف ہونے کی نیت سے پینا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے آب زمزم تیر اندازی میں صحیح نشانہ لگنے کی نیت سے پیا، لہٰذا انکا نشانہ صحیح لگنے لگا دس تیروں میں نو تیر اپنے صحیح نشانے پر لگتے تھے۔ (فضل ماء زمزم ۲۷۱)

ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف و تالیف میں مہارت حاصل ہونے کی نیت سے زمزم پینا

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ الحاکم صاحب المستدرک علی الصحیحین نے اس نیت سے زمزم پیا کہ انہیں حسن تصنیف حاصل ہو جائے چنانچہ وہ اپنے زمانے کے سب سے اچھے مصنف بن گئے۔

سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمزم پینے والے کو سو حدیثیں سنانا

مشہور محدث حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے یہ حدیث بیان فرمائی ((ماء زمزم لما شرب له)) ترجمہ: آب زمزم جس نیت سے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے ،پس حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر چل دیا پھر وہ دوبارہ مجلس میں حاضر ہوا اور حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ نے جو حدیث بیان فرمائی ہے

" ماء زمزم لما شرب له "کیا یہ صحیح نہیں ہے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں صحیح ہے ،اس شخص نے کہا کہ میں اس نیت سے پی کر آیا ہوں کہ آپ مجھے سو حدیثیں سنادیں سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ بیٹھ جا اور اسی وقت اسکو سو حدیثیں سنادیں۔

علامہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قیامت کے دن کی پیاس سے بچنے کی نیت سے زمزم پینا

فوائد ابی بکر بن المقرئ میں سوید بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے ابن المبارک (رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا کہ وہ زمزم کے پاس آئے اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کیا کہ اے اللہ !ابن المؤمل نے مجھے بیان کیا ہے اور انکو ابو الزبیر نے

بیان کیاہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ماء زمزم لما شرب له" یعنی ماء زمزم جس لئے پیا جائے وہ پوراہو جاتاہے ،یااللہ میں اسکو قیامت کے دن کی پیاس سے محفوظ رہنے کیلئے پی رہاہوں۔

علامہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب قصہ

علامہ سفیان ثوری علمِ حدیث کے بہترین امام ہیں اوران کا شمار اپنے زمانے کے ممتاز علماء میں ہوتاہے ،ان کا وصال ۱۶۱ھ میں ہوا اور ان کا زمزم سے متعلق ایک بہت پیارا قصہ ہے جس کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

اہل ہرات کے ایک عبد اللہ نامی شخص کا بیان ہے کہ میں سحری کے وقت بئرِ زمزم کے پاس آیا پس کیا دیکھتاہوں کہ ایک شیخ نے حجر اسود کی طرف سے بئر زمزم میں ڈول ڈالا اور زمزم نوش کیا اور اس ڈول کو انہوں نے جب چھوڑ دیا تواس ڈول میں بچاہوا زمزم میں نے پینے کیلئے لے لیا تو وہ بادام کا ستو نکلا ،اتنا مزیدار ستو میں نے کبھی نہیں پیا تھا، پھر اگلی رات میں نے تہجد کے وقت ان کا انتظار کیا، پس دیکھا کہ ایک شیخ آئے انہوں نے اپنے ایک کپڑے سے اپنا چہرا ڈھانکا ہوا تھا ،پس انہوں نے حجرِ اسود کی طرف سے ڈول ڈال کر زمزم پیا، پھر ڈول کو چھوڑ دیا پس میں نے اس ڈول کا بچاہوا زمزم جب پیا تو کیا دیکھتاہوں کہ اس میں تو شہد ملا ہوا ہے ،اس سے پہلے میں نے اتنا عمدہ شربت نہیں پیا تھا، پس پھر تیسری رات آبِ زمزم پر ان کا انتظار کیا پھر وہ تہجد کے وقت نمودار ہوئے اور انہوں نے اپنے چہرے کو چھپایا ہوا تھا، سو میں نے ان کے کپڑے کو پکڑ لیا پس

جب انہوں نے زمزم شریف پی کر ڈول چھوڑ دیا، پھر جب میں نے اس بچے ہوئے کو پیا تو وہ بہت ہی میٹھا دودھ تھا ایسا دودھ میں نے کبھی نہیں پیا تھا، پس میں نے ان کا کپڑا پکڑ کے کہا کہ ربِ کعبہ کی قسم آپ بتادیجئے کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے کہا کہ اس شرط پہ بتاؤں گا کہ تم اس بات کو میری زندگی میں چھپا کے رکھنا، تو میں نے کہا ٹھیک ہے میں کسی کو نہیں بتاؤں گا، تو پھر انہوں نے بتایا کہ میں سفیان ابن سعد ثوری ہوں۔ (حلیۃ الأولیاء: ۷/ ۷۳)

علامہ ابو بکر ابن عیاش کا زمزم شریف سے دودھ پینا

اسی طرح ابو بکر ابن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قصہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ماء زمزم سے دودھ اور شہد پیا ہے۔ (اخبار مکہ للفاکہی: ۲/ ۳۹، سیر أعلام النبلاء: ۸/ ۵۰۱) علامہ ابو بکر ابن عیاش اپنے وقت کے جلیل القدر علماء میں شمار ہوتے ہیں انکی وفات ۹۳ھ ہوئی۔

ایک نیک و صالح چرواہے کو آبِ زمزم سے دودھ حاصل ہونا

فاکھی نے اخبارِ مکہ: ۱/ ۳۹ میں روایت کیا کہ ایک چرواہا تھا جو بہت عبادت گزار تھا، پس جب اس کو پیاس لگتی تھی تو آبِ زمزم میں اس کو دودھ مل جاتا تھا، اور جب وہ وضو کا ارادہ کرتا تھا تو بئرِ زمزم سے اس کو زمزم کا پانی ہی ملتا تھا۔ بئرِ زمزم سے دودھ حاصل ہونے کے اور بھی قصے ہیں، ہم صرف ان تین قصوں پر اکتفاء کرتے ہیں۔

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی نیت

سیر اعلام النبلاء (۱۴/ ۳۷۰) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کہاں سے (اتنا زیادہ) علم حاصل ہوا، انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "ماء زمزم لما شرب لہ" یعنی ماءِ زمزم جس نیت سے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے، سو میں نے اس نیت سے زمزم پیا کہ یا اللہ مجھے علم نافع عطا فرما دیجئے۔

دور حاضر کے چند واقعات

{...پہلا قصہ...}

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب کراچی میں تھے تو ان کے کان میں التھاب (انفیکشن) تھا اور کان بہا کرتا تھا، جب حضرت والد صاحب ہجرت فرما کر حجاز مقدّس تشریف لائے تو زمزم پیا اور دواء بھی لی، مستشفیٰ أجیاد مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے اور ڈاکٹر کو کان کی تکلیف بتائی ڈاکٹر کے سامنے جو میز تھی اس کی دراز میں سے ایک شیشی نکالی اور کہا کہ قترے اپنے کان میں ڈالیں۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند مرتبہ استعمال کی تو وہ تکلیف جو برسھا برس سے تھی ختم ہو گئی۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرنے تشریف لے گئے، تو ڈاکٹر نے کہا مولانا یہ تو عام دواء تھی کوئی خاص نہیں تھی دراصل یہ زمزم پینے کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے شفا عطا فرما دی۔

{...دوسرا قصہ...}

بندہ کا قصہ ہے کہ کئی سال پہلے کی بات ہے کہ حج کے بعد طوافِ وداع کیا، مطاف میں بہت زیادہ ہجوم تھا نیچے تین چکر کرنے بعد اوپر کی منزل میں جا کر باقی چار چکر کئے، یہ تو معلوم ہے کہ پہلی منزل میں طواف کرنا بہت لمبا ہو جاتا ہے،

طواف کر کے بہت زیادہ تھکاوٹ ہو گئی، ٹانگیں جواب دینے لگیں، اور گاڑی شارع منصور پر کھڑی تھی جو حرم شریف سے بہت فاصلہ پر ہے، راستہ میں چڑھائی بھی تھی پیدل جانا تھا کیونکہ سواری نہیں مل رہی تھی، بندہ نے زمزم پیا اور نیت کی میری تھکن دور ہو جائے اور قوت ونشاط آ جائے، تین گلاس زمزم پیا بحمد للہ تعالیٰ فوراً قوت ونشاط پیدا ہو گئی، گویا کہ تھکن تھی ہی نہیں۔

بندہ پیدل چل کر حفائر کا پہاڑ عبور کر کے شارع منصور پہنچا، گاڑی میں بیٹھا اور جدہ روانہ ہو گیا، آب زمزم کی عجیب برکت ہے۔

{...تیسرا قصہ...}

ایک مرتبہ ۱۴۲۵ھ میں بندہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ حاضر ہوا، بلیڈ پریشر کی پہلے سے کچھ شکایت تھی لیکن معمولی سی تھی، اچانک سر چکرانے لگا، آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا، بندہ شامیہ میں حرم شریف کے بالکل قریب ٹھہرا ہوا تھا فوراً حرم شریف حاضر ہوا، اور بلیڈ پریشر سے نجات حاصل ہونے کی نیت سے زمزم

شریف سیر ہو کر پیا، الحمدللہ بندہ شفایاب ہو گیا۔

{...چوتھا قصہ...}

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں مزرعۃ الدہلوی میں ایک پروگرام رکھا گیا، جنوب افریقہ سے مفتی محمد زبیر صاحب تشریف لائے ہوے تھے، اس میں حضرت مفتی صاحب کے بیان کا نظم تھا اور بندہ سے بھی بیان کرنے کی فرمائش کی گئ تھی، بندہ نے مسجد نبوی شریف میں اس نیت سے زمزم پیا کہ یا اللہ! میرے بیان میں اثر ڈال دیجئے،

زمزم پینے کے بعد مسجد نبوی شریف سے مزرعۃ الدھلوی پہنچا جیسے ہی جاکے پروگرام میں پہنچا تو بندہ کے بیان کا وقت آچکا تھا، منتظم کی طرف سے اعلان ہوا کہ مولانا عبدالرحمن کوثر صاحب بیان کرنے کیلئے تشریف لے آئیں۔

چنانچہ بندہ پہنچا اور فوراً بیان شروع کر دیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندہ کے بیان میں ایسا اثر ڈالا کہ حاضرین میں کئ حضرات کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

{...پانچواں قصہ...}

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست علی الحق صاحب صدیقی مرحوم جو جدہ میں مقیم تھے، وہ مکہ مکرّمہ آئے اور آب زمزم کی جگہ ان کا پاوں پھسل گیا۔

اور ان کی کمر میں اندرونی چوٹ آئی، جدہ میں ایک کمپنی میں ملازمت تھی، کمپنی کے ڈاکٹر کو دیکھایا، تاکہ چھٹی مل جائے، ڈاکٹر نے کہا کہ میں آپ کو چھٹی نہیں

دے سکتا کیونکہ ظاہراً مجھے کوئی چوٹ نظر نہیں آرہی۔
یہ پریشان ہوئے کہ مجھے تکلیف ہے اور یہ چھٹی نہیں دے رہا۔
پھر یہ واپس مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور آب زمزم کی جگہ پہنچے دوبارہ
انکا پاؤں پھسل گیا اور گر پڑے جب اٹھے تو گزشتہ دفعہ گرنے سے جو تکلیف ہوئی تھی ایک دم ختم ہو گئی۔ سبحانَ اللہ

{... چھٹا قصہ ...}

میرے لختِ جگر میرے بیٹے حمادُ الرّحمن سلمہ اللہ تعالیٰ کے چہرے پر عجیب سے دانے نکل آئے تھے، مدینہ منورہ کے مستشفیٰ المیقات میں جلد کے ڈاکٹر کو دیکھایا اس نے تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ ایسے دانے ہیں جو گھر میں دوسروں کو بھی ہو سکتے ہیں، بندہ نے حمادُ الرحمن سلمہ کو اس بات کی ترغیب دی کہ شفا کی نیت سے زمزم پیو،
حمادُ الرحمن سلمہ مسجد نبوی شریف گئے اور زمزم چہرے پر ڈالا اور بہ نیت شفا زمزم پیا، بفضل اللہ دانے ایسے غائب ہوئے کہ گویا نکلے ہی نہیں تھے۔
یہ چند قصے قلم بند کر دیئے ہیں تا کہ قارئین پر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ((ماء زمزم لما شرب له)) کی برکات واضح ہو جائیں۔

ایک اہم اور ضروری نوٹ

آبِ زمزم جس نیت سے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے آنحضرت ﷺ صادق ومصدوق ہیں یہ ان کا ارشادِ گرامی ہے جو سچ ہی سچ ہے لیکن یہ بات واضح رہے کہ جن لوگوں نے مختلف نیتوں سے پیا اور ظاہراً اس کے اثرات مرتب نہیں ہوئے تو

اس کا یہ معنی نہیں کہ زمزم پینے کا فائدہ نہیں ہوا، زمزم پینے کا تو فائدہ ہی فائدہ ہے ، اور اس کے فائدوں کو دعاء کے اصول پر سمجھا جائے، وہ اس طرح کے مؤمن بندہ جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو اس کو وہی چیز عطا فرمادیتے ہیں جو چیز اس نے مانگی ہے، یا اس کے بدلہ میں دوسری کوئی نعمت عطا فرمادیتے ہیں، یا اس کے بدلہ کوئی بلا ٹالدیتے ہیں، یا اس کا اجر وثواب آخرت میں محفوظ فرمادیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ علم اور حکمت والے ہیں، وہی جانتے ہیں کہ میرے بندہ کیلئے کیا بہتر ہے۔

اور ایسے گناہ جو دعا کی قبولیت میں رکاوٹ ہیں جیسے حرام کمانا اور کھانا اور مشتبہات سے نہ بچنا والدین کا نافرمان ہونا ان کی حق تلفی کرنا، قطع رحمی کرنا، جھر بالمعصیت میں مبتلا ہونا، اور دعا کی قبولیت میں جلد بازی مچانا، وغیرہ وغیرہ، سے بچنا لازم ہے، لہٰذا تمام گناہوں سے توبہ کرکے پھر جس نیت سے زمزم شریف پیئے گا تو جو چاہے گا سو پائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ بشرطیکہ ایسی نیت نہ کرے جس کا نہ ہونا کتاب وسنت سے معلوم ہو چکا، اور یہ بھی ادب ملحوظ رہے کہ جس نیت سے پی رہا ہے اس کو حاصل کرنے کا سبب بھی اختیار کرے جیسا کہ دعاء کے آداب میں ہے۔ اور ایسے اوقات میں زمزم پیئے جن اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے، ان اوقات میں تہجد کا وقت اور روزے دار کا افطاری کا وقت خاص طور سے قابل ذکر ہے۔

واللہ ولی التوفیق

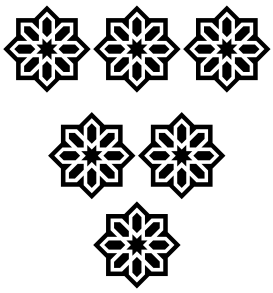

عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها قالت استأذنت النبي صلى الله عليه وسلم في الجهاد فقال جهادكن الحج.(البخاري -رقم ٢٨٧٥)

پانچواں رسالہ

خواتین اسلام کے

مسائل حج وعمرہ

تالیف

مولانا مفتی عبد الرحمن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالی

ابن

عالم ربانی حضرت مولانا محمد مفتی عاشق الٰہی رحمہ اللہ تعالی

{حج کی فرضیت کے مسائل}

سوال: عورت پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

جواب: حج فرض ہونے کے شرائط مندرجہ ذیل ہیں

(۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) بیت اللہ تک پہونچنے کی استطاعت کا ہونا (۶) حج کا وقت ہونا (۷) بدن کا سالم ہونا (۸) شوہر یا کسی محرم کا ہونا لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ألا لا تحجن امرأة إلا ومعها محرم.(رواه الدارقطنی فی سننه وأبو یعلی فی مسنده بإسنادصحیح) قال: فی البدائع فی شرائط فرضیة الحج فأما الذی یخص النساء فشرطان أحدهما أن یکون معها زوجها أو محرم لها فإن لم یجدأحدهما لا یجب علیهاالحج ۔(ج٤/٣٦٢)۔(العنایة فی شرح الهدایة ج٣ص٣٩٩) ومع زوج أو محرم بالغ عاقل غیر مجوسی و لافاسق لعدم حفظهمامع وجوب النفقة لمحرمها (الدر المختار ٢ /١٤٥)اس سے معلوم ہوا کہ محرم مجوسی اور فاسق نہ ہو۔(۹) عدت

میں نہ ہونا۔

استطاعت کا معنی: قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ان لوگوں پر حج کرنا فرض بتا یا ہے جن کو بیت اللہ پہونچنے کی طاقت ہو۔ آیت میں مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْه سَبِيْلاً وارد ہوا ہے۔ اس بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ ما السبیل (کہ سبیل سے کیا مراد ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زاد وراحلۃ (کہ سفر کا خرچ اور سواری) (سنن دار قطنی، کتاب الحج) ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کونسی چیز حج کو فرض کرتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زاد وراحلۃ (کہ سفر کا خرچ اور سواری ہونے سے حج فرض ہو جاتا ہے) (الترمذی باب ماجاء فی ایجاب الحج)۔

وضاحت: اگر مالی استطاعت ہے مگر بدن سالم نہیں معذور ہے مثلاً فالج زدہ ہے یا اتنی بوڑھی ہے کہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتی ہے یا نابینا ہے وغیرہ وغیرہ تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک اس صورت میں حج فرض نہیں، صاحبین رحمھما اللہ تعالی کے یہاں اس پر حج بدل کرانا فرض ہے، پھر عذر زائل ہو گیا تو دوبارہ خود حج کرے، یہ دونوں قول مصحح ہیں، اول اگرچہ اوسع ہے مگر ثانی احوط ہونے کے علاوہ اکثر مشائخ کا مختار بھی ہے لھذا احجاج (یعنی حج بدل کرانے کی) کوئی صورت ممکن ہو تو اس پر عمل کرنا لازم ہے، یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس قسم کا عذر لاحق ہونے سے پہلے حج فرض نہ ہوا ہو، اگر پہلے سے فرض تھا اس کے بعد عاجز ہو گئی تو بالاتفاق دوسرے سے حج کا کروانا فرض ہے۔ (مستفاد من احسن الفتاوی ج۴/۵۲۸)

ایسی عورت پر حج کی فرضیت کا حکم جس کے پاس نقد پیسہ تو نہیں لیکن زیور، جائداد، یا کوئی دوسرا سامان موجود ہے

سوال: اگر کسی عورت کے پاس نقد پیسہ تو اتنا نہیں جو مصارف حج کے لئے کافی ہو ، البتہ زیور یا کوئی دوسرا سامان اتنا موجود ہے کہ اگر وہ پورا یا اس کا کچھ حصہ فروخت کردے تو مصارفِ حج پورے ہوسکتے ہیں ، تو کیا ایسی صورت میں اس عورت پر حج فرض ہو جائے گا ؟ اور کیا اس کے لئے ان اشیاء کو بقدر ضرورت فروخت کرکے فوراً حج کرنا ضروری ہے ؟

جواب : زرعی جائداد، مکانات وغیرہ حوائج اصلیہ سے زائد ہوں تو ان کو فروخت کرکے فوراً حج کرنا فرض ہے اور زیور حوائج اصلیہ سے نہیں ،بلکہ تین جوڑے کپڑوں سے زائد لباس بھی ضرورت میں داخل نہیں، کما فی أضحیة الشامیة۔ آج کل لڑکیوں کو جہیز میں ضرورت سے زائد اتنا سامان دیا جاتا ہے کہ اُن پر حج فرض ہو جاتا ہے اگر اسی سال حج کیلئے نقد روپیہ نہ ہو تو (زائد) سامان بیچ کر حج کرنا فرض ہے تاخیر کرنا گناہ ہے۔ (احسن الفتاوی ج۴/۵۲۶)

فائدہ: اپنے خرچہ کے علاوہ محرم کا خرچ بھی ہو تو تب حج فرض ہو گا ورنہ نہیں کما فی ردالمحتار ج۱/ ۲۳۴۔

ایسی عورت کے حج کا حکم جس کی ملکیت میں مکان ہے اور اس کے اخراجات شوہر اُٹھاتا ہے

سوال: ایک عورت جس کے نان و نفقہ کی ذمہ داری اس کا شوہر برداشت کرتا ہے اسکے پاس ایک مکان ہے، جس کا کرایہ بھی گھر کے اخراجات میں صرف

ہو جاتا ہے اور کچھ بچتا نہیں ، ایسی صورت میں عورت کو اپنا مکان بیچ کر حج کرنا فرض ہے یا نہیں؟

جواب: جب عورت کا نفقہ شوہر دیتا ہے اور دوسرے کسی شخص کا نفقہ اس کے ذمہ نہیں، تو یہ مکان حاجت اصلیہ سے زائد ہے اس لئے حج کرنا اُس کے ذمہ فرض ہے ۔فی العالمگیریة (ج١/١٤٠) وفی التجریدان کان له دارلایسکنهاوعبدلایستخدمه فعلیه أن یبیعه ویحج به وفیه أیضا بعد أسطر:ان کان صاحب ضیعة إن کان له من الضیاع مالو باع مقدار ما یکفی الزاد والراحلة ذاهباوجائیا ونفقة عیاله وأولاده یبقی له من الضیعة قدرمایعیش بغلةالباقی یفترض علیه الحج وإلافلا.کذا فی البحرالرائق.(إمداد الأحکام ١/١٥٥)

کیا لڑکی کا رخصتی سے پہلے حج ہو جائے گا؟

سوال: ایک لڑکی کا نکاح ہو گیا ہے لیکن رخصتی نہیں ہوئی ، اور نہ ہی دونوں فریقوں کا دو سال تک رخصتی کا ارادہ ہے ، لڑکا چاہتا ہے کہ وہ اپنے سعودی عرب کے قیام کے دوران اور رخصتی سے پہلے لڑکی کو اپنے ساتھ حج کروائے تو کیا بغیر رخصتی کے لڑکی کو لڑکے کے ساتھ حج پر بھیجنا صحیح ہے؟

جواب: لڑکا حج کرالے ، دونوں کام ہو جائیں گے رخصتی بھی اور حج بھی ، جب نکاح ہو گیا تو دونوں میاں بیوی ہیں ، رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔(آپ کے مسائل ج٤/٣٣)

مسئلہ: اگر حج کی تیاری مکمل ہو جائے اور لڑکی کی منگنی (رشتہ) ہو جائے تو لڑکی اپنے ماں باپ (یا محرم) کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے۔(آپ کے مسائل ج۴/۳۳)

بے پردگی کے خوف سے حج کو ممنوع کہنا غلط ہے

سوال: ایک صاحب مع اپنی اہلیہ کے جس پر حج فرض ہے حج کو جانا چاہتے ہیں مگر ایک صاحب نے ان کو یہ رائے دی کہ چونکہ ریل وجہاز میں مستورات کی بے پردگی ہوتی ہے اس لئے ان کو ہمراہ نہ لیجانا چاہئے بلکہ یہ فتوی دینے کو تیار ہیں کہ مستورات کا اپنے محرم کے ساتھ حج کو جانا بوجہ بے پردگی شرعاً ممنوع ہے۔

جواب: جب کہ کسی خاتون پر حج فرض ہو اور محرم یا خاوند ساتھ جانے والا موجود ہو اور ساتھ جاسکے تو اس خاتون کو حج کو جانا فرض ہے کسی صاحب کا یہ فتوی دینا کہ مستورات کی جہاز وریل میں بے پردگی ہوتی ہے اس لئے ان کو محرم کے ساتھ جانا بھی ممنوع ہے بالکل غلط ہے، مستورات پر بصورت بالا ضرور حج فرض ہے اور محرم کا ساتھ ہونا کافی ہے اور جب کہ برقعہ ہوگا تو بے پردگی کیوں ہوگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ خواتین اپنے محرم کے ساتھ حج کو آتی رہی ہیں۔ اگر ان منع کرنے والے صاحب کا قول صحیح ہوتا تو کسی زمانہ میں بھی خواتین پر حج فرض نہ ہوتا، الغرض ان صاحب کے قول کا اعتبار نہ کریں اور اپنی اہلیہ کو جس پر حج فرض ہے ضرور حج کو لے جائیں۔ کیونکہ ہر زمانے میں خواتین اپنے محارم کے ساتھ حج پر آتی رہی ہیں اور امت اسلامیہ کا اس پر عمل چلا آرہا ہے۔(ومع زوج أو محرم۔الخ لإمرأة حرة لو عجوزا فی سفر.) (رد المحتار ج ۲ /ص۱۹۸)

کیا فریضۂ حج کی ادائیگی میں والدین کی اجازت شرط ہے؟

سوال: کیا حج کی فرضیت کے بعد والدین کی اجازت ضروری ہے؟ اگر کوئی خاتون باوجود والدین کی ناراضگی کے حج کو جائے تو کیا گنہگار ہو گی؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر والدین ہیں تو اخلاقی طور پر ان سے اجازت لینی چاہیئے، اور دعائیں لینی چاہئیں، اجازت لینا شرط نہیں، بلکہ اگر والدین اجازت نہ دیں تب بھی حج فرض کی ادائیگی کے لئے جانا ضروری ہے البتہ نفلی حج کے لئے والدین کی اجازت کے بغیر نہ جانا چاہئے۔ نفلی حج سے والدین کی خدمت کرنا افضل ہے اور اگر والدین خدمت کے محتاج ہوں اور کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے اور وہ اجازت بھی نہ دیں تو نفلی حج کو جانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

وفی المضمرات الإتیان بحج الفرض أولی من طاعة الوالدین.

(مناسک ملا علی قاری ص۹)

شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر حج فرض ہونے کا حکم

سوال: کیا شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر بھی حج فرض ہو جاتا ہے؟

جواب: شوہر پر حج فرض ہونے سے عورت پر حج فرض نہیں ہوتا۔ (جب اسکے پاس ذاتی مال اتنا ہو جائے کہ اپنا اور اپنے محرم کا خرچہ اٹھا سکے تب حج فرض ہو گا) شوہر اس کو از خود کرادے تو اسکا احسان ہے۔

شیر خوار بچہ کی وجہ سے شوہر بیوی کو

حج سے منع کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک شخص حج فرض ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کی بیوی جو کہ حج کی استطاعت رکھتی ہے اس کے ساتھ حج کرنا چاہتی ہے، شوہر کہتا ہے چونکہ میرا بچہ ابھی تمہارا دودھ پیتا ہے، ریل جہاز، بس کی سواری پر جانا ہے اندیشہ ہے کہ بچہ کو ضرر پہنچے، اس لئے تم اپنا ارادہ ملتوی کردو، ان شاء اللہ تعالی ہم بڑے بیٹے کے ساتھ حج کروادیں گے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورتِ مسئولہ میں چھ ماہ کے بچہ کے ضرر کی وجہ سے حج کو مؤخر کرنے کا عذر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور شوہر بیوی کو حج سے روک دے تو کیا گناہگار ہو گا؟

جواب: بمقتضائے قواعد شرعیہ جواب یہ ہے کہ چونکہ بچہ کی دودھ پلوانے کی ذمہ داری اور اس کی پرورش ودیکھ بھال شوہر پر واجب ہے نہ کہ عورت پر، رضاعت وحضانت حق لہا ہے حق علیہا نہیں إلا فی بعض الصور،(لہٰذا شوہر کو اس عذر کی وجہ سے جائز نہیں کہ وہ بیوی کو حج سے منع کرے)، اور بچہ پر اول تو کوئی ضرر یقینی نہیں، اور اگر تسلیم بھی کرلیں، تو مرد کو چاہئے کہ کسی دودھ پلانے والی عورت کو اجرت پر رکھ لے اور بچہ کو اس کے پاس چھوڑ جائے، اور تالم بمفارقت الولد (بچے کی جدائی سے دکھ ہونا) عذر شرعی نہیں ہے، اور اگر بچہ کو ساتھ لے جانے میں ضرر کا گمان نہیں ہے تو یہ امر یعنی ماں سے جدا کرکے اس کو گھر چھوڑ جانا جائز نہیں، لأن فیه إتلاف الحق للمرأة من الرضاعة والحضانة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(امداد الفتاوی ج۲/۱۵۹)

حقوق العباد سے متعلق بعض ضروری تنبیہات

مسئلہ: اگر کسی عورت نے کسی پر ظلم کر رکھا ہو یا کسی کا کوئی حق اس کے ذمہ ہو اور وہ حج کو جارہی ہے، تو وہ بمنزلہ ایک قرضدار کے ہے، قرض خواہ گویا کہ اس سے یہ کہتا ہے کہ تو کہاں جارہی ہے؟ کیا تو اس حالت میں بارگاہ رب العالمین کے دربار میں حاضری کا ارادہ کرتی ہے تو تو مجرم ہے، اس کے حکم کو ضائع کر رہی ہے، حکم عدولی کی حالت میں حاضر ہو رہی ہے، کیا تو نہیں ڈرتی کہ وہ تجھ کو مردود کر کے واپس کر دے، اگر تو قبولیت کی خواہشمند ہے، تو اس ظلم سے توبہ کر کے حاضر ہو۔ اس کی مطیع فرمانبردار بن کر پہنچ ورنہ تیرا یہ سفر ابتداء اور انتہاء کے اعتبار سے مردود ہونے کے قابل ہے۔

و إن كانت عن ذنب يتعلق بالعباد ، فإن كانت من مظالم الأموال فتوقف التوبة منها مع ما قدمنا فی حقوق الله تعالى على الخروج عن الأموال ، و إرضاء الخصم.(مناسک ملا علی القاری ۷)

مسئلہ: جس کسی کا مالی حق آپ کے ذمہ ہے اگر وہ مر گیا ہے تو اس کے وارثوں کو ادا کریں یا ان سے معاف کرائیں اور اگر اصحابِ حق کا پتہ وغیرہ معلوم نہیں اور ان تک رسائی ممکن نہیں تو جس قدر مالی حق ان کا آپ کے ذمہ ہے ان کی طرف سے صدقہ کر دیں اور اگر ہاتھ یا زبان سے ان کو تکلیف پہنچائی تھی تو ان کے لئے کثرت سے دعائے مغفرت کرتے رہیں ان شاء اللہ حقوق کے وبال سے نجات کی امید ہے۔إذا كان عليه ديون لأناس لا يعرفهم من غضوب و مظالم ، يتصدق بقدرها على الفقراء على عزيمة القضاء إن وجدهم مع التوبة إلى الله تعالى فإنه يعذر.

(مناسک ملا علی قاری ص ۷)

مسئلہ: بالغ ہونے کے بعد سے کسی عورت کے ذمہ قضاء شدہ نماز روزہ اتنی مقدار میں ہے جن کو سفر حج سے پہلے پورا نہیں کر سکتی تو ان نمازوں کی قضاء پڑھنی شروع کر دے اور اللہ تعالی سے معافی مانگتی رہے۔ وإن كانت عما ترك فيه من حقوق الله تعالى، كصلاة ، فلاتنفعه التوبة مالم يقض مافاته ، ثم يندم ، ويستغفر الله تعالى. (مناسک ملا علی قاری ص ۷)

ایک اہم تنبیہ: ایک اہم پہلو جس کی طرف حج پر آنے والی بہت سی خواتین بہت کم توجہ فرماتی ہیں، جو حقوق العباد کا ایک اہم پہلو ہے، وہ یہ کہ اکثر ساس، بہو اور نند اور دیورانی و جیٹھانی کے درمیان رسہ کشی ہوتی ہے اور ایک دوسری کے حقوق بے دردی سے پامال کرتی رہتی ہیں، اور اسکا احساس تک نہیں ہوتا۔ جبکہ اسلام میں ایک دوسرے کے حقوق کو بہت اہمیت دی گئی ہے اس لئے حج کا سفر کرنے سے پہلے تمام آپس کے جھگڑوں کو ختم کر دینا چاہئے، اور ہر ایک سے معافی مانگنا اور دلی صلح جوئی کرنا چاہئے۔ تاکہ حج مبرور نصیب ہو۔

محرم کے مسائل

سوال: محرم کسے کہتے ہیں؟

جواب: محرم وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ کبھی بھی نکاح جائز نہیں خواہ نسبی رشتہ کی وجہ سے، یا دودھ کے رشتہ کی وجہ سے ۔ والمحرم من لايجوز له مناكحتها على التأبيد بقرابة أورضاع أوصهرية.

(رد المحتار ج ۲/ ۱۹۹)

مسئلہ: فروعِ والدین جیسے بھائی، بہن، بھانجا، بھانجی، بھتیجا، بھتیجی، اور

ان کی اولاد جہاں تک نیچے کے درجہ کی ہو سب کے سب محرم ہیں۔

مسئلہ: چچا، تایا، پھوپھی، خالہ، ماموں، محرم ہیں۔

مسئلہ: عورت کے لئے اس کی بھانجی کا بیٹا محرم ہے کیونکہ ان کے درمیان نکاح حرام ہے تو وہ اس کے لئے محرم ہوا، عورت اپنی بھانجی کے بیٹے کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے اتنا احتیاط کیا جائے کہ وہ فاسق و فاجر نہ ہو، فاسق فاجر پر اطمئنان نہیں ہوتا۔ فقہاء کرام اس کے ساتھ سفر کرنے سے منع کرتے ہیں۔

مسئلہ: داماد (سگی بیٹی کا شوہر) اپنی ساس کے لئے محرم ہے ان میں ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے، لہذا ساس داماد کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ج۸/۲۸۷)

مسئلہ: سوتیلی ساس اپنے سوتیلے داماد کے ساتھ حج نہیں کر سکتی، کیونکہ سوتیلا داماد محرم نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ج۸/۳۰۸)

مسئلہ: عورت اپنے حقیقی بھتیجے کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے، لیکن شوہر کے بھتیجے کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے، کیونکہ عورت کے لئے شوہر کا بھتیجہ محرم نہیں ہے۔

مسئلہ: خنثی مشکل (جس کی جنس معلوم نہ ہو سکے کہ مرد ہے یا عورت) بھی عورت کے حکم میں ہے یعنی اس کے لئے بھی محرم کا ہونا شرط ہے۔ (معلم الحجاج ص ۵۵) (والخنثى) أى المشكل (كالأنثى) أي فى الأحكام المختصة بالنساء ، فيشترط فى حقه ما يشترط فى حق المرأة احتياطا ۔(مناسک علی قاری ۵۸)

مسئلہ: بہنوئی کے ساتھ سفر کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔

منہ بولا بھائی

مسئلہ: منہ بولا بھائی محرم نہیں ہوتا اور اس کو محرم ظاہر کرنا غلط بیانی ہے اور سخت

گناہ ہے اس کے ساتھ سفر جائز نہیں۔

عورت کا جیٹھ

مسئلہ: عورت کا جیٹھ نامحرم ہے اور نامحرم کیساتھ حج پر جانا جائز نہیں ہے۔

بہن کا دیور

مسئلہ: بہن کا دیور محرم نہیں ہوتا، اور محرم کے بغیر حج یا عمرہ کے لئے جانا جائز نہیں۔

دودھ شریک بھائی

مسئلہ: عورت اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے۔

(فتاوی محمودیہ ج۳/۱۸۹)

بیٹی کا سسر

مسئلہ: عورت کا بیٹی کے سسر کے ساتھ حج کو جانا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ محرم نہیں ہے۔

ممانی کے ساتھ سفر حج

مسئلہ: ممانی شرعا محرم نہیں، اس لئے وہ شوہر کے حقیقی بھانجے کے ساتھ حج پر نہیں جاسکتی ہے۔

عورت کا کسی دوسری عورت کے ساتھ حج کو جانا

مسئلہ: عورت کا کسی ایسی عورت کے ساتھ سفر حج کرنا جس کا شوہر ساتھ ہو، یا

ایسی خاتون کے ساتھ جانا جس کے ساتھ اس کا محرم ہو جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ج۴/۸۶)

پیر کے ساتھ سفر حج

مسئلہ: پیر غیر محرم کے ساتھ عورت کو حج کا سفر جائز نہیں ہے۔

عورت کا ملازم

مسئلہ: عورت کا ملازم محرم نہیں ہے اس لئے اس کے ساتھ سفر حج یا کوئی سفر تنہا جائز نہیں ہے۔ اس کے ساتھ تنہا سفر کرنے سے سخت گنہگار ہو گی۔

عمر رسیدہ محرم

مسئلہ: عمر رسیدہ محرم کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ اور غیر محرم بوڑھے کے ساتھ جائز نہیں۔

مسئلہ: محرم کو بھی اسی وقت سفر میں جانا جائز ہے جب کہ فتنہ و شہوت کا اندیشہ نہ ہو اگر ظنِ غالب یہ ہے کہ سفر کرنے کی صورت میں خلوت (تنہائی) میں یا ضرورت کے وقت چھونے سے شہوت ہو جائے گی تو اس کو ساتھ جانا جائز نہیں ہے۔ (معلم الحجاج)

پندرہ برس کا بچہ محرم ہے یا نہیں

سوال: ایک عورت بذریعہ طیارہ (ہوائی جہاز) حج کے لئے جا رہی ہے۔ جدہ سے شوہر ہمراہ ہے اور وطن سے اس کا لڑکا ہمراہ ہے جس کی عمر پندرہ برس کی ہے، حافظ قرآن، ہوشیار ہے وہ محرم ہے یا نہیں۔ ہمراہیوں میں دیور اور اس کی بیوی

بھی ہے

جواب: یہ بچہ محرم ہے بلا تکلف اس کے ساتھ جا سکتی ہے، مراہق یعنی قریب البلوغ ہو اور ہوشیار بھی ہو تو وہ محرم کے حکم میں ہے جوہرہ میں۔المراهق بالغ (جلد ا ص ۱۵۴ کتاب الحج تحت قوله ويعتبر في المراة) پندرہ برس کا بچہ بالغ سمجھا جائے گا اس کے ہمراہ والدہ کا سفر جائز ہے منع نہیں۔(فتاوی رحیمیہ ج۸/۵۵)

مراہق محرم کے ساتھ سفر کر سکتی ہے یا نہیں

سوال: کتنی عمر کا بچہ مراہق تصور ہو گا۔اور مراہق محرم کے ساتھ سفر جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فقہاء کرام نے بارہ سال سے پندرہ سال تک کے بچے کو مراہق شمار کیا ہے، اگر مراھق سوجھ بوجھ رکھتا ہو تو اسکے ساتھ سفر جائز ہے بشرطیکہ اس میں بلوغ کی کوئی علامت نہ پائی جائے۔ اگر علامتِ بلوغ پائی جاتی ہے تو وہ بالغ ہے بالغ محرم کے ساتھ تو سفر جائز ہے ہی، ہاں اگر بالغ محرم فاسق ہو اس سے اطمئنان نہ ہو تو اس کے ساتھ سفر نہ کرے۔ اور محرم سوجھ بوجھ رکھنے والے مراہق کے ساتھ سفر جائز ہے۔ شرح فتح القدیر میں ہے۔ ولا تسافر مع عبدها و المحرم غير المراهق بخلاف المراهق و حده ثلاثة عشر أو اثنتا عشر سنة .

(فتح القدير جزء ۹ص ٤٧٠ فصل على الزوج أن يسكنها فى دار)

عورت کے لئے بلا محرم سفر کرنے سے متعلق سوال اور اس کا تفصیلی مدلل جواب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام کہ عورت کو بلا محرم سفر حج کرنا کیسا ہے؟ اور کیا جوان اور بوڑھی کا کچھ فرق ہے؟ اور قافلہ میں دیندار مرد پرہیز گار مرد بھی ہوں تو کیا بلا محرم عورت کو حج کے لئے اجازتِ سفر ہے؟

جواب: عورت کے لئے بلا محرم سفر کرنا جائز نہیں اگرچہ کتنی ہی بوڑھی ہو یا دوسری دیندار عورتوں کے ساتھ ہو۔قال فی البحر (ج٦ص٣٦٥): بعد نقل الأحاديث فأفاد هذا كله أن النسوة الثقات لا تكفي الخ.

اگرچہ قافلہ میں دیندار پرہیز گار مرد بھی موجود ہوں سفر حج ہو یا سفر عمرہ یا اور کوئی سفر ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بغیر محرم سفر کرنے سے مطلقا منع فرمایا ہے، اس میں بوڑھی جوان کی کوئی قید بیان نہیں فرمائی، لہٰذا بوڑھی ہو یا جوان ہو یا کسی بھی نوعیت کا سفر ہو اس ممانعت میں داخل ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا: لا يحل لإمرأةٍ تؤمن بالله واليوم الآخرأن تسافر سفراً يكون ثلاثة أيام فصاعداً إلا ومعها أبوها أو ابنها أو زوجها أوأخوها أوذو محرم منها۔(رواہ مسلم)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر عورت کے اور مکہ مکرمہ کے درمیان تین دن کی مسافت یا اس سے زیادہ ہے تو اس کیلئے بغیر محرم کے حج وعمرہ کو جانا جائز نہیں ہے اور کوئی دوسرا سفر بھی جائز نہیں اور تین دن کی مسافت اڑتالیس میل ہے، جس کی مقدار مفتی بہ قول کے مطابق تقریباً سوا ستتر (۷۷ء۲۴) کیلو میٹر ہے اور جیسا کہ جمہور علماءِ ہند کا فتوی ہے۔ (مسائل السفر للشيخ رفعت

القاسمی ص ٣٨-٣٩)(وفی تحدید مسافة السفر اقوال أخری للعلماء رحمهم الله تعالی: منهم من جعلها ٨٨كيلو مترا تقريباً ومنهم من جعلها ٩٨كيلومتراًمع شیء زائد ، انظرحاشية التسهيل الضرورى لمسائل القدورى (ج ١ / ٧١) لوالدي الشيخ محمد عاشق الهي البرني رحمه الله تعالی)اور ایک حدیث شریف میں دو دن کا سفر بھی بغیر محرم کے کرنا منع آیا ہے یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں باب حج النساء میں امام بخاری نے روایت کی ہے جو یہاں ہم نقل کررہے ہیں عن ابي سعيد -رضی الله عنه- عن النبی ﷺ ان لا تسافر امرأة مسيرة يومين ليس معها زوجها او ذو محرم۔(رواہ البخاری: کتاب الحج: باب حج النساء۔(رقم ١١٢٢-ج ٢-ص ٣٨٨)

اور ایک حدیث شریف میں ایک دن ایک رات کا سفر بھی بلا محرم کے ناجائز قرار دیا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے عن ابی هريرة-رضی الله عنه- قال قال النبی ﷺ لا يحل لامرأة تؤمن بالله و اليوم الآخر ان تسافر مسيرة يوم و ليلة ليس معها حرمة۔(صحيح البخارى رقم١٠٢٦ ج٤ /ص٢٣٤)

بعض فقہاء نے اس حدیث بالا کی روشنی میں فتنہ کے دور میں اس پر فتوی دیا ہے کہ عورت ایک دن ایک رات کی مسافت کا سفر بھی بغیر محرم کے نہ کرے، جس کی مقدار سولہ میل ہے (مناسک ملا علی قاری ص ٥٧) میں ہے۔وروي عن أبي حنيفة و أبي يوسف رحمهماالله كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد و ينبغی أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو ردالمحتار میں نقل کیا ہے ۔ (ردالمحتار ج ۲/ص ۱۴٦ بیروت قدیم)

تنبیہ: نابالغ محرم کے ساتھ سفر جائز نہیں محرم کا بالغ اور عاقل ہونا شرط ہے۔

عورت کے لئے ہوائی جہاز میں بھی بلا محرم سفر کرنا جائز نہیں

سوال: آج کل ہوائی جہاز سے چند گھنٹوں میں اپنے ملک سے جدہ ائیر پورٹ پہنچ جاتے ہیں، تو کیا اب بھی خواتین کے لئے بلا محرم سفر جائز نہیں؟

جواب: اپنے ملک سے جدہ ائیر پورٹ یا مدینہ ایئرپورٹ تک کے سفر میں بھی محرم کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اڑتالیس میل یعنی تقریبا (۷۷ء۲۴) سوا ستتر کلو میٹر سفر شرعی ہے اسمیں محرم کا ہونا ضروری ہے چاہے جتنی جلدی سفر طے ہو جائے۔ اور احتیاطی فتوی کے مطابق تو سولہ میل (یعنی تقریباً ۲۵ کیلو میٹر) کا سفر بھی بلا محرم جائز نہیں کیونکہ فتنوں کا دور ہے۔ جیسا کہ شرح اللباب (مناسک ملا علی قاری) میں اس پر فتوی دیا ہے اور اس فتوی کو علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالی نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ وروی عن أبي حنيفة و أبي يوسف رحمهماالله كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد و ينبغي ان يكون الفتوى عليه لفساد الزمان . (شرح اللباب)

ويؤيده حديث الصحيحين لا يحل لامرأة تؤمن بالله و اليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم و ليلة إلا مع ذى محرم عليها.

علامہ شامی رحمہ اللہ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے ثم قال ابن

عابدين لكن قال فى الفتح ثم إذا كان المذ هب الاول فليس للزوج منعها إذا كان بينها و بين مكة أقل من ثلاثة أيام .

(ردالمحتارج ۲ص ۱۴۶ طبعۃ بیروت قدیم)

سوال: بعض عورتیں جھوٹ بول کر، نامحرم کو اپنا محرم بنالیتی ہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ دوہرا گناہ ہے، جھوٹ بولنے کا، اور بغیر محرم کے سفر کرنے کا۔ (فتاوی فریدیہ ج۴/۲۳۱)

عورت کو آخری عمر تک محرم نہ ملنے پر حج بدل کرانے کی وصیت کرنا

سوال: ایک عورت بیوہ ہے اور مقدار حج اس کے پاس پیسیہ ہے، لیکن اس کے ساتھ جانے والا محرم کوئی بیٹا ہے نہ باپ، نہ بھائی، غرض کوئی شخص محرم نہیں، ایسی صورت میں اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟ اگر فرض ہے تو غیر شخص کے ساتھ جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر حج اس پر فرض نہیں ہے تو یہ عورت کچھ پیسے یا مقدار حج سارا پیسہ کسی نیک کام میں خرچ کرے تو اس کو حج کا ثواب مل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر پیسے کی مقدار اتنی ہے کہ صرف اس عورت کے حج کو کافی ہو جائے تب تو حج فرض ہی نہیں، فى الدر المختار ومع زوج أومحرم بالغ عاقل إلى قوله مع وجوب نفقة لمحرمها عليها.فى رد المحتار قوله مع وجوب النفقة .الخ أي فيشترط أن تكون قادرةعلى نفقتها

ونفقته.....الخ(ردالمحتارج۱/۲۳۴)

اور اگر دو شخصوں کے لائق خرچ ہے(یعنی اپنا اور اپنے محرم کا) تو نفس وجوب تو اس پر ہو گیا ہے وجوب ادا نہیں ہوا بوجہ محرم نہ ہونے کے، اس لئے اس کو اجنبی کے ساتھ سفر کرنا تو جائز نہیں، لیکن پیسہ محفوظ رکھے شاید کوئی محرم میسر ہو جائے ،اور اگر اخیر عمر تک میسر نہ ہو تو وصیت کر جائے کہ مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج بدل کرا دیا جائے یا موت سے پہلے ایسی حالت ہو جائے کہ اگر محرم بھی مل جائے تب بھی سفر نہ کر سکے تب بھی حج بدل کرا سکتی ہے۔فی رد المحتار والذی اختاره فی الفتح انه مع الصحة وامن الطريق شرط وجوب الأداء فيجب الإيصاء۔الخ.

(ردالمحتار(۲/۲۳۵)(امدادالفتاوی ج۲/۱۵۵)

تنبیہ: اگر کئی سال یہ رقم محرم کے انتظار میں جمع رہی تو ہر سال اس مال کی زکاۃ دینالازم ہے۔

محرم میسر نہ ہونے کی وجہ سے حج بدل کرا دیا اور بعد میں محرم میسر ہو گیا تو کیا حج دوبارہ کرنا ضروری ہے؟

سوال: ایک عورت حج کو جانا چاہتی ہے مگر کوئی اس کا محرم نہیں ہے شوہر اور سب محرم وفات پا چکے، صرف اکیلی عورت ہے اور ایک لڑکا لے پالک ہے لڑکے کی عمر ۱۵ برس ہے، عورت کی عمر بھی ۵۰ سال ہے، عورت پر حج فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حج بھر کا پیسہ دیا ہے، کیا پالے ہوئے لڑکے کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے ؟ یا محلہ کی عورت اپنے محرم کے ساتھ جا رہی ہو تو یہ عورت بھی اس عورت کے

ساتھ جاسکتی ہے یا نہیں؟ یا یہ کہ حج بدل کرادے کیونکہ اگر عورت مرگئی تو اس کا حج بدل کوئی نہیں کرائیگا، تینوں مسئلوں کا جواب برائے مہربانی عنایت فرمائیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں اس خاتون کو اپنی طرف سے حج بدل کرادینا چاہئے اپنے لے پالک کے ساتھ یا پڑوس کی عورتوں کیساتھ جانا جائز نہیں، لیکن اس وقت کا حج بدل کرایا ہوا اس شرط کے ساتھ معتبر ہوگا کہ عمر بھر بھی کوئی محرم نہ ملے اور اگر کسی وقت محرم مل گیا مثلاً نکاح کرلیا اور شوہر ساتھ چلنے پر راضی ہو اور اس وقت بھی روپیہ بقدر حج عورت و محرم کیلئے موجود ہو یا بعد کو جمع ہو گیا ہو تو حج دوبارہ کرنا ضروری ہوگا۔

قال فی الشامیة(۲ /۳۹۰):تحت قول الدر:هذاإذاكان العجز كالحبس والمرض يرجى زواله وإن لم يكن كذلك كالعمي والزمانة سقط الفرض بحج الغير عنه فلا إعادة مطلقا سواء استمر به ذلك العذر أم لا ـ ما نصه ومن العذر الذى يرجى زواله عدم وجود المرأة محرما إن دام عدم المحرم إلى أن ماتت فيجوز كالمريض إذا أحج ودام المرض إلى أن مات،فإنه أظهر رأيه أولاً ثم أشار إلى أصل المذهب . والله تعالى أعلم۔

(إمداد الأحكام ۲/۱۵٦-۱۵۷)

عورت حج کے لئے غیر محرم کے ساتھ جانا چاہے تو شوہر اس کو روک سکتا ہے

سوال: ایک عورت حج کیلئے اپنے پھوپھی زاد بھائی اور خالہ زاد بھائی

اور بہن اور دیگر عورتوں کے ہمراہ جانا چاہتی ہے شوہر روکتا ہے آیا شرعاًاس کو روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

جواب: پھوپھی زاد بھائی خالہ زاد بھائی محرم نہیں۔والمحرم من لا يجوز له مناكحتها على التأبيد بقرابة أو رضاع أوصهرية . (رد المحتار كتاب الحج تحت قوله مع زوج أو محرم ج؟ /۱۹۹)

اگر عورت کو حج پر جانے کیلئے محرم میسر ہے اور دیگر شرائط بھی پورے ہیں تو شوہر کیلئے جائز نہیں کہ اپنی بیوی کو حج فرض سے روکے کیونکہ شوہر کو فرائض سے روکنے کا اختیار نہیں اور اگر شوہر روکے تو شوہر کی بات نہ مانے جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے۔"لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق" الحديث۔ وفی الدر المختار : وليس لزوجها منعها عن حجة الإسلام. (كتاب الحج ج۲/۲۰۰)

اور اگر محرم میسر نہیں اور شوہر خود بھی بعض اعذار کی وجہ سے بیوی کے ساتھ نہیں جاسکتا تو اپنی بیوی کو بلا محرم سفر کرنے سے روک سکتا ہے۔

وضاحت: بیوی کو اخلاقاً اپنے شوہر سے حج کو جانے کیلئے اجازت لینی چاہئے تاکہ اس کو بھی اجازت دینے کی وجہ سے اجر مل جائے، اگر اجازت نہ دے تب بھی محرم کے ساتھ حج فرض ادا کرنے چلی جائے۔

سوال: ایک خاتون پیدل حج کرنا چاہتی ہے تو کیا خاوند اس کو روکنے کا حق رکھتا ہے ؟

جواب: اگر عورت پیدل حج کو جانا چاہے تو ولی یا شوہر کو پیدل حج کرنے سے روکنے کا حق ہے ۔و لو ارادت أن تحج ماشية، كان

لولیھا وزوجھا منعھا.(غنیۃ الناسک ص۲۹)

جس عورت نے غیر محرم کیساتھ حج ادا کر لیا تو کیا فرض ساقط ہو گیا

سوال: ایک عورت نے غیر محرم کے ساتھ جا کر حج ادا کر لیا تو کیا جو فرض اس کے ذمہ تھا وہ ساقط ہو گیا؟، اور عورت پر غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ ہے یا نہیں؟

جواب: حج اس کا ادا ہو گیا اور فرض ساقط ہو گیا، اور غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ اس پر ہوا توبہ واستغفار کرے۔ در مختار میں ہے: ولوحجت بلا محرم جاز مع الکراھۃ ۔الخ أی الکراھۃ التحریمیۃ(در مختار /کتاب الحج ۲/۴۶۵)

یعنی اگر کسی خاتون نے بلا محرم کے حج کر لیا تو حج ادا ہو گیا مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ لہذا حج مبرور نہ بنے گا۔

حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ

سوال: بعض خواتین (جن کی مالی حالت اچھی ہے لیکن کوئی محرم وغیرہ نہیں) جماعت کی شکل میں حج کے لئے جانا چاہتی ہیں اس طرح قافلہ بنا کر جانا کیسا ہے؟ کوئی ذی حیثیت عورت حج کرنا چاہتی ہے اور دوسری عورتوں کو بھی اپنے ساتھ حج کروانا چاہتی ہے مگر کوئی محرم نہ ہو تو کیا وہ حج سے محروم رہے؟

جواب: بلا محرم سفر حج جائز نہیں قافلہ میں اگر دیندار مرد موجود ہوں اور محرم نہ ہوں تو عورت کے لئے اس قافلے کے ساتھ سفر جائز نہیں تو تنہا عورتوں کے

قافلے کے ساتھ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

وعن النبي ﷺ : ألا لا تحجن امرأة إلا ومعها محرم .

(رواه الدار قطنی فی سننه وأبو یعلی فی مسنده باسناد صحیح)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبر دار کوئی عورت بغیر محرم کے ہر گز حج نہ کرے۔

خواتین کیلئے بلا محرم سفر ممنوع ہونے کی حکمت

سوال: خواتین کے لئے بلا محرم حج کو جانا کیوں منع ہے اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: بشری تقاضہ کے طور پر مرد کا میلان عورت کی طرف اور عورت کا میلان مرد کی طرف ہوتا ہی ہے اور شیطان ملعون بھی معاصی میں مبتلا کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا رہتا ہے حدیث شریف میں ہے۔ عن أسامةبن زيد - رضي الله عنه- قال قال رسول الله ﷺ : ما تركت بعدى فتنة أضر على الرجال من النساء.(متفق عليه)

کہ مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں

ایک دوسری حدیث میں ہے۔ قال رسول الله ﷺ : واتقوا النساء فإن أول فتنة بنى إسرائيل كانت فى النساء .

(رواه مسلم عن أبى سعيد الخدرى رضي الله عنه فى باب اكثر اهل الجنة الفقراء)

کہ عورتوں (کے فتنہ) سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں ہی کی صورت میں تھا۔

اور حدیث شریف میں ہے: عن الحسن مرسلا قال بلغنى أن رسول الله ﷺ قال : لعن الله الناظر والمنظور إليه.(رواه البيهقى فى شعب

الایمان ٦ /١٦٢)

ترجمہ: اللہ کی لعنت ہو بد نظری کرنے والے پراوراس پرجواپنے آپ کو بد نظری کیلئے پیش کرے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا گیا عورت کے لئے کیا بہتر ہے؟ فرمایا: نہ وہ کسی مرد کو دیکھے اور نہ کوئی مرد اس کو دیکھے۔

(مسند بزار ج۲/۱۹۹)

حدیث شریف میں ہے کہ عورت شیطان کی صورت میں آتی اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے۔

عن جابر - رضي الله عنه - قال قال رسول الله ﷺ إن المرأة تقبل فی صورة شيطان وتدبر فی صورة شيطان.(مسلم۷/۱۸۰)

اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:المر أةعورة اذا خرجت من بيتها استشرفها الشيطان .(رواه الترمذي وقال هذاحديث حسن غريب)

یعنی عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے چنانچہ جب کوئی عورت (اپنے پردہ سے باہر) نکلتی ہے تو شیطان اس کو مردوں کی نظر میں اچھا کرکے دکھاتا ہے۔

گھر سے باہر نکلنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو تاکید فرمائی ہے: ﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ﴾

(الأحزاب: ٣٣)

ترجمہ: اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور قدیم جہالت کے دستور کے موافق نہ پھرو۔(انوار البیان)

البتہ بوقت ضرورت شرعیہ وطبعیہ بلا آرائش وزیبائش کے سادہ اور غیر جاذب

لباس میں شرعی پابندی اور احتیاطی تدابیر اختیار کرکے نکلے تو اس کی اجازت ہے، باری تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ (النور: ٣١)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے ایمان والی عورتوں کو کہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت رکھیں اپنے ستر کی اور نہ دکھلائیں اپنا بناؤ سنگار مگر جو اس میں سے ظاہر ہو جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ج٨/٣٠٨)

فائدہ: اور بعض مرتبہ خواتین کے ساتھ اچانک ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ بغیر محرم کے وہ انتہائی پریشانی کا شکار ہو جاتی ہیں، شریعت اسلامیہ نے حفظ ماتقدم کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ اس لئے محرم کے ساتھ سفر کرنے کا عورت کو پابند کیا ہے۔

حج یا عمرہ پر جانے والی خاتون کے شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے تو کیا کرے؟

سوال: جو خاتون عازم حج ہو اور اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے یا اس کو طلاق ہو جائے یا محرم کا انتقال ہو جائے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: اس میں کئی صورتیں ہو سکتی ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں اور ان سب کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

صورت نمبر (١): اگر یہ خاتون ابھی سفر حج یا سفر عمرہ کے لئے روانہ نہیں ہوئی تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا اور ابھی وہ عدت میں ہے روانگی میں چار ماہ اور دس دن سے کم وقت رہ گیا تو اب اس کو حج کا سفر ملتوی کرنا ضروری ہے

اور عدت پوری کرنی لازم ہے ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے : ﴿ وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ﴾ (البقرة: ٢٣٤)

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیویاں اپنی جانوں کو روکے رکھیں چار مہینے دس دن۔

(انوار البیان ج۱/ص۳۷۰)

اور حدیث شریف میں ہے أنّ النبی ﷺ قال لفريعة بنت مالک امكثي فی بيتک حتی يبلغ الكتاب أجله.

(أخرجه الترمذي بإسناد صحيح۴/۴۶۱)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فریعہ بنت مالک رضی اللہ تعالی عنھا سے فرمایا اپنی گھر میں ٹھہری رہو یہاں تک عدت پوری ہو جائے۔

صورت نمبر (۲): اگر یہ خاتون حج کا عزم کر چکی ہے لیکن ابھی حج کیلئے روانہ نہیں ہوئی اور اس کو طلاق بائن ہوگئی تو اس حالت میں بھی سفر حج ملتوی کر کے عدت گزارنی ضروری ہے اور اسکی عدت تین حیض ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿ وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ ﴾ (البقرة: ٢٢٨)

ترجمہ: اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنی جانوں کو روکے رکھیں تین حیض آنے تک۔ (انوار البیان ج۱/ص۳۵۳)

اور یہی حکم رجعی طلاق کا بھی ہے جب کہ شوہر رجوع نہ کرے ھدایہ میں ہے: و لايجوز للمطلقة الرجعية و المبتوتة الخروج من بيتها ليلا و لانهارا واستدل صاحب الهداية لذلک بقوله تعالى ﴿ لَا

﴿ تُخۡرِجُوهُنَّ مِنۢ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخۡرُجۡنَ إِلَّآ أَن يَأۡتِينَ بِفَٰحِشَةٖ مُّبَيِّنَةٖۚ ﴾ (الطلاق: ١)

صورت نمبر (٣): اگر خاتون حج کا عزم کر چکی ہے اور ابھی روانہ نہیں ہوئی کہ محرم کا انتقال ہو گیا مثلاً اس کے ساتھ حج میں باپ بھائی، تایا، چچا، ماموں میں سے کوئی جارہا تھا اور اس کا انتقال ہو گیا تو اس صورت میں وہ خاتون شوہر یا کسی دوسرے محرم کو حج میں ساتھ لیجانے کے لئے راضی کرے اور اس سلسلہ کی قانونی کوشش کرے اگر دوسرا محرم میسر ہو جائے تو حج کو چلی جائے ورنہ اس سال حج ملتوی کر دے کیونکہ بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں چاہے سفر حج ہو یا سفر عمرہ یا کوئی بھی سفر ہو۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا و معها ذومحرم .(أخرجه البخارى رقم١٠٨٦-٨٧)

ترجمہ: اور کوئی عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔ (پہلے زمانہ میں ایک دن میں سولہ میل سفر طے کرتے تھے اس اعتبار سے تین دن سفر کرنے کی مقدار اڑتالیس میل ہوتی ہے جو کہ مفتیٰ بہ قول کے اعتبار سے آجکل ۷۷ء۲۴ کلو میٹر ہے) اس کی مزید تفصیل محرم کے مسائل میں دیکھیں۔ نیز ایک دوسری حدیث شریف میں وارد ہے۔ عن النبي ﷺ : ألا لا تحجن امرأة إلا ومعها محرم .(رواه الدار قطني وأبو يعلى بإسناد صحيح)

صورت نمبر (٤): سفر حج میں روانہ ہونے کے بعد اگر شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے اور یہ حادثہ ایسی جگہ پیش آئے کہ عورت کا گھر اور مکہ مکرمہ دونوں ہی مسافت سفر سے کم مسافت پر واقع ہیں تو ایسی صورت میں عورت کو چاہئے کہ

اپنے گھر واپس چلی جائے۔ عنایہ شرح ھدایہ میں اس مسئلہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ إما أن يكون بينها(مكة) و بين مصرها أقل من ثلاثة أيام أو ثلاثة أيام فصاعدا فإن كان الأول رجعت إلى مصرها سواء كان بينها و بين مقصدها ثلاثة أيام أو دونها(عناية شرح هداية)اور شرح فتح القدیر میں ہے(أن الرجوع أولى ليكون الاعتداد فى منزل الزوج).

صورت نمبر(۵): اور اگر یہ حادثہ ایسی جگہ پیش آیا کہ اس کا گھر مسافت سفر سے کم پر واقع ہے، اور مکہ مکرمہ مسافت سفر پر ہے یعنی ۴۸ء۷۷ کیلو میٹر یا اس سے زیادہ ہے، تو اس کو اپنے گھر واپس ہو کر اپنی عدت پوری کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ اس جگہ سے اس کا گھر مسافت سفر سے کم پر واقع ہے ، اور مکہ مکرمہ مسافت سفر پر ہے لہٰذا اس کا گھر واپس آنا سفر کرنے میں شمار نہ ہو گا۔ اور مکہ مکرمہ جانا سفر میں شمار ہو گا جو کہ اس حالت میں جائز نہیں۔

بدائع الصنائع میں ہے۔فان كان منزلها أقل من مدة سفر وإلى مكة مدة سفر فانها تعود إلى منزلها لأنه ليس فيه إنشاء سفر فصارت كأنها فى بلدها۔(بدائع ۲/۳۰۱)

صورت نمبر(۶): اگر حادثہ ایسی جگہ پر پیش آیا کہ اس عورت کا گھر اور مکہ مکرمہ دونوں ہی مسافت سفر پر واقع ہیں تو اگر حادثہ کے وقت وہ عورت کسی شہر میں ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس شہر سے باہر نکلے اور اپنا سفر مکہ معظمہ کی طرف جاری رکھے چاہے اس کو محرم بھی میسر ہو بلکہ اس شہر میں وہیں رہ کر اس کو عدت پوری کرنا ضروری ہے۔ اور یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک

ہے کیوں کہ اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے۔

﴿ وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ﴾ (البقرة : ٢٣٤)

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیویاں اپنی جانوں کو روکے رکھیں چار مہینے دس دن۔

(انوار البیان ج ۱/ ص ۳۷۰)

بدائع الصنائع میں ہے۔ فإن كان من الجانبين مدة سفر فإن كانت فى المصر فليس لها أن تخرج حتى تنقضي عدتها فى قول أبي حنيفة رحمه الله وإن وجدت محرماً، وعند أبي يوسف ومحمد لها أن تخرج إذا وجدت محرماً،وليس لها أن تخرج بلا محرم بلا خلاف .

صورت نمبر (۷): اگر یہ حادثہ ایسی جگہ پیش آیا کہ وہ جگہ یا تو صحرا و جنگل ہے ،یا ایسا دیہات یا مقام ہے جہاں اس عورت کی جان ومال محفوظ نہیں ، تو ایسی صورت میں اس کے لئے جائز ہے کہ وہ سفر جاری رکھے اور کسی ایسی قریبی جگہ پہنچ جائے جہاں امن وامان ہو اور وہاں سے نہ نکلے یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے ، خواہ اس کو محرم میسر ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں سفر حج کو ملتوی کر دے، اور اگر احرام باندھ چکی تھی تو حدود حرم میں ایک بکرا ذبح کروا کر احرام سے نکل جائے۔

بدائع الصنائع میں ہے : وإن كان ذلک فى المفازة أو فى بعض القرى بحيث لا تأمن على نفسهاومالها فلها أن تمضى فتدخل موضع

الأمن ثم لا تخرج منه فی قول أبي حنيفة سواء وجدت محرما أو لا، وعندهما تخرج إذا وجدت محرماً.(بدائع ۳۰۱/۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحبین کے نزدیک مذکورہ بالا صورت میں اگر محرم میسر ہو جائے تو مکہ مکرمہ پہونچ کر افعالِ حج پورا کرنا جائز ہے۔ اور اگر محرم میسر نہ ہو تو بالاتفاق عدت پوری کرے اور مکہ مکرمہ روانہ نہ ہو اور صورت نمبر چھ میں بھی یہی تفصیل ہے۔

صورت نمبر (۸): اوراگر یہ حادثہ ایسی جگہ پیش آیا کہ مکہ مکرمہ وہاں سے مسافت سفر سے کم ہے، اور اس کا گھر مسافت سفر پر واقع ہے، تو اس کو چاہیئے کہ مکہ کی طرف اپنا سفر جاری رکھے، اور اپنے افعالِ حج پورے کرے، اس صورت میں اس کے ساتھ محرم کا ہونا بھی لازم نہیں۔

بدائع الصنائع میں ہے: وإن كان إلى مكة أقل من مدة سفر وإلى منزلها مدة سفر مضت إلى مكة لأنها لا تحتاج إلى محرم فی أقل مدة من سفر .(بدائع ۳۰۱/۲)

یہ صورت جدہ پہونچنے کے بعد ہو سکتی ہے کیونکہ جدہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان مسافت سفر نہیں ہے۔ہاں ایسی خاتون جو جدہ ہی میں مقیم ہے اور وہ حج کا عزم کر چکی تھی کہ اس کو طلاق ہو گئی یا شوہر کا انتقال ہو گیا تو وہ شوہر کے گھر میں عدت پوری کرے۔اور اس سال حج کا ارادہ ملتوی کرے۔اور عدت پوری کرنے کی دلیل اس سے پہلے ہم صورت نمبر ایک میں قرآن پاک سے دے چکے ہیں وہاں دیکھ لی جائے۔

صورت نمبر (۹): اوراگر شوہر کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا تو اصل مسئلہ یہ ہے

کہ یہ خاتون مدینہ منورہ ہی میں اپنی عدت پوری کرے اور حج کو نہ جائے کیونکہ یہ عدت میں بھی ہے اور محرم بھی میسر نہیں ہے لیکن اگر خاتون کیلئے مدینہ منورہ میں عدت گزارنے کے لئے کوئی انتظام نہ ہو سکے اور اتنی مدت تک ٹھہرنے کی قانوناً اجازت نہ ہو تو اس اضطراری صورت میں بدرجہ مجبوری اس کو اپنے قافلے کے ساتھ مکہ مکرمہ جانے اور افعال حج ادا کرنا ہو گا یہ اضطراری کیفیت تو دوران سفر تمام صورتوں میں ہو سکتی ہے۔

صورت نمبر (۱۰): اور اگر شوہر کا انتقال مکہ مکرمہ میں ہو جائے تو اس کو افعال حج ادا کرنے کے لئے اپنی رہائش سے نکلنا جائز ہے شرح فتح القدیر میں ہے :وخروج المطلقة و المتوفى عنها زوجها ما دون السفر مباح إذا مست الحاجة إليه بمحرم و بغير .

(شرح فتح القدیر ج۴ ص۳۴۲)

اور بدائع کی عبارت جو ہم نے صورت نمبر آٹھ میں نقل کی ہے وہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ خاتون ارکان حج ادا کریگی کیونکہ مکہ مکرمہ پہونچنے سے پہلے (جب کہ مکہ مکرمہ مسافت سفر سے کم ہو) اس کو ارکان حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ جانے کی اجازت ہے تو مکہ مکرمہ پہونچنے کے بعد بدرجہ اولی اجازت ہو گی لہٰذا اس خاتون کے لئے اس حالت میں حج سے پہلے اپنے وطن جانا جائز نہیں۔ کیونکہ وہ عدت کے ایام میں ہے۔ اور اس کا افعالِ حج ادا کرنا یہ ایک ضرورت شریعہ ہے لھذا اس کی اجازت ہے۔ اور حج سے فارغ ہونے کے بعد اس کو مکہ مکرمہ ہی میں اپنے قیام گاہ پر عدت گزارنی ہو گی۔ لیکن اگر یہ ناممکن ہو جیسا کہ آج کل ہے کہ قانوناً اس کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور پورا قافلہ اپنے وقت پر روانہ ہو جائیگا تو

اس اضطراری حالت میں بدرجہ مجبوری حج کے بعد اپنے وطن واپس چلی جانے کی گنجائش ہے پھر وطن جاکر عدت کے بقیہ ایام پورے کرنا لازم ہے۔

وضاحت: جن حالتوں میں افعالِ حج پورے کرنے کی اجازت بیان کی گئی ہے اس کے ساتھ ہی یہ بات سمجھنا بھی ضروری ہے کہ یہ خاتون بلا ضرورت اپنی رہائش سے نہ نکلے، بازاروں میں نہ جائے، نماز بھی اپنے کمرے میں ادا کرے صرف افعالِ حج کے لئے باہر نکلے کیونکہ وہ عدت میں ہے اور عدت میں بلا ضرورت باہر نکلنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ خاتون شوہر کے انتقال اور طلاق سے پہلے مدینہ منورہ نہیں گئی تھی تو اس کے لئے اب مدینہ منورہ کا سفر بھی جائز نہیں ہاں اگر اضطراری کیفیت ہو اور سارا قافلہ روانہ ہو رہا ہو اور اس کو منتظمین کی طرف سے رہائش کی جگہ نہیں دی جارہی یا اگر دی جارہی تو اکیلی ٹھہرنے میں جان ومال یا عزت وآبرو کی حفاظت نہیں ہو سکتی تو یہ بھی ایک اضطراری کیفیت ہے تو بدرجہ مجبوری اپنے قافلہ کے ساتھ مدینہ منورہ جاسکتی ہے۔ لیکن بلاضرورت اپنی رہائش سے باہر نہ جائے۔

خواتین کیلئے مسائلِ احرام

سوال: کیا خواتین حالتِ احرام میں ہر قسم کے جوتے چپل پہن سکتی ہیں؟

جواب: جی ہاں، پہن سکتی ہیں۔

سوال: خواتین کیلئے حالتِ احرام میں موزے اور دستانے پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کو احرام میں موزے اور دستانے پہننا جائز ہیں، مگر نہ پہننا اولی ہے۔ ایک حدیث شریف میں حالتِ احرام میں عورت کو دستانے پہنے

کو منع فرمایااور یہ تنزیہاً ہے تحریماً نہیں اسکے بارے میں صفحہ نمبر ۳۰۵ دیکھئے۔
(معلم الحجاج ص ۱۱۷)

سوال: حالتِ احرام میں مہندی لگانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالتِ احرام میں مہندی لگانا جائز نہیں کیونکہ اس میں خوشبو ہوتی ہے، پس جس نے پوری ہتھیلی پر احرام کی حالت میں مہندی لگائی تو اس پر دم واجب ہوگا۔ إذا خضبت المرأة كفها بالحناء ، وهى محرمة و جب عليها دم ،هذا يدل على أن الكف عضو كا مل لأنه أوجب فى تطيبه الدم.(مناسک ملا علی قاری ص ۳۲۲)

اور اگر قران کا احرام ہے تو دو دم واجب ہونگے، کیونکہ قران میں حج وعمرہ کا اکٹھا احرام ہوتا ہے۔کل شئ يفعله القارن مما فيه جزاء واحد على المفرد فعلى القارن جزءان .(اللباب ٤٠٦)

سوال: حالتِ احرام میں منجن یاٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: احرام کی حالت میں خوشبودار منجن، یاٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا درست نہیں اگر اسمیں خوشبو مغلوب ہے، تو اس کا استعمال مکروہ ہے، مگر کوئی دم نہیں آئے گا، ہاں اگر خوشبو غالب ہے تو چونکہ منجن یاٹوتھ پیسٹ پورے منہ میں استعمال ہوتا ہے اس لئے ایک دم واجب ہوگا۔(مستفاد من فتاوی رحیمیہ ج ۸/۲۸۵)

خواتین کیلئے حالتِ احرام میں چہرہ کا پردہ کرنے کا حکم اور اس کا طریقہ؟

سوال: خواتین کو حالتِ احرام میں چہرہ ڈھکنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خواتین کیلئے احرام کی حالت میں یہ ضروری ہے کہ چہرہ پر کپڑا نہ لگے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نامحرموں کے سامنے اپنا چہرہ کھولیں، بلکہ اس انداز سے پردہ کریں کہ چہرہ پر کپڑا نہ لگے، کیپ (چھجے دار ٹوپی) کی طرح کوئی چیز لگا کر اوپر سے نقاب ڈال لیں، ایسا کرنے سے پردہ بھی ہو جائے گا اور چہرہ پر کپڑا بھی نہ لگے گا۔ عن عائشة رضی الله عنها قالت کنا نخرج مع رسول الله ﷺ ونحن محرمات فإذا التقينا الركبان سدلنا الثوب على وجوهناسدلا .(رواه الدار قطني ج ۲ص۲۹٤)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم احرام کی حالت میں تھے تو جب قافلوں سے ہمارا سامنا ہوتا تو ہم اپنے چہروں پر کپڑا لٹکا لیتی تھیں۔

متفرق مسائلِ احرام

سوال: بعض خواتین تلبیہ زور سے پڑھتی ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب: خواتین کیلئے اتنی زور سے تلبیہ پڑھنا منع ہے کہ اجنبی مرد سن لیں، لہٰذا ان کو آہستہ پڑھنا چاہئے تاکہ غیر محرم کو آواز نہ پہنچے۔

و رفع الصوت بها) لشهادة الأرض و الحجر و المدر و الشجر له، إلا المرأة فإن صوتها عورة فيجب صونها (مناسک ملا علی قاری ص ۹۱) و فی الدر المختار ج ۲ /۵۲۸:و لا تلبي جهرا ، بل تسمع نفسها دفعا للفتنة،)

سوال: کیا حالتِ احرام میں نکاح کرنا جائز ہے؟

جواب: حالتِ احرام میں عقدِ نکاح (عند الإمام أبی حنيفة) جائز ہے،

کیونکہ عقد نکاح احرام کی نیت کرنے سے مانع یا منافی نہیں، البتہ جماع اور اسکے دواعی ممنوع ہیں۔

عن ابن عباس-رضي الله عنهما- أن النبي صلى الله عليه وسلم تزوج ميمونة وهو محرم . (صحيح البخاري - رقم ١٨٣٧- ج٣ / ١٩) (والتزوج و التزويج) أي إصالة و نيابة.(مناسک ملا علی قاری ص١٢٥- فصل فی مباحاۃ الاحرام)

خواتین کا حالتِ احرام میں سر پر کپڑا باندھنا

سوال: عموماً خواتین حالتِ احرام میں اپنے سر پر ایک کپڑا باندھ لیتی ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: خواتین جو کپڑا اپنے سر پر باندھ لیتی ہیں یہ اس لئے ہے کہ بال نہ ٹوٹیں، اور یہ صرف احتیاط کے لئے ہے ضروری نہیں ہے اکثر خواتین اس کو اپنا احرام سمجھتی ہیں، جو غلط ہے، اس کو احرام سمجھنے کی وجہ سے خواتین حالتِ احرام میں جب وضو کرتی ہیں تو اس کپڑے کے اوپر سے مسح کر لیتی ہیں جس کی وجہ سے مسح نہیں ہوتا اور جب مسح نہ ہوا تو وضو بھی نہیں ہوتا جب وضو نہیں ہوا تو نہ نماز صحیح ہوئی اور نا ہی طواف درست ہوا لہٰذا مسح کرتے وقت اس کپڑے کو اُتار کر مسح کرنا چاہئے، ہاں اگر ایسی جگہ وضو کر رہی ہیں جہاں نامحرم لوگ ہیں تو اس کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر مسح کریں۔

احرام باندھنے سے پہلے اگر میاں بیوی ساتھ ہوں تو صحبت کرنا اور پھر غسل کرنا مسنون ہے

سوال: سنا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے میاں بیوی کا صحبت کرنا مسنون ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: جی ہاں احرام باندھنے سے پہلے اگر بیوی ساتھ ہو اور کوئی عذر اور کوئی مانع نہ ہو تو صحبت کرنا مسنون اور مستحب ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے- طیبت رسول اللہ ﷺ فطاف فی نساءہ ثم أصبح محرماً.(صحیح مسلم ج۶/۱۵۴)

قال الحافظ فی شرحه للحدیث المذکور والمراد بالطواف الجماع)(انظرفتح الباری ۳ /۳۹۸)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور پھر احرام کی حالت میں صبح فرمائی۔

عالمگیری(ج۱:ص۲۲۲)میں ہے:ومن المستحب عند ارادة الإحرام جماع زوجته أو جاریته إن کانت معه ولامانع من الجماع فإنه من السنة هکذا فی البحر الرائق .(فتاوی رحیمیہ ج۱۰/۱۷۲)

اور اسی میں حکمت ہے۔

عورت کیلئے احرام باندھنے کا طریقہ اور حالتِ احرام میں زیورات اور دستانے وغیرہ پہننے کا حکم

سوال: عورت کے احرام کی صورت کیا ہوگی نیز کیا وہ سلے ہوئے کپڑوں کے ساتھ زیورات، موزے، دستانے وغیرہ پہن سکتی ہے؟

جواب: عورت کا احرام اس طرح ہے کہ غسل کر کے احرام کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھ کر سلام کے بعد حج یا عمرہ کی نیت کرے اور اگر حجِ قران ہے تو حج و عمرہ کی اکھٹی نیت کرنی ہو گی تلبیہ پڑھ لے لیکن بلند آواز سے نہ پڑھے، اور حالتِ حیض میں ہو تو غسل نظافت کر کے قبلہ رخ بیٹھ کر نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے اور عورت حالتِ احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے گی، اور زیورات، دستانے اگرچہ جائز ہیں لیکن نہ پہننا بہتر ہے اگر پہن لئے تو کوئی جزاء لازم نہ ہو گی۔ وقول ابن عمر رضي الله تعالى عنهما لاتلبس القفازين نهي ندب حملناه عليه جمعا بين الدلائل بقدر الإمكان فقد روي الدارقطني و البيهقي عنه رضي الله عنه ليس على المرأة إحرام إلا فى وجهها وروى أن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه كان يلبس بناته وهن محرمات القفازين. (المحلى معزيا الى الشافعى رحمه الله فى الأم)أوجزء المسالک ج-٦ص-١٩٧ طبعة إمداية مكة المكرمة)

اور موزے پہننے میں عورت کے لئے کوئی حرج نہیں معلم الحجاج میں عورت کو موزے نہ پہننا بہتر لکھا ہے۔ اور عورت کو اپنا سر ڈھانکنا ضروری ہے اور چہرہ کھلا رکھنا چاہئے لیکن نامحرم مردوں کے سامنے نہ کھولے بلکہ ان سے اس طرح پردہ کرے کہ چہرہ پر کپڑا نہ لگے تلبیہ پڑھنا لازم ہے، مگر زور سے پڑھنا منع ہے اور رمل کرنا بھی عورت کے لئے منع ہے۔

فائدہ: حیض و نفاس کی حالت میں احرام باندھنا درست ہے بس صرف نماز پڑھنا مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا منع ہے۔ باقی سارے افعالِ حج اس حالت میں کرنا درست ہے۔

اگر چہرہ پر کپڑا لگتا رہا تو کیا واجب ہے؟

سوال: اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کے لئے چہرہ کے سامنے پردہ کرنے کی صورت میں چہرہ پر بار بار کپڑا بلا اختیار لگتا رہا باوجودیکہ ایسی صورت اختیار کی گئی تھی کہ پردہ بھی ہو جائے اور کپڑا بھی نہ لگے تو اس پر کوئی جزاء لازم ہو گی؟

جواب: ایک گھنٹہ سے کم وقت ہو تو اس کی جزاء میں اختلاف ہے کہ نصف صاع صدقہ واجب ہے یا ایک مٹھی، بحر شامیہ اور دوسری کتب فقہ میں قول اول کو ترجیح دی گئی ہے، اور کتب مناسک میں دوسرے کو، اول احوط ہے، اور ثانی اوسع، بار بار ابتلاء کے وقت اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔ (احسن الفتاوی ج۴/۵۴۴)

یعنی بار بار کپڑا لگنے کی وجہ سے ہر مرتبہ کا ایک مٹھی گندم صدقہ کر دینا کافی ہو سکتا ہے۔

فائدہ: عورت جب اپنوں میں ہو یا اور کوئی ایسی جگہ ہو جہاں نامحرم مرد نہیں ہے تو چہرہ کھلا رکھے تاکہ چہرے پر کپڑا نہ لگتا رہے۔

حالتِ احرام میں غسل کرنے کے بعد کنگی کرنا

سوال: پاکی کا غسل کرنے کے بعد کنگی کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالتِ احرام میں کنگی کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ کنگی کرنے سے بال ٹوٹتے ہیں اور حالتِ احرام میں بال نہیں ٹوٹنے چاہئیں۔ (و مشط رأسه) لإحتمال قطع شعره به .

(مناسک ملا علی قاری ص ۱۲۰)

سوال: کیا عورت نفاس کی حالت میں احرام باندھ سکتی ہے؟

جواب: ایامِ نفاس میں بھی عورت حج کا احرام باندھ سکتی ہے اور حج کے مناسک مثل وقوفِ عرفہ، وقوفِ مزدلفہ، رمی جمرات، وغیرہ بلا کراہت ادا کرنا صحیح ہے، البتہ طواف کرنا اس کے لئے جائز نہیں۔ یہاں تک کہ اس کا نفاس ختم ہو جائے پھر غسل کرکے طواف کرے۔ اور صفا مروہ کی سعی حالتِ حیض ونفاس میں کرنا جائز ہے لیکن سعی طواف کے تابع ہے اس لئے طواف سے پہلے سعی کرنا درست نہیں۔ حجۃ الوداع میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ تولد ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اغتسلي واستثفري بثوب وأحرمي . (صحيح مسلم - ج ۲ /ص ۸۸٦) ترجمہ: غسل کرکے کپڑا باندھ کر احرام باندھ لو ۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا " . افعلي مايفعل الحاج غير أنه لا تطوفي بالبيت حتى تطهري " . (متفق عليه)

ترجمہ: حاجی جو افعال (حج) کرتا ہے وہ سارے افعال تم کرنا سوائے طواف کے یہاں تک کہ پاک ہو جاو۔

احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالتِ احرام چہرے پر ''ماسک'' لگانا عام ہو گیا ہے، تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ''ماسک'' پہننا بلاشبہ ممنوع ہے، اور جزاء کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ''ماسک'' اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ''ماسک'' ایک دن یا ایک رات یا ایک دن یا ایک رات کے بقدر لگا رکھا مثلاً ساتھ گھنٹے دن میں اور پانچ گھنٹے رات میں تو دم واجب ہے، اور اگر ''ماسک'' کی

چوڑائی چوتھائی چہرے سے کم ہو یا اسے ایک دن یا ایک رات کی مقدار سے کم لگایا تو صدقۂ فطر کے برابر صدقہ دینا واجب ہو گا، اس لئے احرام کی حالت میں "ماسک" لگانا ممنوع ہے، اور یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کے لئے ہے۔ اور اگر حالت احرام میں مسلسل ماسک لگا تو نہیں رکھا لیکن متفرق اوقات میں لگایا کبھی دو گھنٹے کبھی تین گھنٹے تو دیکھا جائے گا کہ اسکی مجموعہ مقدار کتنی ہوئی اگر بارہ گھنٹے ہوئے تو دم واجب ہو گا، ورنہ صدقہ واجب ہو گا۔

حالتِ احرام میں جوں مارنے پر کیا جزاء ہے؟

سوال: حالتِ احرام میں جوں مارنا کیسا ہے اور اگر مار دی تو کیا جزاء ہو گی؟

جواب: حالتِ احرام میں جوں مارنا منع ہے، لیکن اگر کسی نے مار دی تو تین جویں یا اس سے کم مارنے پر اپنی مرضی سے کچھ صدقہ کر دے، اور اگر تین سے زیادہ جویں ماری ہیں تو چاہے جتنی ماری ہوں اس کے لئے ایک صدقۂ فطر کی مقدار کا صدقہ کرنا ہو گا، اور اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ جو کیڑے بدن سے پیدا ہوں جیسے جوں وغیرہ تو حالتِ احرام میں ان کو مارنا ممنوع ہے، اور جو کیڑے بدن سے پیدا نہ ہوں اور وہ موذی ہوں ان کو مارنا جائز ہے۔ من قتل جرادة فی الإحرام أو الحرم تصدق بما شاء و تمرة خير من جرادةولو قتل المحرم قملة من بدنه أو ثوبه تصدق بما شاء كجرادة (الدر المختار) مثل كف من طعام (هداية) و القملتان والثلاث كالواحدةو فی الزائد علی الثلاث بالغا ما بلغ نصف صاع .(غنیۃ الناسک ص۲۹۰)

سوال: حالتِ احرام میں کھٹمل یا مچھر یا چیونٹی مارنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالتِ احرام میں ہر ایسے موذی جانور اور کیڑوں کو مارنا جائز ہے جو بدن سے پیدا نہ ہوئے ہوں، لہذا کھٹمل مچھر مکھی تتیئے کو مارنے میں کوئی حرج نہیں اور نا کوئی کفارہ ہے۔

دوسری عورت سے جوں پکڑوانا

اگر حالتِ احرام میں کسی عورت نے دوسری عورت سے کہا کہ میری جویں پکڑ کر مار دو یا اپنا کپڑا اتار کر دیا کہ اس میں جو جویں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسری عورت نے اس کی جویں مار دیں، تو محرمہ عورت جس نے جوں مارنے کا حکم کیا ہے اس پر جزا واجب ہوگی۔ ولو قال لحلال إدفع عني هذا القمل ،أو أمره بقتلها ،أو أشار إليها أودفع إليه ثوبه ليقتل ما فيه ، فقتلها فعليه الجزأء . (غنية الناسک ۲۹۰)

محرمہ عورت کا دوسری عورت کی جوں مارنا

اگر محرمہ عورت نے دوسری عورت کی جوں ماری یا زمین پر پھینکی ہوئی جوں ماری، تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ إذاقتل المحرم قمل غيره لا شيء عليه . (غنیۃ الناسک ۲۹۰)

حالتِ احرام میں میاں بیوی کے بوس و کنار کرنے پر جزاء

سوال: اگر میاں بیوی دونوں حالتِ احرام میں ہوں اور خاوند اپنی بیوی سے بوس و کنار کرلے تو کیا جزا ہوگی؟

جواب: حالتِ احرام میں شہوت کے ساتھ مرد اپنی بیوی کے ساتھ بوس و کنار

کرلے تو ایسی صورت میں انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو دونوں صورتوں میں جزاء میں ایک دم دینا لازم ہے و لو عانقها بشهوة يجب عليه الدم أنزل أم لم ينزل۔(تاتارخانیہ ج۲/ ۴۹۹)

نیز اگر بیوی کو شہوت ہو جائے تو اس پر بھی الگ سے ایک دم دینا واجب ہو جائے گا اور شہوت نہ ہوئی تو اس پر کچھ بھی دینا واجب نہیں۔

اور اگر مرد نے بغیر شہوت کے بوسہ لیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

محرم قَبَّل امرأة بشهوة فعليه دم، وإن اشتهت هي فعليها دم أيضاً، وإن لم تشته هي فلا شيء عليها، ولو قبلها بغير شهوة فلا شيء عليه . (المحيط البرهاني لمحمود البخاري - ج ٢ / ص ٧٣٩)

خواتین کے لئے بعض مسائلِ طواف

سوال: رمل کے کیا معنی ہیں اور خواتین کیلئے رمل کا کیا حکم ہے؟

جواب: رمل کا معنی ہے کہ کندھے ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھتے ہوئے جلدی جلدی چلنا، یہ مردوں کیلئے ہر اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو، خواتین کیلئے مسنون نہیں۔(و لا ترمل) أي في الطواف ، (و لا تضطبع و لا تسعى بين الميلين) أي بالإسراع و الهرولة .(شرح اللباب ص۱۱۵)

سوال: ہجوم کی حالت میں خواتین طواف کس طرح کریں ذرا اس پر روشنی ڈالیئے؟

جواب: خواتین کو غیر محرموں سے مل کر چلنا سخت منع ہے، کیونکہ نامحرموں سے جسم ٹکرانا باعثِ فتنہ ہے، لہٰذا خواتین مردوں سے بچ کر طواف کریں مطاف

میں زیادہ اندر گھسنے سے پرہیز کریں اپنے محرم کے ساتھ اس طرح طواف کریں کہ نامحرموں کے جسم سے ان کے جسم نہ ٹکرائیں۔باوجود احتیاط کے پھر بھی اگر کسی سے جسم ٹکرا جائے تو یہ غیر اختیاری چیز ہے،اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے ۔ولاتستلم الحجرإذاكان هناك جمع، لأنها ممنوعةعن مماسة الرجال ، إلا أن تجد الموضع خاليا۔(غنیۃ الناسک ص ۹۴)

سوال: طواف سے فارغ ہونے کے بعد خواتین کیلئے مقامِ ابراہیم کے پیچھے طواف کی دو رکعتیں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خواتین کو چاہئے کہ مقامِ ابراہیم پر مردوں کے ہجوم کے وقت طواف کی نماز(دو رکعتیں)نہ پڑھیں بلکہ کسی اور جگہ پڑھ لیں، تاکہ مردوں سے اختلاط نہ ہو،البتہ ایسے دنوں یا ایسے اوقات میں جب کہ ہجوم نہیں ہوتا خواتین کو بھی مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے ۔(و لا تصلي عند المقام) أى قرب مقام إبراهيم عليه الصلاة والسلام(كذلك)أي وقت التزاحم .(شرح اللباب)

سوال: جس خاتون کو طوافِ زیارت کرنے سے پہلے حیض آجائے تو کیا کرے؟

جواب: انتظار کرے،مکہ مکرمہ میں ٹھہری رہے۔لقوله عليه السلام أحابستنا هي اگر مکہ مکرمہ میں ٹھیرنا ممکن نہ ہو تو مجبوراً اپنے شہر جاسکتی ہے مثلاً جدہ، مدینہ ،ینبع، ریاض طائف وغیرہ وغیرہ، لیکن اگر کسی باہر ملک سے آئی تھی تو طواف چھوڑ کر ہرگز نہ جائے کیونکہ باہر ملک سے واپسی آنا آسان نہیں۔

تنبیہ: لیکن اپنے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوگی لہذا خاوند اس کو شہوت سے ہاتھ بھی نہ لگائے جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے ،لہٰذا جب پاک ہوجائے تو پہلی

فرصت میں مکہ مکرمہ آکر طوافِ زیارت ادا کرے، نیا احرام باندھکر نہ آئے کیونکہ جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے اسکا احرام فی حق الرجال (یعنی مردوں کے حق میں) باقی ہے، البتہ اسکا محرم عمرہ کا احرام باندھکر آئے گا اگر آفاق سے آرہاہے، جیسے (مدینہ، طائف، ینبع، ریاض، دمام، جبیل وغیرہ وغیرہ) محرم آکر عمرہ ادا کریگا اور خاتون طوافِ زیارت ادا کریگی، طوافِ زیارت کے بغیر حج نہ ہوگا، کیونکہ یہ طواف حج کے فرائض میں سے ہے۔و لو ترک الطواف کله فعلیه حتما أن یعود بذلک الإحرام، ولا یجزی عنه البدل.(شرح اللباب ص ۳۴۵)

(الثانی طواف الزیارة ..... وهو رکن لا یتم الحج إلا به)

(شرح اللباب ص ۱۴۲)

سوال: اگر طوافِ زیارت سے پہلے میاں بیوی میں مجامعت ہوگئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: جس نے طوافِ زیارت اور قصر یا حلق سے پہلے ایسا کرلیا تو ایک بدنہ یعنی اونٹ یا ایک گائے بطور کفارہ کے ذبح کرنا واجب ہوگا اگر میاں بیوی دونوں نے قصر اور طوافِ زیارت نہیں کیا تو دونوں پر بدنہ واجب ہوگا اور توبہ کرنی بھی لازم ہوگی۔ اور اگر مختلف مجالس میں متعدد بار جماع کیا ہے تو پہلے کے لئے اونٹ اور اس کے بعد ہر ایک جماع کیلئے ایک ایک دم لازم ہے۔ اور توبہ استغفار بھی کرے۔

قال فی الغنیة:وأما لو جامع بعدوقوفه بعرفة و لو حال الوقوف أو بعده قبل الحلق و قبل طواف الزیارة کله أو أکثره فلم یفسد حجه سواء جامع قبل الرمی أو بعده .وقال الثلاثة :

يفسد إذاجامع قبل الرمي و عليه بدنة سواء جامع ناسيا أو عامدا كما فى عامة الكتب و سواء جامع مرة أو مرارا إن اتحد المجلس فإن اختلف ولم يقصد بالجماع الثانى رفض الإحرام فبدنة للأول و شاة للثانى فى قولهما لأن الجماع صادف إحراما ناقصا بالجماع فلم يتغلظ موجبه ..... وإن قصد بالثاني رفض الإحرام فعليه بدنة للأول ولا شيء عليه للثاني في قولهم جميعًا.(غنیۃ الناسک ص۲۶۹) اور اگر احرام ختم کرنے کی نیت سے ایسا کیا ہے تو احرام تو ختم نہ ہو گا لیکن ہر مرتبہ جماع کرنے کی جزاء واجب نہ ہو گی (بلکہ پہلی مرتبہ کی وجہ سے بدنہ ہو گا اور باقی ہر مرتبہ کی وجہ سے کوئی کفارہ واجب نہ ہو گا)۔ہاں جس کو مسئلہ معلوم تھا اس نے ایسا کیا تو ہر مرتبہ جماع کرنے کا دم لازم ہو گا۔(یعنی احرام ختم کرنے کی نیت اس کے حق میں معتبر نہیں بلکہ صرف اس کے حق میں معتبر ہے جو مسئلہ نہ جانتا ہو)۔ولو ترک طواف الزيارة كله أو أكثره فهو محرم أبداً فى حق النساء حتى يطوف فكلما جامع لزمه دم إذا تعدد المجلس إلا أن يقصد الرفض فلا يلزمه بالثانى شىء فعليه أن يعود بدون الاحرام ويطوف به ولا يجزئ عنه البدل أصلاً۔ (غنیۃ الناسک ص۲۷۳)

تنبیہ: بعض محققین علماء کے نزدیک طوافِ زیارت کرنے سے پہلے جماع کرنے والے پر بدنہ واجب ہے۔ چاہے حلق یا قصر کیا ہو یا نہ کیا ہو لہذا جس کی وسعت ہو اور وہ طوافِ زیارت سے پہلے اس کا مرتکب ہو چکا ہو تو اس کو بدنہ دینا چاہئے یعنی اونٹ یا گائے بطور کفارہ ذبح کرنا چاہئے تاکہ بالاتفاق سب کے نزدیک کفارہ ادا

ہوجائے۔ شرح اللباب میں ہے :فشرائط وجوب البدنة بالجماع أربعة : الاول : أن يكون الجماع بعد الوقوف ، و الثانی : ان يكون قبل الحلق والطواف أي عند الجمهور، و اما على قول المحققين :فقبل الطواف مطلقا سواء حلق أم لا .... والثالث العقل ، والرابع البلوغ . (شرح اللباب ص ٣٤١)

سوال: جس خاتون کو طوافِ زیارت کرنے کے بعد طوافِ وداع سے پہلے حیض یا نفاس آگیا اور قافلہ روانہ ہورہا ہے، تو ایسی خاتون کے لئے طوافِ وداع کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی خاتون کو طوافِ وداع معاف ہے۔ جیسا کہ مسائل طوافِ وداع میں آگے ذکر ہوگا۔

طوافِ قدوم کے بعض مسائل

سوال: طوافِ قدوم کس کے لئے مسنون ہے؟

جواب: طوافِ قدوم آفاق سے آنے والی ہر ایسی خاتون کے لئے مسنون ہے جو حج افراد کا احرام باندھ کر حاضر ہوئی ہو، اسی طرح اس خاتون کے لئے بھی مسنون ہے جس نے قران کا احرام باندھا ہو۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے حکم یکساں ہے۔

أنه واجب على الأصح (للآفاقي) دون الميقاتي و المكي ، (المفرد بالحج و القارن) أى الجامع بين الحج و العمرة معا، (بخلاف المعتمر) أى المفرد بالعمرة مطلقا، (المتمتع) و لو آفاقيا .

(مناسک ملا علی قاری ص ۱۴۱)

سوال: کیاطوافِ قدوم عمرہ کایاحجِ تمتع کا احرام باندھ کر آنے والی خاتون کے لئے بھی مسنون ہے؟

جواب: عمرہ کے احرام سے یاحجِ تمتع کے احرام سے آنے والی کے لئے یہ طواف مسنون نہیں ہے۔(بخلاف المعتمر) أی المفرد بالعمرة مطلقا،(المتمتع) و لو آفاقیا.(مناسک ملا علی قاری ص۱۴۱)

سوال: قران کے احرام سے آنے والی خاتون کیا طوافِ قدوم پہلے کرے یا طواف عمرہ کے بعد؟

جواب: قارن کیلئے مسنون یہ ہے کہ وہ پہلے عمرہ کے طواف اور سعی سے فارغ ہوجائے،اس کے بعد پھر طوافِ قدوم کرے۔(إذا دخل) أی القارن (مکة بدأ بافعال العمرة..... و یسعی بین الصفا والمروة)(ثم یطوف للقدوم)(مناسک ملا علی قاری ص۲٦۱)

سوال: ایک معمر خاتون نے حج کیا اس میں مندرجہ ذیل غلطیاں کیں، مہربانی فرماکر مسئلہ بیان فرمائیں۔

معمر خاتون نے ایامِ حج میں عمرہ کیا تھا، عمرہ حجِ تمتع کی نیت سے کیا، پھر اس نے حجِ قران کیا، حجِ قران میں اس نے پہلے عمرہ کرتے وقت طواف کیا، پھر سعی کی پھر وہ منی چلی گئی، وقوف عرفات کے بعد کنکریاں پہلے دو دن ماریں، طوافِ زیارت ۱۲ تاریخ کو مغرب سے پہلے کیا تھا، اسکے بعد سعی بھی نہیں کی، پھر واپس آتے ہوئے طوافِ وداع بھی نہیں کیا کیونکہ اس دن ان کو سخت بخار تھا، یہ بھی واضح ہو کہ وہ معمر خاتون پاکستان سے حج کرنے کیلئے آئی تھی۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر طوافِ قدوم علیحدہ ضروری ہے تو بھی نہیں کیا کیونکہ

آتے ہی اس نے عمرہ کیا اور سعی کی، آیا اس کا حج ہو گیا یا کہ نہیں ؟۔

جواب: حجِ تمتع کی نیت سے عمرہ کرنے کے بعد چونکہ وہ اپنے وطن نہیں گئی تھی اس لئے اب حجِ قران کا احرام باندھنے کی وجہ سے ایک دم لازم ہو گا اور طواف قدوم سنت ہے اس کے ترک کرنے سے کوئی دم وغیرہ واجب نہیں۔ ترک سعی کی وجہ سے دم واجب ہے۔ گیارہ تاریخ کو جمرات کی رمی نہ کرنے کی وجہ سے بھی دم واجب ہے۔ طوافِ وداع بھی واجب ہے اس کے ترک سے بھی دم واجب ہو گا۔

ومن ترک السعی بین الصفا والمروۃ فعلیہ دم وحجہ تام (ھندیۃ۱ /۱۲۵) درمختار میں ہے: أولو ترک رمي الجمار الثلاث في يوم واحد أو فی يومين أو فی الأيام كلها فعليه دم واحد لاتحاد الجنس (غنیۃ الناسک ص۲۷۹) درمختار میں ہے: أوترک طواف الصدر أو أربعة منه)-(درمختار ۲/۲۲۴) الحاصل صورت مسئولہ میں معمر خاتون کا حج تو ہو گیا لیکن حجِ قران کا احرام باندھنے کی وجہ سے نیز طوافِ وداع، سعی اور رمی نہ کرنے کی وجہ سے چار عدد بکروں کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

خواتین کو ہمدردانہ مشورہ

اگر حج کا زمانہ بالکل قریب ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل پاکی کے زمانہ میں عمرہ کے ارکان ادا نہ کر سکیں گے تو ایسی خواتین کو چاہئے کہ وہ عمرہ یا قران کا احرام باندھنے کے بجائے میقات سے حجِ افراد کا احرام باندھیں؛ تاکہ بعد میں کوئی تنگی

پیش نہ آئے۔ اسی طرح اگر حج سے قبل مدینہ منورہ کا سفر ہو اور وہاں سے مکہ معظمہ واپسی میں زمانۂ حج کے قرب کی وجہ سے یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل عمرہ ادا نہ کر سکے گی تو بھی ذوالحلیفہ سے حج افراد کا احرام باندھ لیں، اور اسی احرام سے حج کے مناسک ادا کریں، اور عورتیں اپنے ایام کی تاریخوں کا اندازہ خود لگا سکتی ہیں۔

مسائل متعلقہ طوافِ زیارت

سوال: طوافِ زیارت کے متعلق بیان فرمائیں کہ وہ حج کے اعمال میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

جواب: طوافِ زیارت حج کے ارکان میں سے ہے جسکا کرنا لازمی ہے۔

سوال: کیا طوافِ زیارت کے دیگر نام بھی ہیں؟

جواب: طوافِ زیارت کے متعدد نام ہیں ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں :(۱) طوافِ رکن (۲) طوافِ زیارت (۳) طوافِ افاضۃ (۴) طوافِ فرض (۵) طوافُ الحج وطواف یوم النحر۔

و یسمی طواف الرکن و الإفاضة، و طواف الحج ، و طواف الفرض و طواف یوم النحر:لکون وقوعه فیه أفضل. (مناسک ملا علی قاری ص ۱۴۲)

سوال: طوافِ زیارت کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔

جواب: طوافِ زیارت کا وقت یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجۃ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اگر کوئی خاتون اس سے پہلے کر لیگی تو ادا نہ ہو گا۔(بدائع ج۲/۳۱٤)(

فی مناسک ملا علی قاری ص ۱۴۲(و أول وقته) أی وقت جوازه و صحته (طلوع الفجر) من یوم النحر)

سوال: طوافِ زیارت کا آخری وقت کیا ہے۔

جواب: طوافِ زیارت کا اصل وقت بارھویں ذی الحجۃ کے غروب آفتاب تک ہے ۔اور پوری زندگی میں کبھی بھی کر سکتی ہے ۔اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوگا۔(هو ركن لايتم الحج إلابه--فإنه يستدرک بأدائه فی وقته الموسع إلی آخرعمره)

(مناسک ملا علی قاری ص ۱۴۲)

اگر بلا عذرِ شرعی اس وقت مقررہ سے تاخیر کی اور بارھویں ذی الحجۃ کے غروب کے بعد طواف کیا تو ادا تو ہوجائیگا مگر تاخیر کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ (بدائع ج۲/۳۱۴)

سوال: طوافِ زیارت کا وقت تو آپنے بتادیا لیکن اس کا افضل وقت کیا ہے۔

جواب: اس طواف کو یومُ النحر یعنی دسویں ذی الحجۃ کو ادا کرنا افضل ہے اور اسطرح ادا کرنا کہ دسویں کی ظہر مکہ مکرمہ میں آکر ادا کرے

(زبدہ ص ۸۴)

وضاحت: اگر خواتین کو ہجوم کی وجہ سے مردوں کے ساتھ سخت مزاحمت کا خطرہ ہو تو دسویں ذی الحجہ کے بجائے گیارہ ذی الحجہ کو طواف کریں کیونکہ غیر محرم خواتین کا مردوں سے جسم ٹکرانا جائز نہیں لھذا خواتین ایسے اوقات میں طواف کریں کہ ہجوم کم ہو تاکہ نامحرموں سے جسم نہ ٹکرائے تجربہ کی بات ہے کہ گیارہ ذی الحجہ کا دن گزار کر جو رات آتی ہے اس میں رات کو گیارہ ، بارہ بجے کے بعد

ہجوم کم ہوتا ہے بآسانی طواف ہو جاتا ہے۔

سوال: اگر کوئی حجن رمی اور ذبح (یعنی شیطانوں کو کنکریاں مارنے اور حج کی قربانی کا جانور ذبح کرنے) سے پہلے مکہ مکرمہ میں آکر طوافِ زیارت کرلے اور بعد میں جاکر رمی کرے اور قربانی کرے تو اسکا کیا حکم ہے۔

جواب: اگر دسویں کی صبح صادق کے بعد رمی سے پہلے طواف کیا ہے تو طواف ادا تو ہو جائیگا مگر ایسا کرنا خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔(مناسک ملا علی قاری ص۲۳۳)

سوال: کیا طوافِ زیارت میں مریضہ کے لئے نیابت ہو سکتی ہے؟۔

جواب: یہ طواف خود کرنا فرض ہے اگرچہ وہیل چیئر یا کھٹولے میں بٹھا کر یا لٹا کر طواف کرایا جائے البتہ بے ہوش کے لئے نیابت درست ہے۔(زبدہ)

سوال: اگر کسی خاتون نے طوافِ زیارت نہیں کیا اور اپنے وطنِ اصلی یا وطنِ اقامت واپس چلی گئی تو اب کیا کرے۔

جواب: اسکے ذمہ لازم ہے کہ مکہ مکرمہ واپس آکر اسی سابق احرام سے طوافِ زیارت کرے، عمرہ کا احرام باندھ کر نہ آئے، کیونکہ اس کا احرام من کل وجہ ختم نہیں ہوا فی حق الرجال باقی ہے۔(فی مناسک علی قاری ص۳۴۵: ولو ترک الطواف کله أو طاف اقله وترک أکثره ورجع إلی أهله حتما أن یعود بذلک الإحرام ویطوفه لأنه محرم فی حق النساء....الخ) قلت والمرأة أیضا محرمة فی حق الرجال فحکمها سواء .

تنبیہ: طوافِ زیارت کا کوئی بدل نہیں ہے اور اس وقت تک وہ اپنے شوہر کے

لئے حلال نہیں ہے جب تک کہ طوافِ زیارت نہ کرلے، اور اگر اس کا شوہر بھی حج کو آیا ہے اور اس نے بھی طوافِ زیارت نہیں کیا تو اسپر بھی لازم ہے کہ طوافِ زیارت کرے اور جب تک طوافِ زیارت نہیں کرے گا اس کے لئے اپنی بیوی سے صحبت کرنا جائز نہیں، اور شہوت سے ہاتھ لگانا، بوس وکنار کرنا بھی جائز نہیں، اور اگر میاں بیوی دونوں کے ذمہ طوافِ زیارت ہے تو جماع کرنے کی وجہ سے دونوں گنہگار ہونگے (بشرطیکہ عورت پر جبر و اکراہ نہ کیا گیا ہو) اور دونوں پر استغفار وتوبہ لازم ہے اور دم بھی دینا لازم ہے۔

سوال: اگر کوئی خاتون بال کاٹنے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اپنے خاوند کے ساتھ ہم بستر ہو گئی (دونوں کے درمیان مجامعت ہو گئی) تو اس پر کیا جزاء واجب ہو گی؟۔

جواب: اس پر بدنہ یعنی اونٹ یا گائے ذبح کرنا لازم ہو گا، اور اگر بال کاٹنے کے بعد مگر طوافِ زیارت کرنے سے پہلے مجامعت ہوئی ہے تو بکرا ذبح کرنا واجب ہو گا۔ (عمدۃ الفقہ) اور بعض علماء محققین کے نزدیک دونوں حالتوں میں اونٹ یا گائے بطور کفارہ ذبح کرنا واجب ہے۔ (کمافی غنیۃ الناسک)

مسئلہ: جس خاتون نے طوافِ زیارت نہیں کیا اور متعدد بار اسکے اور اسکے شوہر کے درمیان مجامعت ہو گئی، تو اسپر ہر مجامعت کی وجہ سے ایک دم لازم ہو گا بشرطیکہ مجالسِ جماع مختلف ہوں اگر دونوں میاں بیوی نے طوافِ زیارت نہیں کیا تو دونوں پر مجالس مختلف ہونے کی صورت میں ہر دفعہ کا الگ الگ دم لازم ہو گا۔ الا یہ کہ دوسری مرتبہ جماع کرنے سے رفضِ احرام (یعنی احرام ختم کرنے کی) نیت کی ہو۔ تو دوسری مرتبہ جماع سے کچھ واجب نہ ہو گا۔ لیکن یہ نیت صرف

جاہل کے حق میں معتبر ہے۔ولو ترک طواف الزیارۃ کلہ أو أکثرہ فھو محرم أبداً فی حق النساء حتی یطوف فکلما جامع لزمہ دم إذا تعدد المجلس إلا أن یقصد الرفض فلا یلزمہ بالثانی شیء فعلیہ أن یعود بدون الاحرام ویطوف بہ ولا یجزئ عنہ البدل أصلاً. (غنیۃ الناسک ص ۲۷۳)

فائدہ: کوئی اس میں ایک زمانہ تک مبتلا رہا تو ظاہر ہے کہ بہت زیادہ دم لازم ہو جائیں گے ، تو ایسی صورت میں اپنے اس مسئلے کو علماء کرام کے سامنے پیش کرے تاکہ وہ اس مسئلے کا کوئی حل بتائیں۔ (وفیہ تخفیف عند الإمام محمد رحمۃ اللہ علیہ (کما یستفاد من غنیۃ الناسک) حیث یجب عندہ دم واحد لاتحاد الجنایۃ ولکن إذا جامعھا وذبح شاۃ ثم جامعھا وجب علیہ دم آخر،إلا أن یقصد الرفض فلا یلزمہ بالثانی شيء)۔(مستفاد من غنیۃ۲۶۹-۲۷۰)

سوال: جو عورت طوافِ زیارت کئے بغیر اپنے گھر واپس چلی گئی اور وہ آفاقیہ ہے یعنی مواقیت سے باہر رہتی ہے جیسے کہ اہلِ مدینہ اہلِ طائف وغیرہ تو اب طوافِ زیارت کرنے کیلئے آئی تو کیا اسپر لازم ہے کہ وہ عمرہ کا احرام باندھ کر آئے ؟

جواب: وہ من کل وجہ حلال نہیں ہوئی ہے کیونکہ اسکا احرام فی حقِ الرجال یعنی مردوں کے بارے میں باقی ہے ، جیسا کہ ابھی گزر چکا، اسلئے وہ بلا احرامِ جدید واپس آئے اور طوافِ زیارت ادا کرے۔ اگر عمرہ کا احرام باندھ کر آئی تو احرام علی الاحرام لازم آئیگا جسکی وجہ سے ایک دم دیناواجب ہو گا۔(غنیہ ص۲۷۲)

"ولو ترک الطواف کلہ أو طاف أقلہ وترک أکثرہ ورجع إلی

أهله حتماً أن يعود بذلک الإحرام ويطوفه لأنه محرم فی حق النساء ".(شرح اللباب ص ۳٤٥)

وحكم المرأة، كذلک لإنها محرمة فی حق الرجال .

سوال: اگر حیض ونفاس یا جنابت کی حالت میں طوافِ زیارت کرنے کے بعد آفاق میں چلی گئی اور اب اعادۂ طواف کے لئے مکہ مکرمہ آنا چاہتی ہے تو اس صورت میں نئے احرام (یعنی احرام عمرہ) سے آناہو گا یابلا احرام جدید آئے۔

جواب: مذکورہ بالا صورت میں اگر میقات سے باہر جاچکی ہے تو عمرہ کا احرام باندھ کر آئے گی، پہلے عمرہ ادا کرے گی پھر طوافِ زیارت کا اعادہ کرے گی، کما فی البدائع ص ۳۱٦، قال القاری :وعليه اكثر العلماء . (مناسک ملا علی القاری ص ۳٤٤) اور طوافِ زیارت کے اعادہ کرنے سے بدنہ کی قربانی ساقط ہو جائے گی، اور اگر میقات سے باہر نکلنے سے پہلے اعادہ کیلئے آرہی ہے تو بالاتفاق بغیر احرام باندھے آکر طوافِ زیارت کرے۔(مناسک ملا علی قاری ۳۴۴وغنیۃ ص۲۷۲)

سوال: حالتِ حیض یا نفاس یاحالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کرلیا تو آپ نے بتایا کہ اس پر بطور کفارہ اونٹ یا گائے ذبح کرانا واجب ہے، تو اس کفارہ دینے سے پہلے میاں بیوی کے تعلقات کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس حالت میں میاں بیوی کے تعلقات تو جائز ہو جائیں گے بشرطیکہ بالوں کا قصر کرالیا ہو، لیکن استغفار وتوبہ اور بدنہ حدودِ حرم میں ذبح کرانا لازم ہے مناسک ملا علی قاری میں ہے(ص۳۴۴)ولو طاف للزيارة جنبا أو حائضا أو نفساء كله أو أكثره وهو أربعة أشواط فعليه بدنة ويقع

معتدا به فی حق التحلل إن وقع بعد الحلق ، وفي الغنية (ص ٢٧٢) ويعيده طاهرا حتماً فإن أعاده سقطت عنه البدنة ولو رجع إلى أهله وجب عليه العود لإعادته.

سوال: اگر کسی خاتون نے طوافِ زیارت کے اکثر چکر کر لئے (یعنی چار یا اس سے زائد) اور باقی چکروں کو چھوڑ دیا تو اسکے لئے کیا حکم ہے۔

جواب: ایسی صورت میں اسپر طوافِ زیارت کی تکمیل کرنا لازم ہے، اور اگر نہ کی تو دم لازم ہو گا۔ اور ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک تکمیل کر لی تو کوئی جزاء واجب نہیں، اور اگر ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب کے بعد تکمیل کی ، تو ہر چکر پر صدقہ فطر کے برابر صدقہ واجب ہو گا۔ ولو ترک منه شوطاً أو شوطين أو ثلاثة فعليه دم ۔ (غنية ٢٧٣) فلو أتم الباقي فی أيام النحر فليس عليه شیء ولو أتمه بعدها يلزمه صدقة لكل شوط نصف صاع من بر .

سوال: اگر طوافِ زیارت کے تین یا اس سے کم چکر حیض، نفاس یا جنابت کی حالت میں کر لئے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں دم لازم ہے، اور پاکی کی حالت میں اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا، لیکن اگر ۱۲ ذی الحجہ کے آفتاب غروب ہونے کے بعد اعادہ کیا تو تاخیر کی وجہ سے ہر چکر کا صدقہ بھی دینا ہو گا صدقہ سے مراد صدقۂ فطر کے برابر صدقہ دینا ہے ۔ و لو طاف أقله جنبا ، فعليه شاة فإن أعاده وجبت عليه صدقة لكل شوط نصف صاع لتأخير الأقل الطواف الزيارة كذا في البحر و مثله في الهندية عن شرح

الطحاوي .(غنیۃ ص۲۷۲)

سوال: اگر کوئی خاتون حیض یا نفاس کی وجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک طوافِ زیارت نہ کر سکی پھر بعد میں پاک ہونے کے بعد کیا، تو اس پر کوئی دم لازم ہے؟

جواب: اگر اس کو ایسے وقت حیض آیا کہ وہ ایامِ نحر (۱۲،۱۱،۱۰،ذی الحجہ) میں اکثر طواف نہیں کر سکتی تھی، یا ایامِ نحر سے پہلے ہی حیض شروع ہو گیا اور وہ پورے ایام نحر میں باقی رہا، تو اس پر کوئی دم لازم نہیں، اور اگر اس کو معلوم تھا کہ مجھے حیض آنے والا ہے اور وہ حیض آنے سے پہلے پہلے اکثر طواف کر سکتی تھی تو تاخیر کا دم دینا ہو گا۔(غنیۃ الناسک ص۲۷۴)

سوال: اگر کسی خاتون نے طواف زیارت کے چار چکر یا اکثر کر لئے اور باقی چکروں کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کی طرف واپس ہو گئی تو کیا وہ اپنے شوہر کے لئے حلال ہو گئی؟

جواب: وہ خاتون اپنے شوہر کے لئے حلال ہو جائیگی لیکن باقی چکر چھوڑنے کی وجہ سے دم دینا لازم ہو گا۔ (غنیۃ الناسک ص۲۷۳)

سوال: بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ خواتین ایامِ حیض میں ہونے کی وجہ سے طوافِ زیارت نہیں کر سکتیں اور حج کے فورا بعد انکی سیٹ بُک ہوتی ہے تو کیا کیا جائے۔

جواب: اس حالت میں ٹھیرنا لازم ہے طوافِ زیارت چھوڑ کر جانا جائز نہیں اسکے محرم کو چاہئے کہ اسکے ساتھ ٹھہرے اور سیٹ کو مؤخر (یعنی لیٹ) کروائے ۔اس کی دلیل یہ حدیث ہے ۔ان صفية بنت حيي رضي الله تعالى

عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم حاضت فى حجة الوداع فقال النبي صلى الله عليه وسلم أحابستنا هي فقلت أنها قد أفاضت يا رسول الله و طافت بالبيت فقال النبي صلى الله عليه وسلم فلتنفر . (اخرجه البخارى رقم٤٠٥)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ایسی خاتون کے ساتھ اس کے محرم کا ٹھہرنا لازم ہے بغیر طواف کرائے جانا جائز نہیں، کیونکہ فرمایا:أحابستنا هي .

مسئلہ: اگر عورت کا محرم ٹھہرنے کو تیار نہیں اور وہ اکیلی ٹھہر نہیں سکتی اور اس نے مجبوراً اسی حالت میں مضبوطی سے پیمپر باندھ کر طوافِ زیارت کرلیا اور وہ قافلہ کے ساتھ روانہ ہوگئی تو حالت حیض میں طواف کرنے کی وجہ سے ایک اونٹ یا ایک گائے حدودِ حرم میں بطور کفارہ ذبح کروائے اور استغفار وتوبہ بھی کرے۔

سوال: اگر اونٹ یا گائے ذبح کرنے کی فوری استطاعت نہیں تو کیا کرے؟

جواب: اگر باآسانی اُدھار ملجائے اور اس کی ادائے گی کی مستقبل میں صورت بھی نظر آرہی ہو تو اُدھار لیکر ذبح کردے اور اگر اُدھار نہ مل سکے یا مل رہا ہو لیکن ادائیگی کی کوئی صورت مستقبل قریب میں نظر نہیں آرہی ہو تو جب استطاعت ہو مکہ مکرمہ رقم بھجوادے اور کسی کو وکیل بنادے جو اسکی طرف سے ذبح کردے۔

سوال: اگر کسی خاتون نے پورا طوافِ زیارت بلا وضو کرلیا یا اکثر (یعنی چار چکر) طواف زیات کے بلاوضو کرلئے تو اسکا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کو چاہئے کہ طواف کا اعادہ کرے اور اگر عمداً ایسا کیا ہے تو توبہ واستغفار بھی کرے، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو ایک دم دینا لازم ہے۔(غنیۃ:ص۲۷۲)

سوال: ایک خاتون نے باوضو طوافِ زیارت شروع کیا تین چکر کرنے کے بعد اسکا وضو ٹوٹ گیا تو اس نے چار چکر بلا وضو کرکے طواف پورا کرلیا تو اب اسکا کیا حکم ہے؟

جواب: اسکو وضو کرکے چار چکروں کا اعادہ کرنا چاہئے، استغفار وتوبہ بھی کرنی چاہئے، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو دم دینا لازم ہے، اور اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائیگا۔(غنیۃ ۲۷۲)

سوال: اگر اس نے طواف کے بقیہ چکروں کا اعادہ بارہ ذی الحجہ کے بعد کیا ہے تو کیا دمِ تاخیر دینا ہو گا؟

جواب: اس صورت میں دم تاخیر دینا لازم نہیں۔(شرح اللباب ص۳۴۶)

سوال: اگر طوافِ زیارت کے تین چکر بلا وضو کئے ہوں اسکے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

جواب: اسکو طوافِ زیارت کے ان تین چکروں کا باوضو اعادہ کرنا چاہئے اعادہ کرنے سے جزاء ساقط ہو جائیگی، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو ہر چکر کے بدلے صدقۂ فطر کے برابر صدقہ دینا واجب ہو گا، اور استغفار وتوبہ بھی۔(ولوطاف الأقل محدثا، فعليه صدقة)أى نصف صاع من بر(لكل شوط) أي اتفاقًا .(مناسک ملا علی قاری ص۳۴۷)

سوال: کسی خاتون نے طوافِ زیارت باوضو شروع کیا، اور درمیان طواف میں وضو ٹوٹ گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس خاتون پر واجب ہے کہ جاکر وضو کرکے آئے اور پھر باقی طواف پورا کرے، اور اگر اکثر چکر باقی رہ گئے تھے تو از سرِ نو پورا طواف کرنا افضل ہے،

اور اگر صرف باقی چکر پورے کرلے تو بھی جائز ہے ، اوراگر یہ خطرہ ہو کہ بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہوجائے گا تواس صورت میں باقی چکرپورے کرلے تاکہ غروب آفتاب سے پہلے پہلے طواف مکمل ہوجائے ۔(غنیۃ۲۷۲)

سوال: اگر پورا یا اکثر طوافِ زیارت جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: صورتِ مذکورہ میں بدنہ یعنی ایک اونٹ یا ایک گائے ذبح کرناواجب ہو گا،اوراگر طوافِ قدوم یاطوافِ وداع یاطوافِ نفل ان حالتوں میں کیاہے تو ایک بکرا ذبح کرناواجب ہو گا،اوران سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ اعادہ کرلینے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (غنیۃ۲۷۴-۲۷۶) اعادہ کے ساتھ توبہ واستغفار بھی کرے۔

سوال: اگر کسی خاتون نے طوافِ زیارت نہ کیااور پھر عمر بھر ادا نہ کر سکی تو یہ خاتون کیا کرے؟

جواب: اس خاتون پر مرض الموت میں ایک بدنہ یعنی اونٹ یا گائے حرم میں ذبح کرانے کی وصیت کرناواجب ہے(احسن الفتاوی ج۴/۵۳۹)

مسائلِ طوافِ وداع

سوال: طوافِ وداع کن خواتین پر واجب ہے؟

جواب: طوافِ وداع آفاقیہ یعنی میقات سے باہر کے رہنے والی خواتین پر واجب ہے خواہ حجِ افراد کیاہو یا قران یا تمتع ،بشرطیکہ عاقلہ بالغہ ہوں، اوراہلِ حرم، اہلِ

حل، اہلِ میقات اور حائض، نفساء و مجنونہ اور نابالغہ پر واجب نہیں، اور فاتتہ الحج یعنی جس خاتون کا حج فوت ہو گیا ہو یا محصرہ یعنی جو حج سے روک دی گئی ہو اس پر بھی واجب نہیں۔(غنیۃ الناسک:۱۹۰)

سوال: ایک خاتون نے طوافِ زیارت کر لیا اور حج کے دیگر افعال بھی ادا کر لئے مگر ابھی طوافِ وداع باقی ہے اور اس کو حیض شروع ہو گیا، اور قافلہ روانہ ہونے لگا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اس حالت میں طوافِ وداع اس کے لئے معاف ہے بغیر طواف کے قافلے کے ساتھ روانہ ہو سکتی ہے۔(شرح اللباب ۲۵۳)

سوال: کیا عمرہ کرنے والی خواتین پر طوافِ وداع واجب ہے؟۔

جواب: عمرہ کرنے والی خواتین پر طوافِ وداع واجب نہیں۔(غنیۃ)

فائدہ: طوافِ وداع حج میں مکیہ اور جو مکیہ کے حکم میں ہیں جیسے حلیہ (حل سے آنے والی جیسے جدہ کی رہنے والی) اور میقاتیہ کے لئے مستحب ہے۔(غنیۃ و معلم الحجاج)

سوال: میقاتیہ کس کو کہا جاتا ہے؟

جواب: جو عین میقات پر رہنے والی ہیں، اور جو میقات سے باہر رہنے والی ہیں وہ آفاقیہ ہیں، مدینہ منورہ، ینبع، طائف، باحہ، ابہا، ریاض، دمام، جبیل، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش وغیرہ وغیرہ میں رہنے والی آفاقیہ ہے۔

سوال: اگر کوئی خاتون مکہ مکرمہ کو مستقل وطن بنالے اور مستقل وطن بنانے کے شرائط پورے ہو جائیں تو اس کے بارے میں طواف دواع کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو خاتون مکہ مکرمہ یا حوالیٔ مکہ مکرمہ کو مستقل طور سے وطن بنالے اور وطن بنانے کے شرائط پورے پائے جاتے ہوں، تو اس سے یہ طواف ساقط ہو جاتا

ہے، بشرطیکہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے نیت اقامتِ دائمی کی کرے اگر بارہویں کے بعد اقامت کی نیت کی ہے تو یہ طواف ساقط نہ ہو گا۔(شرح اللباب ۲۵۳وغنیۃ ۱۹۰)

سوال: اگر اقامت کی نیت کے بعد مکہ مکرمہ سے سفر کرنے کا ارادہ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: تو بھی طوافِ وداع واجب نہ ہو گا۔ جیسے مکہ مکرمہ رہنے والی اگر کہیں جائے تو اس پر واجب نہیں ہوتا۔(شرح اللباب ۲۵۳)

سوال: اگر کسی خاتون نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کی لیکن مستقل وطن نہیں بنایا تو اس پر طوافِ وداع واجب رہیگا یا ساقط ہو جائے گا؟

جواب: اس صورت میں طوافِ وداع ساقط نہیں ہو گا اگرچہ سالہائے سال مکہ مکرمہ میں رہتی رہے۔(شرح اللباب ۲۵۳)

سوال: طوافِ وداع کا اول وقت کب شروع ہوتا ہے؟

جواب: اول وقت طوافِ وداع کا طوافِ زیارت کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور آخر اس کا متعین نہیں جس وقت چاہے کرے، اگر سال بھر مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کے بعد بھی کرے تب بھی ادا ہو گا قضاء نہ ہو گا۔(شرح اللباب ۲۵۳)

سوال: اگر کسی خاتون نے سفر کا ارادہ کیا اس لئے طوافِ وداع کر لیا اور اس کے بعد پھر قیام ہو گیا تو طوافِ وداع ادا ہو گیا یا نہیں؟

جواب: ادا ہو گیا عند الحنفیہ اعادہ واجب نہیں لیکن چلتے وقت دوبارہ طوافِ وداع کرنا مستحب ہے۔(شرح اللباب ۲۵۳، وغنیۃ ۱۹۰)

سوال: طوافِ وداع کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: مستحب وقت یہ ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہو کر طواف کرے اور

اس کے بعد فوراً سفر شروع کر دے۔(شرح اللباب ۲۵۳)

سوال: حائضہ عورت مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہوگئی اس کے بارے میں طوافِ وداع کا کیا حکم ہے؟

جواب: حائضہ عورت اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو لوٹ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہوئی ہو تو واجب نہیں۔(شرح اللباب ۲۵۳)

سوال: ایک خاتون طوافِ وداع کئے بغیر اپنے وطن واپسی کے لئے مکہ مکرمہ سے نکل پڑی اس کے بارے میں کیا حکم ہے تفصیل سے بتایئے؟

جواب: جو خاتون بلا طوافِ وداع کے مکہ مکرمہ سے چل دی ہے تو جب تک میقات سے نہ نکلی ہو اس کو مکہ مکرمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے احرام کی ضرورت نہیں اگر میقات سے نکل گئی تو اب اس کو اختیار ہے کہ دم بھیج دے اور یہ بہتر ہے کہ اس میں مساکین کا نفع ہے، اور بعض فقہاء نے دم دینے سے بہتر طواف کے لئے آنا اختیار کیا ہے کیونکہ یہ اصل ہے اور اصل کو اختیار کرنا اولی ہے، اور طواف کرنے کے لئے آنا چاہے تو عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور اول عمرہ کرے اس کے بعد طوافِ وداع کرے پھر چلی جائے اور اس تاخیر کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں، لیکن بلا وجہ ایسا کرنا برا ہے۔ میقات سے نکلنے کے بعد طوافِ وداع کے لئے مکہ مکرمہ واپس آنے کے لئے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے بلا احرام آنا منع ہے۔(شرح اللباب:۲۵۳وغنیۃ ۱۹۰)

تنبیہ: بعضے لوگ جان بوجھ کر طوافِ وداع چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد میں اکر کر لیں گے، یہ جان بوجھ کر بلا عذر طوافِ وداع چھوڑ کر چلے جانا

بہت برا ہے۔ ایسا کرنے سے دم واجب ہوتا ہے۔ پھر طواف کر لینے سے ساقط تو ہو جاتا ہے مگر ایسا کرنا برا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی اپنے زخم لگائے پھر مرہم پٹی کرے اور دوا استعمال کرے۔

سوال: زینب میقات سے آئی ہے حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں کچھ قیام ہے اس دوران تنعیم وغیرہ سے احرام باندھ کر کچھ عمرے کرنا چاہتی ہے اور ابھی طوافِ وداع بھی نہیں کیا ہے تو کیا تنعیم میں جانے سے پہلے اس پر طوافِ وداع کرنا واجب ہے؟

جواب: تنعیم وغیرہ جانے کیلئے طوافِ وداع کرنا واجب نہیں، یعنی جب اپنے وطن واپسی کا وقت آئیگا اس وقت طوافِ وداع کر کے چلی جائے۔ (معلم الحجاج ۱۹۲ مع اضافہ)

سوال: اکثر مقیمین خواتین جدہ سے معلم کا انتظام کرتی ہیں جو جدہ سے سیدھے منی وغیرہ اور ۱۲ تاریخ کو زوال بعد منی سے سیدھے جدہ لے جاتے ہیں تو اس طرح طواف وداع کرنا مشکل ہو جاتا ہے، کیا ان حالات میں طوافِ زیارت کے بعد اور طواف کر لینے سے طوافِ وداع ادا ہو جاتا ہے؟

جواب: جدہ کی خواتین پر طوافِ وداع واجب نہیں آفاقیہ پر واجب ہے اور طوافِ زیارت کے بعد ایامِ نحر میں بھی جائز ہے، اگرچہ رمی باقی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (احسن الفتاوی ج ۴/۳۹)

وضاحت: اہل مکہ، اہل حرم، اہل حل، اہل مواقیت کے لئے طوافِ وداع کرنا مستحب ہے۔ هوواجب على كل حاج آفاقي ..... فلا يجب على معتمر ولا على أهل مكة ومن أقام بها بعد النفر الأول وأهل

الحرم والحل والمواقيت ..... إلا أنه يندب لأهل مكة ومن في حكمهم كما في الدر والنهر وغيرهما . (غنية الناسك ص١٩٠)
قال أبو يوسف أحب إلي أن يطوف المكي طواف الصدر ؛ لأنه وضع لختم أفعال الحج ، وهذا المعنى يوجد في أهل مكة .
(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج٤ /٤٤٤)

اہل مکہ، اہل حرم، اہل حل (جیسے اہل جدہ) اور اہل مواقیت کے لئے طوافِ وداع بعض اہلِ علم کے نزدیک اس صورت میں واجب نہیں جبکہ انہوں نے مذکورہ مقامات کو مستقل وطن بنالیا ہو اور اگر مستقل وطن نہیں بنایا تو ان کے لئے طوافِ وداع واجب ہے۔ عام طور پر ایسے مقیمین حضرات جو اقامے والے ہیں اور وہ مذکورہ مقامات میں عارضی قیام کی نیت سے رہتے ہیں۔ جب تک ملازمت کا سلسلہ ہے قیام ہے، اس کے بعد واپس چلے جائیں گے اور جو مقیمین مستقل قیام کی نیت کرتے ہیں ان کی نیت کا اعتبار اس لئے نہیں کہ وہ قانوناً یہاں کے باشندے نہیں۔ لہذا ان بعض علماء کے نزدیک ان پر طوافِ وداع واجب ہے اگرچہ اکثر اہلِ علم کا یہ قول نہیں، لیکن اختلاف سے بچنے کے لئے طواف نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اور اگر رش کی وجہ سے اس وقت نہ کرسکے تو جب رش ختم ہو جائے آکر کرلے۔ واللہ اعلم

طواف کے متعلق کچھ متفرق مسائل

مسئلہ: عورت کو ایامِ حیض میں طواف کرنا جائز نہیں اور سعی کے لئے طہات واجب نہیں لیکن سعی کیونکہ طواف کے تابع ہے اس لئے طواف سے پہلے سعی کرنا درست نہیں۔ أن يكون السعي بعد الطواف أي أي طواف

كان (على طهارة عن الجنابة و الحيض) وكذا حكم النفاس.
(مناسک ملا علی قاری ص ۱۷۷)

مسئلہ: اگر دورانِ طواف عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں روک دے اور مسجدِ حرام سے باہر چلی جائے پھر پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

مسئلہ: عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب سے پہلے پہلے پورا طواف یا صرف چار چکر کر سکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہو گا اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو کچھ واجب نہیں۔(معلم الحجاج: ص ۱۸۰)

ہاں اگر پاک ہونے کے بعد منی سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئی اور یہ کوشش کی کہ بارہویں کے غروب آفتاب سے پہلے طواف کرلے لیکن باوجود کوشش کے غروب سے پہلے طواف نہ کر سکی کیونکہ راستوں میں بہت ازدحام تھا۔ تو کچھ واجب نہیں۔(فلو طهرت حائض فی آخر أيام النحر إن أمكنها طواف الزيارة كله أو أكثره قبل بأن بقی زمن إلى الغروب يسع أربعة أشواط مع مقدماتها كالاستنقاء والتستر عن الأعين ، وخلع الثياب ، والاغتسال ،و قطع المسافة فلم تطف حتى غربت ،أو حاضت بعد ماقدرت على أربعة أشواط ،فلم تطف حتى مضت الوقت لزمها دم للتاخير. (غنیۃ ص ۲۷۳)

مسئلہ: عورت جانتی ہے کہ حیض عنقریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ پورا طوافِ زیارت یا چار چکر کر سکتی ہے، لیکن نہیں کیا اور حیض آگیا پھر ایامِ نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی یعنی ۱۲ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے کے بعد پاک ہوئی ، تو دم واجب ہو گا اور اگر اتنا وقت نہیں تھا کہ چار

چکر کر سکتی تو کچھ واجب نہ ہو گا یعنی پاک ہونے کے بعد چار پھیرے کرنے کا وقت بھی نہیں تو کچھ واجب نہیں ہو گا۔ (معلم الحجاج:ص ۱۸۰)

مسئلہ: عورتوں کا اس حال میں حجرِ اسود کو چومنا بالکل حرام ہے جب کہ اجنبی مردوں کے ساتھ جسم لگنے کا احتمال ہو (احسن الفتاوی ج ۴ ص ۸۹)

خواتین کیلئے مسائلِ سعی

سوال: خواتین کو سعی میں کس طرح چلنا چاہئے؟

جواب: خواتین کو چاہئے کہ سعی کرتے وقت دیوار کے قریب ہو کر چلیں اس طرح مردوں کے ہجوم سے بچی رہیں گی، انشاء اللہ تعالیٰ مردوں سے جسم نہیں ٹکرائے گا اور میلین اخضرین (سبز لائٹوں) کے درمیان دوڑنا یا تیز چلنا خواتین کیلئے مسنون نہیں۔ إذ السعی المخصوص بالرجال هو الإسراع بين الميلين.

(مناسک ملا علی قاری ص ۱۷۲)

سوال: کیا حیض ونفاس کی حالت میں سعی کرنی جائز ہے؟

جواب: حیض ونفاس کی حالت میں سعی کرنی جائز ہے، کیونکہ سعی میں طہارت واجب نہیں بلکہ سنت ہے، مگر جب سعی کیلئے جائے تو مسعیٰ کے اُن دروازوں سے داخل ہو جن سے مسجد میں داخل ہونا لازم نہ آئے کیونکہ حالتِ حیض ونفاس وجنابت میں مسجد کا داخلہ منع ہے۔ اور مسعی (یعنی صفا مروہ کے درمیان کا حصہ جہاں سعی کی جاتی ہے وہ) مسجدِ حرام سے خارج ہے۔ و لا يجب فيه الطهارة عن الجنابة و الحيض، سواء كان سعي عمرة أو حج، لأنه تؤدى لا فى المسجد الحرام. (غنية الناسک ص ۱۳٤)

وضاحت: سعی طواف کے تابع ہے، اگر طواف کرنے کے بعد حیض شروع ہوا تو سعی کرنا درست ہے، اور اگر طواف سے پہلے حیض شروع ہو گیا تو سعی درست نہیں۔

خواتین کیلئے مسائلِ رمی

سوال: خواتین کے لئے رمی کا کونسا وقت مناسب ہے؟

جواب: خواتین کو رات کے وقت رمی کرنی چاہئے، کیونکہ رات کے وقت ہجوم نہیں ہوتا، اور بآسانی رمی ہو جاتی ہے۔و وقت الكراهة مع الجواز من الغروب إلى طلوع الفجر الثانى من غده ، و لو أخر إلى الليل كره إلا فى حق النساء.(مناسک ملا علی قاری ص۲۳۷)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ رات کو رمی کرنا مکروہ ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: خواتین اور ضعفاء کیلئے رات کو رمی کرنا مکروہ نہیں ،البتہ ایسے مرد حضرات کیلئے مکروہ ہے جو طاقت ور ہیں معذور نہیں ہیں۔لیکن اگر یہ بھی رات کو رمی کرلیں گے تو ادا ہو جائے گی ۔کوئی دم نہیں آئے گا۔ووقت الكراهة مع الجواز من الغروب إلى طلوع الفجر الثانى من غده ، و لو أخر إلى الليل كره إلا فى حق النساء و كذا حكم الضعفاء.(مناسک ملا علی قاری ص۲۳۷)

سوال: کیا خواتین ہجوم کی وجہ سے کسی دوسرے سے رمی کرا سکتی ہیں؟

جواب: ہجوم کی وجہ سے خواتین کی طرف سے کسی دوسرے کو نائب بنا کر رمی کرانا جائز نہیں، ایسی صورت میں رمی صحیح نہیں ہو گی اور دم دینا لازم ہو گا، لہٰذا

خواتین کو خود رمی کرنی چاہئے، اور رات کے وقت ان کیلئے رمی کرنا زیادہ مناسب ہے، کیونکہ رمی کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔فلا تجوز النيابة عند القدرة، وتجوز عند العذر.(مناسک علی قاری ص۲۴۷)

سوال: جس صورت میں خواتین رمی کیلئے اپنا نائب بنا سکتی ہیں اسکو واضح بیان کیجئے۔

جواب: خواتین کو کنکری مارنے کیلئے کسی کو نائب بنانا ان صورتوں میں جائز ہے کہ وہ مریضہ ہوں، پیدل چل کر نہ جاسکتی ہوں نہ سواری کا انتظام ہو یا وہاں پہنچنے میں جان کا خطرہ ہو، یا مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو، یا ضعیف العمر ہوں، اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو عورت کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتی اور سواری کا انتظام بھی نہیں تو وہ نائب بنا سکتی ہے۔ایسی مریضہ کہ اس کو وہیل چیئر پر بٹھا کر لایا جاسکتا ہو، اور اس کو لانے والا بھی موجود ہو اور وہ وہاں پہنچنے پر رمی کرنے پر قادر ہو بشرطیکہ شدید تکلیف میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور نہ مرض سے صحت یاب ہونے میں تاخیر کا امکان ہو تو ان صورتوں میں بھی نیابت جائز نہیں۔

(مستفاد من غنیۃ الناسک ص۱۸۷و۱۸۸، مناسک ملا علی قاری ۲۴۷و۲۴۸)

وضاحت: اور مردوں کے بارے میں رمی کی نیابت جائز ہونے کی یہی تفصیل ہے۔

سوال: خواتین کنکری مارتے وقت کتنا ہاتھ اٹھائیں؟

جواب: خواتین کو رمی کرتے وقت ہاتھ اتنا اونچا نہیں اٹھانا چاہئے کہ بغل نظر آئے، بلکہ خواتین اپنا ہاتھ ذرا کم اٹھائیں۔

سوال: اگر کسی خاتون نے رمی کرنے کیلئے کسی کو وکیل بنادیا جبکہ اس کے لئے

وکیل بنانا جائز نہ تھا پھر اس کو مسئلہ معلوم ہوا کہ غلط کیا ہے تو اس صورت میں کیا کرے؟

جواب: اگر رمی کا وقت باقی ہے تو جا کر خود رمی کرے رمی صحیح ہو جائے گی اور اگر رمی کا وقت ختم ہو چکا ہے یعنی صبح صادق ہو چکی ہے تو اگلے دن اس رمی کی قضا کرے اور ایک دم بھی دے۔ و لو لم يرم فى الليل أي من ليالى أيامها الماضية أداء ، (رماه فى النهار أي فى نهار الأيام الآتية على التأليف ، (قضاء) أي اتفاقا (وعليه الكفارة) أى الدم عند الإمام ، و لا شيء عليه عندهما.(شرح اللباب ۲۴۱)

خواتین کیلئے مسائلِ قصر (بال کٹوانے کے مسائل)

سوال: خواتین احرام کھولنے کیلئے کس طرح بال کٹوائیں؟

جواب: خواتین کو احرام کھولنے کے لئے پورے سر کے بالوں سے ایک پورا کاٹنا چاہئے بالوں کی چوٹی پکڑ کر انگلی کے ایک پورے کے برابر خود کاٹ لیں یا کسی خاتون یا اپنے کسی محرم سے کٹوالیں اور کم از کم چوتھائی سر کے بال بقدر ایک پورے کے کاٹنا لازم تو ہے ہی، لیکن انگلی کے پورے سے کچھ زیادہ کاٹیں تاکہ یقین ہو جائے کہ صحیح مقدار میں بال کٹ گئے ہیں اور جس خاتون کے بال چھوٹے بڑے ہوں تو انکو دو پورے کاٹ دینے چاہئیں تاکہ یقین ہو جائے کہ چوتھائی سر کے بال کٹ گئے ہیں۔ نیز خواتین کے لئے بہتر یہ ہے کہ اپنے سر کے بالوں کے تین حصے بنائیں، ایک حصہ سینے سے داہنے طرف لٹکا کر ایک پورے کے برابر بال کاٹیں، دوسرا حصہ سینے سے بائیں طرف لٹکا کر پھر بال ایک پورے کے برابر کاٹیں

، پھر تیسرا حصہ (چوٹی کو پیچھے کمر پر ڈال کر) اس کو پورے کے برابر کاٹیں تاکہ ہر طرف سے بال کٹ جائیں اور ایسا کرنے سے سارے سر کے بال کٹ جائیں گے احتیاط بھی اسی میں ہے۔وأما التقصير فأقله قدر أنملة ،(من شعر ربع الرأس و الحلق مسنون للرجال) أى افضل ، (و مكروه للنساء(كراهية تحريمية) و التقصير مباح لهن) (مناسک ملا علی قاری ص ۴۲۹) (و فيه ص ۴۳۰) و إذا حلق المحرم رأسه أو رأس غيره عند جواز التحلل لم يلزمه شيء۔

تنبیہ: خواتین کو چاہئے کہ اپنے بال خود کاٹیں یا اپنے شوہر یا محرم سے کٹوائیں، کسی اجنبی سے بال کٹوانا حرام ہے۔چوتھائی سر کے بال ایک پورا کاٹنے سے محرم احرام سے نکل جاتا ہے لیکن چوتھائی پر اکتفاء کرنا مکروہ ہے پورے سر کے بالوں سے بال کاٹنے چاہیں۔

جس عورت کے سر پر بالکل بال نہ ہوں وہ کیا کرے؟

اگر کوئی عورت کسی وجہ سے گنجی ہو گئی ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ سر پر ویسے ہی قینچی چلالے، یہ قینچی چلانا اس کے لئے قصر کے قائم مقام ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال ہو جائے گی۔ المرأة إذا كانت قرعى تؤمر بتقريب الجلمين من رأسها و يقام مقام التقصير .(البحر العميق ۳ /۱۷۸۶)

عورتوں کے لئے سر منڈوانے کی ممانعت

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اپنا سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوۃ شریف حدیث: ۲۶۵۳۰) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ عورتوں پر حلق نہیں ہے عورتوں پر صرف بال ترشوانا ہے۔ (۲۶۵۴۰)

خواتین کیلئے منٰی، مزدلفہ، عرفات میں نظر، کانوں اور زبان کی حفاظت

سوال: منیٰ، عرفات، مزدلفہ کے مقاماتِ مبارکہ میں بھی خواتین اور مردوں کا اختلاط بے پردگی، اور بعض دفعہ غیر محرموں کے ساتھ ہنسی مذاق وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اس قسم کی حرکتیں کرنا نہایت قبیح ہے، اور اس کے ناجائز اور حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ان ایام میں تو اپنے اعضاء کو خصوصی طور پر گناہوں سے بچانا چاہیے۔

قال النبي صلى الله عليه و سلم لفضل بن عباس :(ابن أخي إن هذا يوم من ملك فيه سمعه وبصره ولسانه غفر له). (إسناده صحيح)(مسند أبي يعلى لأحمد الموصلي - (ج ٤ / ص ٣٣٠)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ (عرفات) ایسا دن ہے جو اس دن میں اپنی زبان اور اپنے کان کی حفاظت کریگا تو اللہ تعالی اسکی مغفرت فرمادیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا حج قبول ہو جاتا ہے۔ اور درمیان سال اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فورا توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ اور جو لوگ اپنی زبان اپنے کان اور

آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتے انکی مشقت اور سرگرداں پھرنے کی اللہ کو ضرورت نہیں۔ اور دیکھنے میں آتا ہے کہ معلمین کیطرف سے نہایت بدعنوانی ہوتی ہے کہ اجنبی مرد اور عورتوں کو ایک ہی کمرے میں اختلاط کے ساتھ رہائش دیتے ہیں۔ خاص طور سے مکہ مکرمہ میں لمبا قیام رہتا ہے اسمیں عورتوں اور مردوں کا عجیب اختلاط رہتا ہے۔ ایسے ہی منی میں قیام کا انتظام بھی بعض خیموں میں عجیب اختلاط کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض خیموں میں تو ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ عورتیں جانب قبلہ میں جگہ لے لیتی ہیں۔ اور مرد ان کے پیچھے اور نہ نماز میں پردہ کا انتظام ہے نہ ہی رہائش میں انتظام، بالکل گھلے ملے رہتے ہیں یہ چیزیں عبادت کی روح کو ختم کر دیتی ہیں۔ جب معلم کی طرف سے اسکا کوئی انتظام نہیں ہے تو خود حجاج کی ذمہ داری یہ ہے کہ ایک کمرے میں رہنے والی عورتوں کو ایک طرف کر دیں اور مردوں کو دوسری طرف کر دیں۔ اور اہتمام کے ساتھ پردہ ڈالکر رکھا جائے۔ اس طرح منی کے خیمہ میں عورتوں کو پیچھے کی طرف رکھا جائے، اور مردوں کو آگے کی طرف اور درمیان میں ایسا پردہ ڈالدیا جائے جس سے اختلاط بالکل باقی نہ رہے۔ اسی طرح عرفات میں بھی اپنے اپنے خیمہ میں تمام عورتوں کو پیچھے رکھا جائے اور مرد سب اہتمام کیساتھ آگے رہیں۔ تاکہ عبادت میں یکسوئی رہے۔ اور اختلاط کے نتیجہ میں عبادت اور توجہ الی اللہ کی روح ختم نہ ہو جائے۔ ماشاء اللہ بعض حجاج ایسا عمل کر لیتے ہیں، گذارش ہے کہ سبھی ایسا عمل کریں۔

سوال: بعض خواتین کو دیکھا گیا ہے کہ منی، عرفات، اور مزدلفہ میں اپنے خیمہ میں اتنے زور سے باتیں کرتی ہیں کہ ان کی آوازیں پڑوس کے خیمے والے مرد بھی

پوری طرح سنتے ہیں، اُن کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کو اس کا خاص لحاظ کرنا چاہئے کہ اپنی آواز پست رکھیں، اور زیادہ زور سے بولنے سے پرہیز کریں، بعض فقہاء نے عورت کی آواز کو ستر مانا ہے یعنی پردہ میں شمار کیا ہے۔

سوال: کیا خواتین کے لئے بھی منی کی راتوں میں منی میں قیام کرنا سنت ہے؟

جواب: جی ہاں خواتین کے لئے بھی سنت ہے۔

اگر کوئی عورت حدودِ عرفات میں داخل نہ ہو سکی

سوال: ایک خاتون اپنے محرم کے ساتھ عرفات کیلئے روانہ ہوئی لیکن صحیح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے عرفات کے حدود سے باہر بیٹھی رہی اور دعائیں کرتی رہی اور غروب کے بعد، مزدلفہ روانہ ہو گئی اس کا حج ہو گیا یا نہیں؟

جواب: اگر نویں تاریخ کے زوال کے بعد سے دسویں تاریخ کی صبح صادق تک عرفات میں داخل نہ ہو سکی تو اسکا اور اسکے محرم کا حج نہ ہوا کیونکہ عرفات کی حدود میں یہ دونوں داخل نہ ہوئے، لہذا آئندہ سال حج کی قضا کرنا لازم ہے۔

سوال: کیا خواتین مزدلفہ سے صبح صادق سے پہلے رات ہی کو منی روانہ ہو سکتی ہیں؟

جواب: ہو سکتی ہیں کچھ حرج نہیں خواتین اور ضعفاء کیلئے رات ہی کو مزدلفہ سے منی کی طرف روانہ ہونیکی اجازت حدیث شریف میں وارد ہے۔عن عائشة رضي الله تعالى عنها أنها قالت استأذنت سودة رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة المزدلفة تدفع قبله و قبل حطمة

الناس و كانت امرأة ثبطة يقول القاسم و الثبطة الثقيلة قال فأذن لها فخرجت قبل دفعه وحبسنا حتى أصبحنا فدفعنا بدفعه و لأن أكون استأذنت رسول الله صلى الله عليه وسلم كما استأذنته سودة فأكون أدفع بإذنه أحب إلىّ من مفروح به۔ (رواه مسلم فى باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة إلى منى)

سوال: عرفات سے بعض خواتین اپنے محرم مردوں کے ساتھ مزدلفہ کیلئے بس میں روانہ ہو جائیں لیکن راستہ میں اتنا ہجوم تھا کہ صبح صادق تک مزدلفہ کے حدود میں داخلہ نہ ہو سکا سورج نکلنے کے بعد مزدلفہ کے حدود سے گذرنا ہوا تو کیا اس صورت میں ان خواتین پر دم واجب ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ان خواتین پر کوئی دم واجب نہیں۔ واللہ تعالی اعلم البتہ ان کے ساتھ جو مرد حضرات تھے ان پر وقوفِ مزدلفہ چھوٹ جانے کی وجہ سے دم واجب ہو گا۔ مردوں میں جو ضعیف اور مریض ہو تو اس پر بھی دم واجب نہیں۔ واللہ تعالی اعلم ولو ترک الوقوف بها فدفع ليلا فعليه دم إلا إذا كان لعلة أي مرض أو ضعف أي ضعف بنية من كبر أو صغر أو يكون أي الناسک إمرأة تخاف الزحام فلا شئء عليه . (الباب مع الشرح ۲۱۹)

تنبیہ: مزدلفہ میں کیونکہ میدان میں اترنا ہوتا ہے اس لئے خواتین کو موٹی اور بڑی چادر اوڑھ لینی چاہئے تاکہ نامحرم مردوں کی نگاہوں سے محفوظ رہیں، اور اگر چھوٹا سا خیمہ لینے کا اہتمام کر لیا جائے تو بہت اچھا ہے جیسا کہ آج کل چھوٹے

موٹے خیمے بآسانی مل جاتے ہیں۔

عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا

اگر کوئی عورت بھیڑ کی وجہ سے واجب وقوفِ مزدلفہ ترک کردے اور صبح صادق سے قبل ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائے، تو ایسے عورتوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑدینے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ عن عُبَيْدِ الله بن أبي يَزِيدَ سمع ابن عَبَّاسٍ رضي الله عنهما يقول أنا مِمَّنْ قَدَّمَ النبي صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ .

(تاہم اگر کوئی غیر معذور مرد عورت کے ساتھ کسی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک کردے تو اس پر حسبِ قاعدہ جزاء لازم ہوگی)

مسائلِ حیض ونفاس

حالتِ حیض ونفاس میں احرام سے متعلقہ مسائل

سوال: خواتین حیض کے دوران حج کے اور افعال کیسے ادا کریں۔

جواب: خواتین حیض میں حج کے سارے افعال ادا کریں، صرف طواف کرنا منع ہے۔ لقوله صلى الله عليه وسلم افعلي ما يفعل الحاج غير ان لا تطوفي بالبيت . (مؤطا ٤١١) صحيح البخاري ج١/٨١) و فى الغنية متمسكا بهذا الحديث و حيضها لا يمنع نسكا إلا الطواف . (ص ٩٥)

اور سعی کیونکہ طواف کے تابع ہے اس لئے طواف سے پہلے سعی کرنا بھی درست

نہیں ہے، اور نماز تو اس حالت میں معاف ہے ہی چاہے حج ہو یا غیر حج۔

سوال: جو خاتون حالتِ حیض میں ہو تو وہ احرام کیسے باندھے؟

جواب: احرام کا ارادہ ہو اور حیض آرہا ہو تو غسل کر کے قبلہ رخ بیٹھ کر چہرہ سے کپڑا ہٹا کر، عمرہ یا حج کی نیت کر لے، اور تین بار لبیک پڑھے اگرچہ ایک مرتبہ لبیک پڑھنے سے بھی احرام میں داخل ہو جائے گی۔ اور یہ غسل غسلِ نظافت ہے جو احرام باندھتے وقت حالتِ حیض و نفاس میں بھی مستحب ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو غسل کرنے کے لئے فرمایا تھا جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف میں ہے کہ (حتى اتينا ذا الحليفة ولدت اسماء بنت عميس محمد ابن أبي بكر فارسلت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف اصنع قال اغتسلي واستثفري بثوب و احرمي. (رواه مسلم برقم۲۱۳٤ كتاب الحج فى باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم) اگر غسل کرنے کا موقع نہ ہو تو صرف وضو کر لے۔ پھر حج یا عمرہ کی یا دونوں کی اکٹھی نیت کر کے لبیک پڑھ لے۔ فلو حاضت قبل الإحرام اغتسلت و أحرمت ، و شهدت جميع المناسک إلا الطواف و السعي .(غنیۃ الناسک ص۹۴) غسل نہ کرنے کی وجہ سے کوئی گناہ نہ ہو گا۔

فائدہ: حج و عمرہ کی اکٹھی نیت کرنے سے حجِ قران ہوتا ہے اس میں (دم شکر) قربانی واجب ہوتی ہے اور حجِ تمتع یہ ہے کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھے پھر عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد بال کاٹ دے پھر مکہ مکرمہ سے آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھے۔ اور اس میں بھی (دم شکر) قربانی واجب ہوتی ہے۔ اور اس قربانی کو

عربی میں هدي کہتے ہیں، اور مال والی قربانی جسکا تعلق حج سے نہیں ہے اسکو عربی میں أضحية کہتے ہیں، دونوں الگ الگ ہیں خوب سمجھ لیں۔

سوال: آجکل قافلے (گروپ) والے مدینہ منورہ سے دوبارہ عمرہ کیلئے جاتے ہیں اور عمرہ کرنے کے بعد جدہ سے ان کی اپنے وطن واپسی ہوتی ہے، ایسی صورت میں وہ خواتین جو حالت حیض میں ہوں وہ کیا کریں۔

جواب: یہ خواتین مدینہ منورہ سے ڈائکرٹ جدہ جائیں مکہ مکرمہ نہ جائیں۔

سوال: ایسی اگر خواتین اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ مکرمہ جانے پر مجبور ہوں اور انتظامیہ کے تحت ان کا یہ سفر ہو تو کیا کریں۔

جواب: ایسی خواتین کو چاہئے کہ مدینہ منورہ میں رہیں، جب اپنے وطن جانے کا وقت آجائے تو ڈائرکٹ جدہ چلی جائیں عمرہ تو پہلے کر ہی چکی ہیں۔ لہذا اگر مکہ مکرمہ دوبارہ نہ گئیں تو کیا مضائقہ ہے؟

لہذا مدینہ منورہ سے جدہ جاکر اپنے وطن روانہ ہو جائیں۔

سوال: ایک عالم ہے ان کا کہنا ہے کہ جو عورت مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جاتے وقت حالت حیض میں ہے اور وہ اپنے قافلے کے ساتھ مکہ مکرمہ جانے پر مجبور ہے، اور اس کا محرم مکہ مکرمہ میں انتظار کرنے کو تیار نہیں اس عورت کو پاکی سے پہلے ہی وہ سفر کرنے پر اصرار کر رہا ہے۔ تو ایسی عورت کو گناہ سے بچنے کے لئے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی علیہ کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔ لأَنَّ النبي صلى الله عليه وسلم لما وَقَّتَ المواقيت قال هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أتى عَلَيْهِنَّ من غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ (صحيح البخاري ج ١ص ٦٥٥) و المفهوم المخالف معتبر عند الشافعي رحمه الله تعالى

. امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کا مسلک یہ ہے کہ جو آدمی عمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو مکہ مکرمہ جانے کے لئے اس پر احرام باندھنا لازم نہیں۔

جواب: ہاں اگر ایسی خاتون جو کہ اضطراری کیفیت میں ہے کہ نہ تو وہ مدینہ میں ٹھہر سکتی ہے اور نہ جدہ میں اس کے ٹھہرنے کوئی انتظام ہے۔ اور اس کا محرم بھی اس خاتون کے پاک ہونے تک ٹھہرنے کو تیار نہیں، اور جانے پر اصرار کر رہا ہے ۔ تو اس حالت میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔ تا کہ گناہ سے بچ جائے۔ لیکن احتیاطا دوبارہ حاضری میسر ہونے پر ایک عمرہ میقات سے قضا کی نیت سے کر لیا جائے تو عمرہ کی قضا کر لینے سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی تلافی ہو جائے گی دم بھی معاف ہو جائیگا اور اگر پوری زندگی عمرہ کا موقعہ نہ ملا تو اللہ تعالی سے امید ہے کہ گرفت نہ ہو گی۔ واللہ تعالی اعلم۔

حجِ قران کرنے والی اور حجِ تمتع کرنے والی حائضہ جو کہ وقوفِ عرفہ تک پاک نہ ہو سکے اس کا مسئلہ

سوال: ایک خاتون نے حجِ قران کا احرام باندھا یا حجِ تمتع کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھا پھر حیض آگیا یا جب احرام باندھا تھا اس وقت حالتِ حیض میں تھی اور امید تھی کہ وقوف عرفہ سے پہلے پاک ہو جائے گی اور عمرہ ادا کر لے گی لیکن وقوفِ عرفہ کا وقت آگیا اور ابھی تک پاک نہ ہو سکی، جسکی وجہ سے عمرہ کی ادائیگی سے قاصر رہی تو ایسی خاتوں کے بارے میں مسئلہ کی ضاحت فرمائیں کہ وہ اب کیا کریں۔

جواب: ایسی صورت میں رفض عمرہ کرے، یعنی عمرہ کو چھوڑ دے اور متمتعہ عمرہ

کے احرام سے نکلنے کے لئے سر کے بال کھول کر کنگی کرلے جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے، پھر حج کا احرام باندھ کر عرفات روانہ ہو جائے، اور حج کے تمام افعال کرتی رہے، سوائے طواف اور سعی کے (کیونکہ سعی طواف کے تابع ہوتی ہے طواف سے پہلے نہیں ہوسکتی) اور پاک ہونے کے بعد غسل کرکے طوافِ زیارت اور سعی کرے، اور یہ حج اس کا افراد ہو گا، لہذا تمتع کی قربانی اس پر لازم نہ ہو گی۔ پھر ۱۳ ذی الحجہ کے بعد اپنے چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء کرے ،اور رفض عمرہ (یعنی جو عمرہ ترک کیا تھا) کی وجہ سے ایک دم جنایت بھی دینا ہو گا۔ قال الإمام محمدبن الحسن فی مؤطئه بعد روایات ابن عمر، فان كانت أهلت بعمرة فخافت فوت الحج فلتحرم بالحج و تقف بعرفة و ترفض العمرة ، فإذا فرغت من حجها قضت العمرة كما قضتها عائشة رضى الله تعالى عنها و ذبحت مااستيسر من الهدى : بلغنا : أن النبى صلى الله عليه وسلم ذبح عنها بقرة- (مؤطا إمام محمد رحمه الله تعالى) و انظر معارف السنن ج٦/٣٦٣) وروى ابن أبى شيبة بإسناد صحيح عن ابن عمر رضى الله تعالى عنه قال (تقضى(الحائض) المناسک كلها إلاالطواف بالبيت وبين الصفا والمروة السعى مسبوق بالطواف فإذالم تطف لم تسع لا لأجل اشتراط الطهارة للسعى بل لعدم سبق الطواف وفيه:(٦/٣٦٣) ان كانت أهلت بعمرة فخافت فوت الحج فلتحرم بالحج وتقف بعرفة وترفض العمرة فإذافرغت من حجهاقضت العمرة كما

قضتها(السيدة) عائشة رضى الله تعالى عنها وذبحت مااستيسر من الهدى وفى إعلاء السنن (١٠ / ٣٢٠-٣١٨ قديم) عن عائشة رضى الله عنها قالت خرجنا مع النبى صلى الله عليه وسلم فى حجة الوداع فأهللنا بعمرة،فقدمت مكة وأنا حائض ولم أطف بالبيت ولابين الصفا والمروة فشكوت ذلك إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال انقضى راسک وامتشطى وأهلى بالحج ودعى العمرة ففعلت فلما قضينا الحج أرسلنى النبى صلى الله عليه وسلم مع عبد الرحمن بن ابى بكر رضى الله تعالى عنه الى التنعيم فاعتمرت فقال صلى الله عليه وسلم هذه مكان عمرتک -وفيه أيضا (٣٢٠/١٠) عن عائشة رضى الله تعالى عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذبح لرفضهاالعمرة دما-وفى صحيح مسلم عن جابر رضى الله عنه:نحر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عائشة رضى الله تعالى عنها بقرة يوم النحر. وبهذا يجمع بين هذاالحديث وبين ما روى هشام عن أبيه عن عائشة رضى الله تعالى عنها فقضى الله حجها وعمرتها ولم يكن فى شىء من ذلک هدى ولا صدقة ولاصوم رواه البخارى، فإنها لم تكن قارنة بل قدمت مكة مهلة بالعمرة متمتعة ثم تعذرت عليها افعال العمرة لحيضها فرفضتها وأبطلت متعتها وأهلت بالحج مفردة ثم اعتمرت بعد الحج قضاء لعمرتها المفروضة فقضى الله

حجها وعمرتها ولم يكن فى شىء من ذلک هدى ولا صدقة ولا صوم لانه لما بطلت المتعة سقط عنها هديها ولا يلزم من سقوط هدى المتعة سقوط دم الرفض فانه دم جناية يجب جبرا للنقصان ولاينوب عنه الصدقة ولاالصيام بخلاف هدى المتعة . وينظر فى المرقات ج ۲۹٦/٥، وكذا عمدة القارى ج۲۸۹/۳وكذافتح الملهم.

فائدہ: اور قارنہ کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ بھی رفضِ عمرہ کرے یعنی عمرہ کو چھوڑ دے اور کیونکہ قارنہ کا حج و عمرہ کا اکٹھا احرام ہوتا ہے اسلئے سر کھول کر کنگی نہ کرے یعنی عمرہ کا احرام ختم کرنے کے لئے کوئی ایسا عمل جو مخالف احرام ہو کرنے کی ضرورت نہیں صرف عمرہ کو چھوڑنے کی نیت کرنے کے بعد حج کے افعال ادا کرلے اور حج کے بعد چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضا کرے اور ایک دم دے اور یہ اس کا حجِ افراد ہو گا قران نہ ہو گا اور یہ دمِ قران نہیں بلکہ دمِ جبر ہے ہکذا عند الامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی واللہ تعالی اعلم

ایسی خواتین کے لئے ایک احسن طریقہ

مشورہ: ایسی خواتین کو اپنے ملک سے سفر کرنے سے پہلے سوچنا چاہئے اور ایسے دنوں میں ٹکٹ اوکے، کرانا چاہئے، کہ ایامِ حیض سے پاک ہونے کے بعد انکو اتنا وقت مل سکے کہ عمرہ زیارت کا پورا پروگرام ایامِ طہارت میں گذرے ہر عورت کو اپنی حالت معلوم ہوتی ہے۔ اور عموماً خواتین مہینے میں تین ہفتے پاکی کی حالت میں رہتی ہیں لہذا عمرہ و زیارت میں پاکی کی حالت کا خیال رکھنا چاہئے، یہ تو ایک مشورہ

کی بات ہے۔ اور جواب یہ ہے کہ ایسی خواتین جو کہ ایامِ حیض میں ہیں اور انتظامیہ اور قافلے کے ساتھ مربوط ہونے کی وجہ سے مکہ مکرمہ جانا ہے تو یہ احرام باندھ کر جائیں اور مکہ مکرمہ میں پاکی کا انتظار کریں جب پاک ہو جائیں تو عمرہ ادا کریں، پھر اپنے ملک روانہ ہوں کیونکہ افاقی کے لئے (جو مواقیت سے باہر ہے) بلا احرام مکہ مکرمہ داخلہ جمہور ائمہ کے نزدیک جائز نہیں۔

عَنِ ابن عَبَّاسٍ رضی الله تعالی عنهما أَنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تَجَوَّزُوا الْوَقْتَ إِلا بِإِحرامٍ (المعجم الكبير ج ١١ ص ٤٣٥)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بغیر احرام میقات تجاوز نہ کرو۔

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أنه قال ما يدخل مكة أحد من أهلها ولا من غير أهلها إلا بإحرام ورواه إسماعيل بن مسلم عن عطاء عن ابن عباس فوالله مادخلها رسول الله صلى الله عليه وسلم إلاحاجا أو معتمرا.(سنن البيهقي الكبرى ٥ /١٧٧)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں اہل مکہ یا غیر اہل مکہ کسی کو بھی بغیر احرام کے مکۃ المکرمہ میں داخل ہونا جائز نہیں (سنن البیہقی) اور اسماعیل ابن مسلم نے حضرت عطاء سے روایت کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے قسم کھا کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں نہیں داخل ہوئے مگر حج یا عمرہ کے ارادہ سے (سنن البیہقی) اور فتح مکہ میں بلا احرام داخل ہونا ضرورتاً تھا۔

عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تجاوز الموقت إلا بإحرام. (رواه الطبراني في الكبير وفيه خصيف وفيه كلام

وقد وثقه جماعة مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۱٦)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بغیر احرام کے میقات تجاوز نہ کرو۔

لہذا محرم کو چاہئے کہ اپنی ایسی خاتون کا لحاظ کرے اور اس کی رعایت کرے سیٹ مؤخر کرائے اور اس میں جو پیسے خرچ ہونگے وہ اللہ کے راستہ میں ہونگے اسکا بڑا اجر و ثواب ملیگا اور حرم کی ایک نیکی کا ثواب اللہ تعالی سے ایک لاکھ نیکیوں کے ملنے کی امید رکھے ، ایسی خواتین کے جو محرم ہیں انکو مکہ مکرمہ ٹھہرنے کا، نماز پڑھنے کا، اور طواف کرنے کا، مسجدِ حرام میں مزید وقت گذارنے کا ، اور کعبہ شریف کو دیکھ کر اپنی نیکیوں میں اضافہ کرنے کا، اور مقام کے پاس نماز پڑہنے کا اور ملتزم پر دعائیں کرنے کا، اور حطیم میں عبادت کرنے کا موقعہ میسر ہو گا، جو بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ لہذا اس کو غنیمت جانیں اور اپنی خاتون کو بغیر عمرہ کرائے بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔ اور اگر ایسی عورت کا محرم آخرت کے فوائد بھلادے اور ٹھہرنے کو تیار نہ ہو تو یہ عورت مجبور ہے، اگر وہ بلا احرام مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلی گئی تو ان اللہ تعالی اس پر گناہ نہیں ہو گا،لقوله تعالى فاتقوا لله ما استطعتم اور آئندہ زندگی میں جب بھی موقع ملے تو کسی بھی میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کی قضا کرلے۔

حالتِ حیض و نفاس میں دعا کی نیت سے قرآنی آیات پڑھنا

سوال: حیض و نفاس کی حالت میں قران کی ایات پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خواتین حیض و نفاس کی حالت میں قرآن مجید کی کوئی آیت تلاوت کی

نیت سے نہیں پڑھ سکتیں، البتہ قرآن پاک کی وہ آیات جن میں دعا یا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہو انکو دعا اور ذکر کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔ جیسے یہ دعا (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنة وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ) اور یہ دعا (رَبَّنا لَاتُؤَاخِذْنَا إِن نَسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا) آخر تک جو سورۂ بقرہ کے آخر میں ہے، یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہے، دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے فتاوی ہندیہ ج۱/۳۸میں ہے فلو قرأت الفاتحة على وجه الدعاء أو شيئا من الآيات التى فيها معنى الدعاء و لم ترد القراءة لا بأس (شامی ج /٤٢٣) اور آیت کریمہ (لا إله إلا أنت سبحانک إنی کنت من الظلمین) بھی ذکر کی نیت سے پڑھ سکتیں ہیں، تلاوت کی نیت سے نہیں۔

حالت حیض ونفاس وجنابت کی حالت میں قرآنی آیات کو چھونے کی ممانعت

سوال: آپ نے ابھی یہ بتایا کہ قرآنی وہ آیات جن میں دعائیں ہیں ان کو حیض و نفاس والی خواتین کیلئے بطور ذکر ودعا پڑھنا جائز ہے لیکن ان کو ہاتھ لگانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خواتین حیض ونفاس کی حالت میں ایسے اوراق نہ پکڑیں جن میں آیات قرآنیہ لکھی ہوئیں ہوں۔ ہاں اگر ایسے اوراق ہوں یا ایسی کتاب ہو جس میں زیادہ تر احادیث مبارکہ کی دعائیں ہوں یا شرح وتفسیر زیادہ ہے اور آیات قرآنیہ کم ہوں تو ایسے اوراق یا کتاب کو بغیر وضوء یا مخصوص ایام میں ہاتھ لگا سکتی ہیں

بشرطیکہ اس جگہ ہاتھ نہ لگے جہاں آیت یا قرآنی دعاؤں کے حروف لکھے ہیں، کیوں کہ قرآن کریم کو بلا وضوء چھونا منع ہے قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایاہے لاَ یَمَسَّه اِلَّا الْمُطَهّرُوْنَ .(سورہ واقعہ آیت نمبر۸۹)

ترجمہ: اس سے نہیں چھوتے مگر پاکیزہ نفوس۔(انوار البیان ج۵ص۳۰۰)

اور یہ فرشتوں کی صفت ہے اور بنی آدم کے بارے میں حدیث شریف میں قرآن پاک کو بلا طہارت چھونے کی ممانعت آئی ہے۔و فی الکتاب الذی کتبه النبی ﷺ لعمرو بن حزم ولایمس القرآن إلا طاهر.(اخرجه البیهقی فی السنن الصغری ج۲ص۴۳۶)

حالتِ حیض و نفاس اور جنابت کی حالت میں مسجد میں داخلہ کی ممانعت

سوال: حیض و نفاس کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خواتین حیض یا نفاس میں ہوں یا جس (مرد یا عورت) پر نہانا واجب ہو، اس کو مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی شریف یا کسی بھی مسجد میں جانا جائز نہیں، اور بیت اللہ شریف کا طواف کرنا، اور قرآن شریف کا پڑھنا، اور اس کا چھونا بھی جائز نہیں ہے۔

خواتین کیلئے بحالتِ سفر نماز کے اتمام اور قصر کے مسائل

سوال: کیا مردوں کی طرح خواتین بھی نماز میں قصر کریں گی اور اُن کے مسافر ہونے کے لئے اور کیا شرط ہے؟

جواب: جی ہاں خواتین بھی بحالتِ سفر نماز میں قصر کریں گی اور خواتین کے

مسافر ہونے اور ان کے لئے قصر جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ بوقتِ سفر حیض ونفاس سے پاک ہوں۔

چنانچہ (۱) کسی خاتون نے اڑتالیس میل یعنی ۷۷.۲۴ کیلو میٹر یا اس سے زائد مسافت پر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت سے حیض ونفاس کی حالت میں سفر شروع کیا، یا اڑتالیس میل طے ہونے سے پہلے اس کو حیض ونفاس کا خون جاری ہوگیا، اب منزل مقصود پر پہنچ کر پاک ہوتی ہے تو پاک ہونے کے بعد اس منزل مقصود پر قیام کے دوران اس کے لئے قصر کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ پوری نماز یعنی چار رکعت پڑھنا ضروری ہوگا۔

(۲) اور اگر اثناء سفر حیض ونفاس سے پاک ہوگئی اور منزل مقصود تک پہونچنے میں اڑتالیس میل یعنی تقریبا سوا ستہتر (۲۴۔۷۷ کلو میٹر) کا سفر باقی ہے تو اس صورت میں قصر کرے گی۔ اور اگر منزل مقصود تک پہونچنے میں اڑتالیس میل سے کم سفر باقی ہے تو قصر نہیں کرے گی۔ اور واپسی کے وقت راستہ میں قصر پڑھے گی۔ (تاتارخانیہ ج۲ص۱۵)

کسی حجن کو طوافِ زیارت کرنے سے پہلے حیض آگیا اور قافلہ روانہ ہونے لگے، تو کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت طوافِ زیارت سے قبل حائضہ ہوگئی۔ ابھی پاک نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں روانگی کی تاریخ آگئی۔ طواف کئے بغیر ہی واپس وطن آگئی۔ اسکے حج کا کیا حکم ہے؟ اسکی شرعاً کوئی تلافی ہوسکتی ہے یا کہ نہیں؟

جواب: پاک ہونے تک ٹھہرنا لازم تھا، ایسی صورت میں سفر کو مؤخر کرکے

سیٹ آگے کروانا ضروری تھا، عورت کے ذمہ دار لوگوں کو چاہئے تھا کہ اس مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے، مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی مستورات حج کی ادائیگی سے محروم رہ جاتی ہیں، مصارف اور سفری صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود ان کا حج نہیں ہوتا ۔ طوافِ زیارت چھوڑ کر واپس چلی جاتی ہیں۔ طوافِ زیارت فرض ہے اس لئے جو حائضہ عورت طوافِ زیارت کئے بغیر واپس آگئی ہے۔ اس کے حج کا ایک فرض چھوٹ گیا لھذا اس کا حج صحیح نہیں ہوا اور اس کا احرام ابھی باقی ہے یعنی اس کے لئے میاں بیوی والے خصوصی تعلقات حرام ہیں ، لہذا اب اس پر لازم ہے کہ اسی احرام کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ جاکر طوافِ زیارت کرے۔ اس مسئلہ میں مرد و عورت دونوں کا حکم یکساں ہیں یعنی مرد ہو یا عورت جو بھی طوافِ زیارت چھوڑ کر چلا جائے اس کا حج نہیں ہو گا اور اس کے لئے میاں بیوی کے خصوصی تعلقات بھی حلال نہیں ہوئے۔ در مختار میں ہے۔وبترک أکثرہ بقی محرماً أبداً فی حق النساء حتی یطوف الخ. (الدرالمختارص۲۰۶/۲)۔اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ: فإن رجع إلی أهله فعليه حتماًأن يعودبذلک الإحرام ولايجزئ عنه البدل . اور اگر حج کی سعی نہیں کی تھی، تو وہ سعی بھی کرے۔ اور ایسی حائضہ عورت سے اگر اس کے خاوند نے مجامعت بھی کی تو ایک بکرا بھی بطورِ کفّارہ حدودِ حرم میں ذبح کرنا واجب ہے جبکہ بال کٹوالئے ہوں اور اگر بال کٹوانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے جماع کرلیا تو ایک اونٹ یا ایک گائے حدودِ حرم میں بطور کفارہ ذبح کرنا لازم ہو گا طوافِ زیارت کرنے سے پہلے متعدد بار شوہر کے ساتھ مجامعت ہوئی اور مختلف مجالس میں ہوئی تو ہر دفعہ کا دم واجب ہو گا۔ اِلا یہ کہ اس

نے احرام ختم کرنے کی نیت سے ارتکابِ محظور کیا ہو اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنے آپ کو حلال سمجھ رہی ہو۔ تو دوسری مرتبہ جماع کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہو گا۔ لیکن احرام ختم کرنے کی نیت جاہل کے حق میں معتبر ہو گی اور جس کو مسئلہ معلوم ہے اس کے حق میں معتبر نہ ہو گی۔ فی الدر المختار باب الجنایات:(إلا أن يقصد الرفض) وفی رد المحتار تحته : وفی اللباب ص-٤١١ واعلم أن المحرم إذا نوى رفض الاحرام ای قصد ترک الإحرام بمباشرة المحظور على وفق ظنه فجعل يصنع مايصنعه الحلال من لبس الثياب والتطيب والحلق والجماع وقتل الصيد فإنه لا يخرج بذلک من الإحرام وعليه أن يعود كما كان محرماً ويجب دم واحد لجميع ما ارتكب ولوفعل كل المحظورات وإنما يتعدد الجزاء بتعدد الجنايات إذا لم ينو الرفض ، ثم نية الرفض إنما تعتبر ممن زعم أنه خرج منه بهذا القصد لجهله مسئلة عدم الخروج ، وأما من علم أنه لا يخرج منه بهذا القصد فإنها لا تعتبر منه. وفی الدر المختار (ج۲ص۲۱۲): ووطئه بعد وقوفه لم يفسد حجه وتجب بدنة وبعد الحلق قبل الطواف شاةلخفة الجناية.

اوراگر بالفرض پاک ہونے تک عورت کا ٹھہرنا کسی طرح ممکن نہ ہو اس کا قافلہ روانہ ہو رہا ہو اور اسی حالت میں عورت نے طواف کر لیا تو اس کا طوافِ زیارت ادا ہو جائے گا، مگر دو رکعت واجب الطواف پاک ہونے تک نہ پڑھے۔ پاک ہونے کے بعد کہیں بھی پڑھ لے ،اور اگر حج کی سعی پہلے ادا نہ کی تھی تو اب طوافِ

زیارت کے بعد سعی بھی کرے، طواف کرنے کے لئے پیمپر مضبوط انداز میں باندھ لے، حائضہ عورت نے چُونکہ یہ طواف ناپاکی کی حالت میں کیا ہے اسلئے بطور کفّارہ اس پر ایک اونٹ یاایک گائے کا حدودِ حرم میں ذبح کرنالازم ہے تاکہ نقصان کی تلافی ہوسکے، علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سے خوب استغفار کرے اور توبہ کرے کیونکہ اس حالت میں جو اس نے طواف کیاہے اس سے گناہ کا ارتکاب ہوا ہے۔ شامیہ میں ہے۔نقل بعض المحشين عن منسک ابن أمير حاج لو همّ الركب على القفول ولم تطهر فاستفتت هل تطوف ام لا قالوا يقال لها لا يحل لک دخول المسجد وإن دخلت وطافت اثمت وصح طوافک وعليک ذبح بدنة وهذه مسئلة كثيرة الوقوع يتحير فيها النساء .(ص۱۸۴ج۲)فقط واللہ اعلم۔(خیر الفتاوی۴/۱۷۸بتصرف)۔

تنبیہ: کوئی مفتی حالتِ حیض میں طواف کرنے کا مشورہ نہیں دے سکتا کیوں کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ یہ کہہ سکتاہے کہ اگر اس نے اس حالت میں طواف کرلیاتو اس کا حکم یہ ہے جو اوپر بیان ہوا کیونکہ طواف چھوڑ کر اپنے وطن چلے جانا تو اور زیادہ برا ہے، کیونکہ حج کے رکن کا چھوڑنے سے حج نہ ہوگا اور میاں بیوی کے تعلقات بھی جائز نہیں ہوں گے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت نے عمرہ کا طواف حالتِ حیض یانفاس میں کرلیاتو اس پر ایک دم یعنی حدودِ حرم میں بطور کفارہ کے ایک بکرا ذبح کرنالازم ہے۔ اور اگر اس طواف کو پاکی کی حالت میں دوبارہ کیاتو کفارہ معاف ہوجائے گا طواف لوٹانے کے ساتھ ساتھ توبہ و استغفار بھی کرے۔و لو طاف للعمرة كله ، أو

أكثره ، أو أقله ولو شوطا جنبا، أو حائضا، أو نفساء ، أو محدثا، فعليه شاة .

(غنیۃ الناسک ص۲۷۶)

دواؤں کے ذریعہ حیض روکنے کے مسائل

سوال: عورت کو یہ خطرہ ہے کہ طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کے زمانہ میں حیض آجائے گا اور وہ اپنے قافلے کی روانگی سے پہلے پاک نہ ہو سکے گی اور اس کے قافلے والے اس کی وجہ سے رک نہیں سکتے تو کیا، اس وجہ سے وہ مانعِ حیض دوا استعمال کر سکتی ہے؟

جواب: مانعِ حیض دوا کا استعمال صحت کے لئے مضر ہے لھذا اس سے بچنا چاہئے لیکن صورتِ مسئولہ میں کیونکہ ایک دینی مصلحت ہے اس لئے ایسی دوا کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرات فقہاء رحمۃ اللہ علیھم نے حیض جاری کرنے کے لئے دوا کا استعمال عدت پوری کرنے کی مصلحت سے جائز فرمایا ہے اس سے صورت مسئولہ میں حیض بند کرنا بھی ایک مصلحت ہے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ فتاوی دارالعلوم زکریا میں (ج ا ص ۵۲۹) فقہاء کی مندرجہ ذیل عبارت سے اخذ کیا ہے ۔وقال فی السراج سئل المشایخ عن المرضعة إذا لم ترحیضا فعالجته حتی رأت صفرة فی أیام الحیض قال هو حیض تنقض به العدة. (ردالمحتار ج ۱ /ص ۴۰۳)

مانعِ حیض دوا استعمال کرنے سے متعلق چند حالتیں

حالت نمبر۔ ۱: عورت نے اگر مانعِ حیض دوا خون آنے سے پہلے ہی استعمال کر لی

تاکہ وہ طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کرسکے اس دوا کے استعمال سے اس کا خون مکمل طور سے بند رہا یہاں تک کہ اس نے طواف مکمل کر لیا تو اس کا طواف درست ہو گیا۔

حالت نمبر۔ ۲: ایک عورت نے خون آنے کے بعد دواؤں کے ذریعہ اس خون کو روک دیا اس کے بعد اس عورت نے طواف کر لیا پھر عادت کے ایام میں خون آگیا، یا دس دن کے اندر اندر خون آگیا اور پھر دس دن کے اندر اندر ہی خون بند ہو گیا، تو یہ حیض کا خون شمار ہو گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ حالتِ حیض ہی میں اس عورت نے طواف کیا ہے، کیونکہ یہ طہر فاسد کے حکم میں ہے، لھذا اس حالت میں طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے بطور کفارہ اونٹ یا گائے ذبح کرنا لازم ہو گا، اور اگر طواف عمرہ یا طوافِ قدوم اس حالت میں کیا ہے تو بطور کفارہ ایک بکرا ذبح کرنا ہو گا۔ (و لو انقطع دمها) أی دم الحائض (بدواء أو لا) أی لا بدواء (أو لم ينقطع) أی بالكلية (اغتسلت أو لا) أی أو ما اغتسلت (و طافت ، ثم عاد دمها فی أيام عادتها يصح طوافها، و لزمها بدنة ، و كانت عاصية) أی من وجهين لدخول المسجد ، و نفس الطواف (و عليها أن تعيده طاهرة) أی من الحدثين (فإن أعادته سقط ما وجب) أی من البدنة ، و عليها التوبة من جهة المعصية و لو مع البدنة .(شرح اللباب ص ۳۵۰)

مسئلہ: کفارہ کے طور پر جو اونٹ یا گائے یا بکرا ذبح کیا جائے گا اس کا حدود حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے ورنہ کفارہ ادا نہ ہو گا۔ اور اس کا گوشت خود نہیں کھا سکتی

ہے یہ فقراءِ حرم کا حق ہے، اگر حدودِ حرم میں ذبح کرکے حدودِ حرم سے باہر فقراء کو دیدیا تو بھی ادا ہوگیا۔الثالث ذبحه فی الحرم بالاتفاق سواء وجب شكرا أو جبرا، سوى الهدي الذى عطب فى الطريق .... السابع التصدق به على فقيرفلو أعطاه لغني لم يجزبخلاف الفقير فإنه أذا أخذه ووهبه لغني أو باعه إياه جاز.....فلو تصدق به على غير فقراء الحرم أو اخرجه أي لحمه من الحرم بعدذبحه في الحرم فتصدق به في خارج الحرم سواء علي فقراء الحرم أو غيرهم جاز وفقراءالحرم أفضل إلا أن يكون غيرهم أحوج .

(اللباب مع الشرح ص٣٩٦-٣٩٣)

فائدہ: اگر پاک ہونے کے بعد ان طوافوں کا اعادہ کرلیا تو کفارہ ذمہ سے ساقط ہوجائے گا،یعنی معاف ہوجائے گا۔

تنبیہ: حالتِ حیض ونفاس وجنابت یابلاوضو طواف کرنا ایک قسم کی معصیت بھی ہے اس لئے اعادہ کے ساتھ استغفار وتوبہ کرنا بھی لازم ہے، اور اگر اعادہ نہیں کیا تو جو اس کی جزاء ہے وہ بھی ادا کرے اور اس کے ساتھ ساتھ استغفار و توبہ بھی کرے۔

حالت نمبر۔۳: مانعِ حیض دواؤں کے استعمال کے باوجود ۲۷ گھنٹے یا اس سے زائد زمانہ تک بار بار خون کا دھبہ آیا ہے تو بالاتفاق عورت حالتِ حیض میں شمار ہوگی (ہدایۃ) اس درمیان میں اگر طواف کرے گی تو جزاء لازم ہوگی جیسا کہ پہلے گزرچکا ہے۔

تنبیہ: ہم نے یہ تین صورتیں لکھدی ہیں اس کے علاوہ اگر کوئی صورت پیش آئے تو مفتیان کرام سے رجوع کریں۔

فائدہ: اگر اونٹ یا گائے ذبح کرنے یا بکرا ذبح کرنے کے پیسے نہ ہوں تو اگر بآسانی قرض مل جائے اور ادا کرنے کے اسباب بھی نظر آرہے ہوں تو قرض لے کر یہ واجب ادا کرے اور قرض نہ مل سکے یا قرض مل رہا ہو لیکن ادائیگی کی کوئی صورت سامنے نہ ہو تو جب پیسوں کا انتظام ہو جائے حدودِ حرم میں کسی کو پیسے بھجوا کر مذکورہ بالا طریقہ پر ذبح کروادے۔ اکثر خواتین کے پاس زیور ہوتا ہے وہ اس زیور کی وجہ سے استطاعت رکھتی ہیں، لھذا جس کے پاس زیور ہے وہ حسبِ تفصیل مذکورہ اونٹ یا گائے یا بکرا ذبح کرانے میں دریغ نہ کرے۔ دنیا کی محبت دین پر غالب نہ آنے دے اپنی آخرت کی فکر کرے۔

یہ کفارہ ادا کرنے کی مذکورہ صورتیں جو تحریر کیں ہیں بہتری کے لئے ہے، ورنہ یہ کفارے فوری طور پر دینا ضروری نہیں بلکہ علی التراخی واجب ہیں تاخیر سے بھی ادا ہو جاتے ہیں۔

کسی عورت کو مسلسل خون آتا رہے تو اسکا حکم

سوال: بعض خواتین کو مانعِ حیض دوائیں استعمال کرنے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے کہ ایک دو ماہ یا اس سے بھی زیادہ تھوڑا تھوڑا خون آتا رہتا ہے تو ان خواتین کیلئے اس حالت میں نماز و روزہ اور طواف کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس خون کو استحاضہ کہا جائے گا جسکا حکم یہ ہے کہ اس عورت کے جو ہر مہینہ ایامِ حیض ہیں ان ایام میں اس خون کو حیض شمار کیا جائے گا اور دوسرے ایام

میں اس کو استحاضہ (بیماری) کا خون شمار کیا جائے گا ایام استحاضہ میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اور طواف اور تلاوت بھی کر سکتی ہے۔

حیض و نفاس کے بارے میں ایک عام قاعدہ

حیض کی اقل مدت تین دن اور تین رات ہے یعنی بہتر (۷۲) گھنٹے اس سے کم کسی کو خون آئے تو وہ حیض شمار نہ ہو گا بلکہ وہ استحاضہ ہے أقل الحيض ثلاثة أيام و ما نقص من ذلک فهو استحاضة (ھدایہ ج ۱/ص ۶۲) حیض کی اکثر مدت دس دن اور دس رات ہے۔ (واکثرہ عشرۃ بعشر لیال کذا رواہ الدار قطنی (در مختار ج ۱ ص ۴۱۳)

دو حیضوں کے درمیان طہر (پاکی) کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہے اور اس سے کم میں جو خون آئے گا وہ حیض شمار نہ ہو گا۔ أقل الطهر بين الحيضتين أو النفاس والحيض خمسة عشر يوما و لياليها إجماعا . (در مختار ج ۱/ص ۴۱۴)

دو حیضوں کے درمیان یا نفاس اور حیض کے درمیان کوئی اکثر مدت متعین نہیں ہے کہ عورت کتنے دن پاک رہ سکتی ہے ولاحد لأكثره وإن استغرق العمر. (در مختار ج ۱/ص ۴۱۴)

حیض و نفاس میں طواف کے چند مسائل

مسئلہ: طواف عمرہ: اگر حالتِ حیض یا نفاس یا جنابت میں طواف عمرہ کریں تو ایک دم یعنی بکری بطور کفارہ حدودِ حرم میں ذبح کروانا لازم ہو گا، اور اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کریں تو دم ختم ہو جائے گا۔ (و لو طاف للعمرة كله ، أو

أكثره، أو أقله ، و لو شوطا جنبا،أوحائضا، أو نفساء ، أو محدثا، فعليه شاة)

(مناسک ملا علی قاری ص ۳۵۲)

مسئلہ: طوافِ نذر (جس نے طواف کرنے کی نذر کی ہو وہ) واجب ہے، لہذا اگر حالتِ حیض یا نفاس یا جنابت میں طوافِ نذر کیا جائے گا تو جرمانہ میں ایک دم دینا ہو گا اور پاکی کی حالت میں اعادہ کرنے سے وہ دم معاف ہو جائے گا۔ اور استغفار و توبہ بھی کرے۔

(معلم الحجاج ص ۱۳۱)

مسئلہ: طوافِ قدوم: حالتِ جنابت و حیض و نفاس میں طوافِ قدوم کرنے سے جرمانہ میں دم واجب ہو گا اور پاک ہونے کے بعد اعادہ کرنے سے جرمانہ ساقط ہو جائے گا۔(و لو طاف للقدوم) أی كله أو أكثره على ما هو الظاهر (جنبا، فعليه دم).(شرح اللباب ص ۳۵۱)

مسئلہ: طوافِ وداع: حائضہ عورت اگر مکہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو لوٹ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے (جب کہ لوٹنا اپنے اختیار میں ہو) اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو تو واجب نہیں لیکن اگر میقات سے گزرنے سے پہلے کسی وجہ سے واپس آئے گی تو یہ طواف واجب ہو گا۔

جو عورت بلا احرام میقات سے گزر کر مکہ مکرمہ پہنچ گئی اس کا حکم

سوال: ایک عورت نے حیض کی وجہ سے میقات سے احرام نہ باندھا کیونکہ اس

کو مسئلہ کا علم نہ تھا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اس کو چاہئے کہ کسی میقات پر جائے وہاں سے حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آئے۔ اور اگر اس کو مدینہ منورہ جانا ہے تو واپسی پر جب مکہ مکرمہ آنے لگے۔ تو عمرہ کی قضا کی نیت سے احرام باندھے۔ اور آکر عمرہ ادا کرے۔ ایسا کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا۔ اس عمرہ کے ساتھ ساتھ توبہ واستغفار بھی کرنا چاہیئے۔

(من جاوز وقته) أى ميقاته الذى وصل إليه ، سواء كان ميقاته الموضع المعين له شرعا أم لا ، (غير محرم) بالنصب على الحال (ثم أحرم) أى بعد المجاوزة (أو لا) أى لم يحرم بعدها ، فعليه العود) أى فيجب عليه الرجوع (إلى وقت) أى إلى ميقات من المواقيت ، ولو كان أقربها إلى مكة، و لم يتعين عليه العود إلى خصوص ميقاته الذى تجاوز عنه بلا إحرام .

(اللباب مع الشرح ص ۸۴)

لکوریا کے پانی کا حکم اور اس کے متعلق چند مسائل

سوال: بعض خواتین کو لکوریا کی بیماری ہوتی ہے جس کی وجہ سے رحم سے سفید پانی رستا رہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کے متعلق چند مسائل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) یہ پانی ناپاک ہے (۲) اگر یہ پانی کپڑے پر یا جسم پر بقدر درھم لگ جائے (یعنی کھلی ہتھیلی پر پانی کے ٹھہرنے کی مقدار) تو نماز نہیں ہو گی۔ البتہ طواف کراہت کے ساتھ ہو جائے گا۔ اور نماز پڑھنے سے پہلے کپڑا بدل لینا چاہئے اگرچہ لکوریا کا جو

پانی کپڑے میں لگا ہو قدر درہم سے کم ہو اگر قدر درہم سے کم تھا، اور کپڑا نہ بدلا اور نہ دھویا تو کراہت کے ساتھ نماز ہو جائے گی۔

(۳) اس کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ نماز کی حالت میں یہ پانی نکل آیا تو وضو ٹوٹ جائے گا جس کی وجہ سے نماز بھی نہیں ہو گی اور طواف کی حالت میں نکلا تو طواف کو موقوف کر کے اور وضوء کر کے آئے پھر طواف کی تکمیل کرے کیونکہ طواف میں باوضوء ہونا واجب ہے۔

اگر یہ پانی مستقل نکلتا رہتا ہے اور اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ چار رکعت نماز ادا کر سکے یعنی اسطرح چار رکعت نماز بھی ادا نہ کر سکے کہ فرائض و واجبات پورے ہو جائیں تو یہ معذور کے حکم میں ہے ایسی عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ ہر نماز کا وقت داخل ہونے پر وضو کر لے اور اس سے جتنی چاہے نمازیں نوافل وغیرہ پڑھتی رہے اور طواف کرتی رہے جب تک اس نماز کا وقت رہے گا اس کا وضو سیلان کے پانی نکلنے سے نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں اگر اس بیماری کے علاوہ کوئی دوسرا ناقض وضو پیش آجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر عورت نے لکوریا پانی روکنے کے لئے اپنی (فرج) شرمگاہ کے اندر کے حصہ میں روئی رکھلی اور وہ روئی اس انداز میں رکھی کہ پانی بالکل باہر نہ آیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ فی البحر الرائق ج۱،ص۷٤ عن البدائع : لواحشت فی الفرج الداخل و نفذت البلة الی الجانب الآخر فان کانت القطنة عالیة محاذیة لحرف الفرج کان حدثا لوجود الخروج وان کانت القطنة متسفلة عنه لا ینقض لعدم الخروج.

ممنوعاتِ احرام سے متعلق چند مسائل

مسئلہ: کسی بھی عورت کو احرام کی حالت میں خوشبو لگانا ممنوع ہے (یعنی خوشبو والی چیز یا عطر کپڑے پر اس طرح لگایا جائے کہ بدن یا کپڑے سے خوشبو آنے لگے ۔) اگر کسی بڑے عضو پر خوشبو لگالی جیسے سر، چہرا، منھ، پنڈلی، ران، ہاتھ، ہتھیلی تو ایک دم دینا ہو گا۔ فإن كان طيب عضوا كبيرا كاملا من أعضائه فمازاد كالرأس و الوجه و اللحية و الفم و الساق و الفخذ و العضد و اليد و الكف و نحو ذلك فعليه دم .(غنیۃ الناسک ۲۴۳)

مسئلہ: حالتِ احرام میں خوشبودار تیل لگانا یا کسی خوشبودار چیز سے بدن یا بالوں کو دھونا بھی ممنوع ہے۔ دهن البنفسج و الياسمين ، و الورد و البان و الخيرى و ما أشبه ذلك ، فإذا ادهن به عضوا كبيرا كاملا فعليه الدم بالإجماع ..... الخ و لو غسل رأسه أو يده باشنان فيه الطيب فإن كان من رآه سماه أشناناة فعليه صدقة إلا أن يغسل مرارا فدم .(غنیۃ الناسک ص ۲۴۹،۲۴۸)

مسئلہ: احرام کی حالت میں ہتھیلی پر مہندی لگانا ممنوع ہے۔ اگر لگالی تو دم دینا ہو گا یعنی اسکے کفارہ میں ایک بکرا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ہو گا اور یہ فقراء حرم کو دیدے۔(ولوخصب رأسه أولحيته،أوكفه بحناء، فعليه دم .
(مناسک ملا علی قاری ص ۳۲۲)

مسئلہ: حالتِ احرام میں خوشبو لگا ہوا کپڑا پہننا ممنوع ہے۔ اگر ایک دن یا ایک رات یا انکی مقدار میں یعنی کچھ رات کا حصہ اور کچھ دن کا حصہ کہ دونوں کو ملائیں تو ایک دن یا ایک رات کی مقدار بن جائے تو دم واجب ہو گا، اور اگر اس سے کم مقدار ہے تو صدقۂ فطر کے برابر صدقہ دینا واجب ہو گا۔(و لو لبس مصبوغا بعصفر، أو ورس أو زعفران، مشبعا .... (يوما فعليه

الدم .... و فی أقله صدقة)(مناسک ملا علی قاری ص ۳۲۰)

مسئلہ: حالتِ احرام میں خوشبو دار سرمہ لگایا۔ تو صدقۂ فطر کے برابر صدقہ کرنا واجب ہے، اور اگر خوشبو دار سرمہ بار بار لگایا تو دم واجب ہے۔ و لو اکتحل بکحل لیس فیه طیب ، فلا بأس به ، و إن کان فیه طیب فعلیه صدقة، إلا أن یکون مرارا کثیرة فدم ، کذا فی الحاکم و المحیط ، فلا یلزم الدم بمرة أو مرتین.

(غنیۃ الناسک ص ۲۴۹)

مسئلہ: خوشبو دار کھانا کھانا ممنوع ہے۔ ہاں اگر خوشبو پکادی گئی ہے تو اس کے کھانے سے کوئی حرج نہیں ہے۔(و حاصله أنه إذا خلط الطیب بطعام مطبوخ ' فالحکم للطعام ، لا للطیب ، فلا شیء علیه ، سواء کان الطیب غالبا ، أو مغلوبا، و سواء مسته النار أو لا ، و سواء یوجد ریحه أو لا ، إلا أنه یکره إن وجد ریحه ..... الخ(غنیة الناسک ص ۲۴۷)

مسئلہ: پان میں لونگ الائچی اور خوشبو دار تمبا کو حالتِ احرام میں کھانا مکروہ ہے۔خوشبو دار پھل کھانا جائز ہے اور خوشبو دار چیز سونگھنا مکروہ ہے۔مما یقصد أکله عادتا إذا خلط بالطعام صار تبعا للطعام ، و سقط حکمه قال فی المطلب ،فدخل فیه الأفاویة ، کالقرنفل و الزنجبیل والدارصینی، ونحو ذلک .... الی (إلا أنه یکره) أی أکل الطیب المخلوط المطبوخ.(مناسک ملا علی قاری ص ۳۱۶-۳۱۷)

مسئلہ: چائے قہوہ وغیرہ میں اگر خوشبو دار چیز ملا کر پی تو اگر خوشبو غالب ہے تو

ایک مرتبہ سے بھی دم ہو گا اور اگر مغلوب ہے تو صدقہ ہو گا ہاں اگر بار بار پئے گا تو دم واجب ہو جائے گا۔(و لو خلطه بمشروب) كخلط الزعفران، أو القرنفل بالقهوة(فإن كان الطيب غالبا) أى باعتبار أجزائه (ففيه الدم و إن كان مغلوبا ففيه الصدقة إلا أن يشرب مرارا، فعليه الدم)(اللباب مع الشرح ص٣١٨)

مسئلہ: مشروبات کی چیزوں میں اگر خوشبو برائے نام ملائی گئی ہو اور اس کے پینے سے خوشبو محسوس ہوتی ہو تو کم پینے سے صدقہ ہے اور زیادہ پیئے تو دم ہے۔(حوالہ بالا)

مسئلہ: دوا کے طور پر زخم پر خوشبو یا ایسی دوا جس میں خوشبو ملی ہوئی ہو، اور زخم ایک بڑے عضو کا ہو تو دم اور اگر اس سے چھوٹا ہو تو صدقہ ہے۔ اور چھوٹے عضو پر بار بار خوشبو دار دوا لگائی تو دم واجب ہو جائے گا لیکن عذر کی وجہ سے دوا لگائی ہے اسلئے گناہ گار نہ ہو گا۔ و لو تداوى بالطيب، أو بدواء فيه طيب غالب، و لم يكن مطبوخا، فألزقه بجراحته يلزمه صدقة إذا كان موضع الجراحة لم يستوعب عضوا، أو أكثر، إلا أن يفعل ذلك مرارا، فيلزمه دم.

(غنیۃ الناسک ٢٤٨)

مسئلہ: زیتون کا تیل اگر بڑے عضو پر لگایا تو دم ہے ورنہ صدقہ واجب ہو گا۔ اور اگر زیتون کا تیل دوا کے طور پر استعمال کیا تو کوئی جزاء واجب نہیں۔و لوادهن بزيت بحت أوخل بحت غير مطبوخ كل منهما وأكثر فعليه دم عنده و صدقة عندهما ،وإن استقل منهما فصدقة اتفاقا هذا

إذا استعملها على وجه التطيب ..... أما إذا استعملهما على وجه التداوي أو الأكل فلا شيئ عليه بالإجماع.(غنیۃ الناسک۲۴۸)

مسئلہ: روغنِ گلاب یا روغنِ چنبیلی اگر ایک بڑے عضو پر لگایا تو دم اور اگر چھوٹے پر لگایا تو صدقہ واجب ہے۔ كدهن البنفسج و الياسمين ، و الورد و البان و الخيرى و ما أشبه ذلک، فإذا ادهن به عضوا كبيرا كاملا فعليه دم بالإجماع .(ص۲۴۸)

مسئلہ: احرام کی حالت میں بال مونڈنا، کترنا، اکھاڑنا، توڑنا یا بال کسی بھی دوا کے ذریعہ دور کرنا، جلانا سب ممنوع ہے۔ چاہے کہیں کے بھی بال ہوں۔ و النتف و القص و الإطلاء بالنورة و القلع بالأسنان و السقوط بالمس و نحو ذلک كالحلق ص ۲۵۷)

مسئلہ: خود بال مونڈنا و مونڈوانا، قصداً یا بھول کر ہر حال میں جزاء واجب ہے۔(غنیۃ الناسک ص۲۵۷)

مسئلہ: عورت کے لئے تو سر مونڈنا ہر حالت میں حرام ہے چاہے احرام کی حالت میں ہو یا عام حالت میں ہو اگر مرد اپنا سر عذر کیوجہ سے منڈوا دے تو اسکا حکم قرآن پاک میں یوں ہے۔ ﴿ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ﴾ (البقرة: ١٩٦)

اور حدیث شریف میں اس آیت کی تفسیر وارد ہوئی ہے کہ تین روزے رکھ لے ، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، یا دم دیدے۔

مسئلہ: عمرہ کے احرام میں سعی کرنے سے پہلے ایک پورے کے برابر چوتھائی سر کے بال یا اس سے زیادہ کتروائے تو دم واجب ہے ۔ اور اگر چوتھائی سے کم کتروائے ہیں تو صدقہ ہے۔ (فالواجب دم لو حلق ربع رأسه الخ ۔و

فی أقل من الربع صدقة .
(غنية الناسک ص ٢٥٦)

مسئلہ: بغل یا زیر ناف بال احرام کی حالت میں صاف کرنے سے دم ہے۔(و إن حلق رقبته أو عانته أو نتف إبطيه أو أحدهما فعليه دم)(غنیۃ۲۵۷)

مسئلہ: اگر پانچ ناخن سے کم کاٹے ایک ہاتھ یا ایک پاؤں سے یا متفرق سے تو ہر ایک ناخن پر صدقہ ہے اور اگر پانچ سے زیادہ ہے تو دم ہے۔(و إن قلم أقل من يد أو رجل ، فعليه صدقة، لكل ظفر نصف صاع ..... (وإن قلم خمسة أظافير يد أو رجل ثم قلم أظافير يده أو رجله الأخرى فإن كان) أي تقليمهما (في مجلس فعليه دم ،أو مجلسين فدمان.(مناسک ملا علی قاری ص۳۳۱)

مسئلہ: ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑنے پر کچھ واجب نہیں ہے۔(و لو انكسر ظفره أو انقطع شظيه فلقة) أى قققله (منه، فقطعها أو قلعها لم يكن عليه شيء)(مناسک ملا علی قاری۳۳۱)

مسئلہ: اگر کوئی عورت احرام کی حالت میں شہوت کے ساتھ مرد سے لپٹ گئی تو اس سے دم واجب ہو گا عمرہ فاسد نہ ہو گا۔

مسئلہ: طواف شروع ہونے سے پہلے یا طواف کے چار چکر کاٹنے کے بعد کسی عورت نے اپنے شوہر کے ساتھ مجامعت کر لی تو عمرہ فاسد ہو جائے گا اور دم لازم آئے گا۔ اس پر لازم ہے کہ عمرہ کے افعال مکمل کرے قصر کرے، پھر ایک عمرہ کی قضاء کرے، صرف دم دینے سے کام نہیں چلے گا، اور طواف مکمل ہونے کے بعد سعی سے پہلے یا سعی کے بعد حلق سے پہلے ایسا عمل ہو جو اوپر گزر گیا ہے تو عمرہ فاسد نہ ہو گا دم لازم آئیگا۔(و أما الجماع و هو أغلظ الجنايات

فیفسد به الحج و العمرة إذا وجد بشروطه .(غنیۃ ص۲۶۸)۔

مسئلہ: ایک عمرہ مکمل نہ ہو پھر اسی کے اوپر دوسرے عمرہ کی نیت کرلینا اور احرام باندھنا ممنوع ہے۔

حالتِ احرام میں شوہر سے دل لگی کرنا

اگر کسی عورت نے حالتِ احرام میں مقدماتِ جماع کو اختیار کیا، مثلاً شوہر سے مباشرتِ فاحشہ کی، بوسہ لیا، یا شہوت کے ساتھ چھولیا، تو ایسی صورتوں میں چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہر صورت اس پر دم واجب ہوگا، لیکن دواعیٔ جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا لیکن حالتِ احرام میں یہ سب کام ممنوع ہیں۔ (مناسک ملا علی قاری/۳۳۵، غنیۃ الناسک/۲۶۸)

متفرق مسائل

سوال: کیا خواتین حمل کی حالت میں حج کرسکتی ہیں؟

جواب: خواتین حمل کی حالت میں حج کرسکتی ہیں۔ بلکہ اگر حج فرض ہے (فرض ہونے کی تفصیل گزر چکی ہے) تو حج کرنا اسی سال ضروری ہے بلا عذر تاخیر (لیٹ) کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ حج فرض ہونے کے بعد علی الفور اسی سال ادا کرنا واجب ہے اگر حاملہ کی حالت نازک ہے اور مسلمان طبیب اس کو حج کا سفر کرنے کی اجازت نہیں دے رہا ہے تو یہ عذر کی حالت ہے اس کا حکم الگ ہے۔

سوال: کیا حاملہ کے پیٹ میں جو بچہ یا بچی ہے اس کا بھی حج ہو جائے گا؟

جواب: پیٹ کے بچے کا حج نہیں ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۴/۳۴)

سوال: کیا خواتین کو مرد کی طرف سے یا خواتین کی طرف سے حج (بدل) کرنا

جائز ہے؟

جواب: جی ہاں جائز ہے بشرطیکہ خاتون کے ساتھ محرم ہو، اور شوہر اجازت دے مگر مرد سے کرانا افضل ہے۔ (معلم الحجاج)

سوال: کیا خواتین کا حجرِ اسود پر مردوں کی بھیڑ میں گھسنا درست ہے؟

جواب: ہرگز نہیں، خواتین جب ایسی بھیڑ میں داخل ہوتی ہیں تو مردوں سے اختلاط ہوتا ہے، اور دھکا بھی لگتا ہے بے حرمتی بھی ہوتی ہے پھر چیخ وپکار کرتی ہیں یہ سب حرام ہے۔(و لا تستلم الحجر) أی الأسود (عند المزاحمة) أی إذا کان هنالک جمع من الرجال.

(مناسک ملا علی قاری ص ۱۱۵)

مسئلہ: احرام کی حالت میں روٹی وغیرہ پکاتے ہوئے کچھ بال جل گئے تو صدقہ دے اور اگر مرض کی وجہ سے گر گئے یا سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۳۹)

خواتین کا مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: خواتین کا مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنا بہتر ہے یا گھر میں؟

جواب: احادیث نبویہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے لئے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا بڑی اہمیت رکھتا ہے، حنفیہ کے ایک قول کے مطابق مسجد میں باجماعت نماز کرنا واجب ہے اور ایک قول کے مطابق سنت مؤکدہ چھوڑنے

والا بھی گنہگار ہو تا ہے، کیونکہ سنۃ مؤکدہ کا درجہ بھی واجب کے قریب قریب ہے، واللہ تعالی اعلم اور عورتوں کا گھر میں نماز ادا کرنا بہتر ہے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی کی فضیلت کا ذکر ہوا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کیلئے افضل صورت کا ذکر کیا جائے، اس سلسلہ میں ام حمید رضی اللہ عنہا کی حدیث فیصلہ کن ہے، انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُوَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُحِبُّ الصَّلاةَ مَعَكَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلاةَ مَعِي وَصَلاتُكِ فِي بَيْتِكَ خَيْرٌ مِنْ صَلاتِكِ فِي حُجْرَتِكِ وَصَلاتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلاتِكِ فِي دَارِكِ وَصَلاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَصَلاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلاتِكِ فِي مَسْجِدِي قَالَ فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ وَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيَتِ اللهَ جَلَّ وَعَلا .(مسند احمد:ص٣٧١ج٦ و ابن خزيمة رقم١٦٨٩،وابن حبان رقم:٢٢١٧)

یارسول اللہ مجھے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرنا بہت اچھا لگتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تمہیں میری اقتدا میں نماز ادا کرنا پسند ہے لیکن اپنے خصوصی حجرہ میں تمھارا نماز ادا کرنا عمومی حجرہ میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے، اور اپنے حجرے میں نماز کی ادائے گی صحن میں ادائیگی سے بہتر ہے، اور گھر میں نماز کی ادائیگی محلہ کی مسجد سے بہتر ہے اور محلہ کی مسجد میں نماز کی ادائے گی میری مسجد سے بہتر ہے۔

اس کے بعد ام حمید رضی اللہ عنہا نے اپنے مکان کے ایک اندھیرے کونے میں نماز کی جگہ منتخب کرلی اور مرتے دم تک اس پر کار بند رہیں ۔(مسند احمد: ص ۳۷۱ ج ۶، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۶۸۹، و صحیح ابن حبان حدیث نمبر: ۲۲۱۷)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں عورتوں کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اب عام شہروں کی خواتین مسجد کے بجائے گھر میں نماز کی ادائیگی اور اس کی فضیلت واہمیت بخوبی سمجھ سکتی ہیں۔

خواتین کیلئے مسجد میں جانے کے ضروری آداب

مسئلہ: یہ تو واضح ہو گیا کہ مستورات کیلئے گھر میں نماز کی ادائیگی افضل ہے، اس کے باوجود مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لئے آداب وشرائط کالحاظ رکھے۔

(۱)۔ خاوند سے اجازت لے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی عورتوں کو مسجد جانے سے مت روکو، جب وہ تم سے اجازت طلب کریں۔ بخاری شریف کے الفاظ ہیں کہ: جب عورت مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو اسے نہ روکو، ابوداود شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ: خواتین کو مسجد میں جانے سے مت روکو، جبکہ گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔

(۲)۔ خوشبو کا استعمال اور زیب وزینت کرکے نہ نکلیں، جیسا کہ حضرت زینب زوجہ عبداللہ رضی اللہ عنہما سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مسجد میں جاؤ، تو خوشبو نہ لگاؤ، صاحب تفسیر اضواء البیان لکھتے ہیں کہ: حدیث سے معلوم ہو گیا کہ خوشبو لگا کر عورت کا مسجد

میں جانا ممنوع ہے، تاکہ مردوں کی توجہ انکی طرف مبذول نہ ہو، اس لئے علماء نے ہر اس صورت کو ممنوع قرار دیا جو مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول کرے۔

(۳) ظاہری لباس بھڑکیلا نہ ہو۔

(۴) اور نہ ایسا زیور پہنیں جس سے آواز پیدا ہو، یا مردوں کی اس پر نظر پڑے۔

(۵) مردوں سے اختلاط نہ ہو۔

(٦) اور ایسے راستہ سے نہ جائیں جہاں فساد کا اندیشہ ہو۔ حرمین شریفین میں جو خواتین کی نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ ہے وہاں نماز پڑھیں۔

مسلم خواتین کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ جب مسجد میں نماز باجماعت کیلئے پردہ اور دیگر شرائط وآداب کی پابندی ضروری ہے تو خرید وفروخت، تعلیم وتدریس، سیر وتفریح، میل ملاقات، ملازمت اور دیگر معاملات میں ان شرائط وآداب کی پابندی کس قدر ضروری ہوگی۔

تنبیہ: بعض مرتبہ خاتون کا تنہا ہوٹل میں رہنا فتنہ کا سبب بن سکتا ہے، کہ سارے مرد اور اکثر عورتیں مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی شریف میں چلے جاتیں ہیں اور ایک دو عورتیں پوری عمارت میں رہ گئیں اور چوکیدار وغیرہ وہاں موجود ہیں جو کہ غیر محرم ہیں ایسے حالات میں عورت کو تنہا ہوٹل میں رہنے سے بہتر یہ ہے کہ مسجدِ نبوی شریف ومسجدِ حرام میں جاکر نماز ادا کرے، اپنے محرم کے ساتھ جائے اور اپنے محرم کے ساتھ واپس آئے۔

حرم شریف میں عورتوں کا نماز جنازہ میں شرکت کرنا

سوال: حرمین شریفین میں اکثر نمازوں کے بعد جنازے کی نماز ہوتی ہے، وہاں عورتیں بھی موجود ہوتی ہیں تو کیا عورتوں کو بھی نماز جنازہ پڑھ لینی چاہئے؟

جواب: جی ہاں! وہاں موجود عورتوں کو بھی شرکت کر لینی چاہئے، ان کے لئے وہاں جنازہ کی نماز میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر نماز جنازہ کا طریقہ نہ آتا ہو تو جان کار مردوں یا خواتین سے سیکھ لینا چاہئے، اور جو بھی دعا یاد ہو وہ جنازہ میں پڑھ لیں۔ اور اگر بالفرض کوئی دعا نہ بھی یاد ہو تو صرف امام کے ساتھ چار تکبیرات کہنے سے بھی نماز جنازہ درست ہو جاتی ہے۔ فان صلاتها تصح وان لم يصح الاقتداء بها.(شامی۳/۹۸)

صلوۃ وسلام پیش کرنے کے آداب

سوال: بعض خواتین صلاۃ وسلام پیش کرتے وقت بہت شور کرتی ہیں اور چیخ وپکار کرتی ہیں، اُن کا یہ عمل کیسا ہے؟

جواب: یہ بہت ہی خطرناک فعل ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے، بلکہ اس فعل پر اعمال کے حبط اور ناکارہ ہو جانے کی وعید فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وادب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد برزخی حیاتِ طیبہ میں بھی ایسے ہی واجب ہے جیسا کہ دنیاوی حیاتِ مبارکہ میں تھی۔ ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَن تَحۡبَطَ أَعۡمَٰلُكُمۡ وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَ ﴾ (الحجرات: ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے اس طرح اونچی آواز سے بات کرو جیسا تم بعض بعض سے اونچی آواز سے بات کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال حبط ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔(انوارالبیان ج۵/ص۱۷۲)

تنبیہ :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب و احترام اور ان کی تعظیم و احترام برزخی زندگی میں بھی اسی طرح ضروری ہے، جس طرح دنیاوی زندگی میں ضروری تھا۔ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب ہوتا ہے۔ لہذا روضۂ اطہر پر حاضری کے وقت ادب و احترام کو بہت زیادہ ملحوظ رکھا جائے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر سلام پیش کرتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

عن أَبي هُرَيْرَةَ رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من أَحَدٍ يُسَلِّمُ علي الا رَدَّ الله عز وجل إلي روحي حتى أَرُدَّ عليه السَّلاَمَ. (مسندأحمدحديث نمبر۷۲۸۰۱ج۲ص۷۲۵(رواه ابوداؤد فی سننه باب زيارة القبور حديث نمبر ۲۰٤۱ ج۲ ص ۲۱۸)

حدیث بالا میں واضح دلیل ہے کہ (روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر) سلام پیش کرنے والے کا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس سنتے ہیں اور جواب عنایت فرماتے ہیں۔ اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔

عن أَوْسِ بن أبي أَوْسٍ رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فيه خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فاكثروا عَلَيَّ مِنَ الصَّلاَةِ فيه فان صَلاَتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ فَقَالُوا يا رَسُولَ الله وَكَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكَ صَلاَتُنَا وقد أَرِمْتَ يَعْنِي وقد بَلِيتَ قال

إِنَّ الله عز وجل حَرَّمَ على الأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ الله عليهم . (مسندأحمد ج ٤ ص ٨ رقم ١٦٢٠٧)رواه ابوداؤد فی سننه برقم ١٠٤٧ ج ١ص ٢٧٥ ور اه ابن ماجة فی سننه بر قم١٠٨٥ ج١ ص ٣٤٥)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اس دن ہی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی میں ان کی وفات ہوئی، اسی میں صور پھونکا جائیگا اور اسی دن بیہوشی کا واقعہ پیش آئیگا پس تم اس دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ آپ پر کس طرح پیش کیا جائے جب کہ آپ تو مٹی ہو چکے ہوں گے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ انبیاء علیہ السلام کے جسموں کو کھائے۔

سوال: بعض خواتین مدینہ منورہ حالت حیض میں ہوتی ہیں اور وہ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر صلاۃ وسلام پیش کرنا چاہتی ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

جواب: ایسی خواتین جو کہ حالتِ حیض ونفاس میں ہوں انکو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں حدیث شریف میں ہے ۔ فإني لا أحل المسجد لحائض ولاجنب .(ابن خزيمة رقم ١٣٢٧ ج٢ص٢٨٤)

ترجمہ: میں مسجد کا داخلہ حائضہ عورت اور جنبی کے لئے جائز قرار نہیں دیتا۔

لہذا ایسی خواتین مسجد کے اندر نہیں جاسکتیں۔ لیکن باب جبرئیل کی طرف سے جاکر مسجد سے جتنا قریب ہو سکتی ہے قریب ہو کر صلاۃ و سلام پیش کرنے کی کوشش کرے بشرطیکہ شرعی پردہ میں ہو اور آواز پست رکھیں ، مردوں سے

اختلاط نہ ہو۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو کمرے ہی میں رہے اور وہیں درود شریف کی کثرت کرتی رہے اس لئے کہ سیاحین فرشتے پھرتے رہتے ہیں اور دنیا میں جہاں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک صلاۃ وسلام پہونچاتے رہتے ہیں حدیث شریف میں ہے :عن عبداللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ مَلاَئِكَةً فِي الأَرْضِ سَيَّاحِينَ يبلغوني من أمتي السَّلاَمَ . (مسندأحمدج١ /ص٣٨٧ورواہ النسائی رقم ١٢٨٢ج٣ص ٤٣)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تبارک و تعالی کے بہت سے فرشتے ہیں جو زمین میں گردش کرتے رہتے ہیں اور میرے امتیوں کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

حج وعمرہ میں خواتین کیلئے پردہ کے اہتمام کرنے کا بیان

سوال: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں عموماً خواتین پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں، اس سلسلہ میں اسلامی ہدایات کیا ہیں؟

جواب: خواتین کو عموماً اپنی زندگی میں پردہ کا اہتمام کرنا ضروری ہے بالخصوص حج میں اس کا اہتمام اور زیادہ کریں بعض باپردہ عورتیں بھی یہاں حرمین شریفین آکر اپنے پردوں کو اُتار پھینکتی ہیں، اور بے حجاب ہو جاتی ہیں، اور اس طرح گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتی ہیں، نہ صرف یہ کہ بے حجاب، بلکہ ایسے لباس میں بیت اللہ کا طواف کرتی ہیں جو شرافت سے دور ہوتا ہے یعنی ململ کے کپڑے یا باریک کپڑے پہن کر یا تنگ سلے ہوئے ہوتے ہیں اور مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی شریف

میں بھی اسی طرح آجاتی ہیں اور افسوس اس بات کا ہے کہ نہ شوہر اور نہ ان کے محرم حضرات اس بے حجابی کو روکنے کی تدبیر کرتے ہیں، نہ قافلہ کی طرف سے اس پر کوئی پابندی عائد کی جاتی ہے، بے محابا مردوں کے درمیان گھستی ہیں، حجرِ اسود کا بوسہ لینے کے لئے مردوں کے ساتھ دھکا پیل میں جان بوجھ کر گھستی ہیں، اجنبی مردوں کے ساتھ شدید و قبیح اختلاط میں مبتلا ہوتی ہیں، یہ سب حرام ہے، گناہ کبیرہ ہے، ایسا حج جس میں اول سے آخر تک محرمات اور کبائر سے احتراز نہ ہوسکے، کیسے حج مبرور بن سکتا ہے۔ اور حرم میں اس طرح آتی ہیں جس طرح سارے مرد ان کے محرم ہیں، یا اپنے گھر کے صحن میں پھر رہی ہیں ایسا کرنا انتہائی افسوس ناک ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خواتین دورانِ حج بھی گنہگار ہوتی ہیں، اور ان کے شوہر بھی ان کی اس بے حجابی پر گناہ گار ہوتے ہیں، کیونکہ وہ ان کو منع نہیں کرتے، کوئی اصلاح نہیں کرتے، نہ روکتے ہیں، نہ ٹوکتے ہیں، یہ تو کھلم کھلا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے فرمایا کہ کل امتی معافی الا المجاھرین. یعنی میری ساری امت کو معافی ہوسکتی ہے مگر کھلم کھلا گناہ کرنے والوں کو معافی نہ ہوگی۔

تنبیہ: اگر حرمین شریفین میں حج کمیٹی کی طرف سے مشترکہ رہائش ملے یا منیٰ وغیرہ میں ایسی صورت پیش آئے تو پردہ کا انتظام کیا جائے۔ چادر وغیرہ لگا کر پردہ ہو سکتا ہے جب دل میں شریعت پر چلنے کا ارادہ ہو تو پردہ کرنے کا طریقہ کیا جا سکتا ہے۔ گھر سے چلنے سے پہلے یہ عزم کرلیں کہ ہم شریعت پر عمل کریں گے سارے احکام پر عمل کریں گے ہم ہر قسم کے گناہ سے بچیں گے جب عزم ہوگا تو ان شاء اللہ تعالیٰ مدد الٰہی شامل حال رہیگی۔

بے پردگی کی قباحت: بے پردگی عبادات کی روح کو ختم کر دیتی ہے۔ اور بڑے گناہ کی بات ہے۔ ایسا کرنے سے حجِ مبرور کیسے نصیب ہو سکتا ہے بڑی افسوس ناک بات ہے اتنے پیسے خرچ کر کے آنا اتنی محنت کرنا پھر بھی حجِ مبرور نہ بنے کتنے بڑے خسارہ کی بات ہے۔

سوال: اکثر عورتیں دکانداروں کے ساتھ سامان خریدتے وقت بہت زیادہ بات چیت کرتی ہیں، اُن کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: اس سے پرہیز کرنا لازم ہے، خواتین کو بغیر محرم کے خرید و فروخت کے لئے نہیں جانا چاہیے محرم کا ساتھ ہونا چاہیے دکاندار سے خواتین کا محرم بات کرے خواتین خود بات نہ کریں۔ اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ خواتین اپنے مرد حضرات کو بتا دیں فلاں چیز خرید لائیں ایسی ایسی ہونی چاہئے اور خود بازار نہ جائیں۔ یہ افضل صورت ہے۔ اور اگر جائے بغیر نہ مانیں تو مکمل پردہ کے اہتمام کے ساتھ جائیں۔ اور دکاندار سے بات کرنی پڑ جائے تو آواز کو ذرا موٹی کر کے بات کریں، حتی الامکان یہ کوشش کریں کہ غیر مرد کا دل اس خاتون کی طرف مائل نہ ہو۔

سوال: بعض خواتین کو دیکھا گیا کہ ہوٹل کے ملازموں کے ساتھ پردہ کا خیال نہیں رکھتیں۔

جواب: یہ بھی ناجائز اور حرام ہے۔

سوال: خواتین میں یہ بات مشہور ہے کہ حج یا عمرہ کے سفر میں پردہ نہیں ہے، کیا یہ خیال درست ہے؟

جواب: یہ جہالت کی بات ہے، ایسی عورتیں بے پردہ ہو کر خود بھی

گناہگار ہوتی ہیں اور نظر ڈالنے والے مردوں کو بھی گناہگار بناتی ہیں۔ جو عورت بے پردہ باہر نکلے جتنے مرد اس کو دیکھیں گے انکو تو گناہ ہو گا ہی لیکن اس عورت کو ان سب کا گناہ ہو گا کیونکہ یہ ان مردوں کی بد نظری کا سبب بنی ہے۔ اور اس عورت نے مردوں کو بد نظری میں مبتلا کر کے ان کا حج خراب کیا ہے اور حجِ مبرور نصیب نہ ہونے کا سبب بنی ہے۔ اللہ تعالی سے گڑگڑا کر شریعت اسلامیہ پر سو فیصد عمل کرنے کی دعا کرنی چاہیے۔هذا وصلى الله على سيدنا محمد النبي الأمي وعلى آله وصحبه وبارك وسلم .

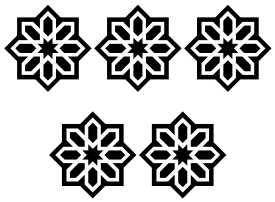

والمدينة خير لهم لو كانوا يعلمون .(رواه البخارى رقم ١٣٨٩)

چھٹا رسالہ

فضائلِ مدینہ منورہ

تالیف

مولانا مفتی عبد الرحمن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالی

ابن

عالم ربانی حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ

باب اوّل

فضائلِ مدینہ منورہ قرآن کریم کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين الذي أمر نبيه وحبيبه وصفيه ﷺ بالهجرة إلى قرية تأكل القرى وجعل فيها روضة من رياض الجنة ووصفها بمدخل صدق وسمّاها طابة واختارها للوحي مهبطاوجعلها دار الايمان ومركز الدعوة إلى الإسلام والصلاة والسلام الأتمان الأكملان على الهادي البشير و السراج المنير الذي تنورت المدينة بقدومه الشريف وتعطرت أجواءها من طيبه الكريم وأحبها نبي الرحمة والهدى ودعا لها ضعفي ما دعا خليل الله إبراهيم عليه السلام لمكة وحرمها كما حرم إبراهيم عليه السلام مكة وعلى آله الطيبين الطاهرين وعلى أصحابه البررة الكرام من المهاجرين والأنصار ومن تبعهم بإحسان إلى يوم المعاد.

أمابعد بندہ نے بفضل اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک شہر مدینہ منورہ کے فضائل قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے جمع کئے ہیں یہ بندہ کے لئے بڑی سعادت کی بات ہے کہ اللہ تعالی کے سب سے زیادہ حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر میں قیام نصیب فرمادیا اور اس مبارک شہر میں بندہ کو اور بندہ کے اہل عیال کو آباد فرمایا اور اس مبارک شہر کے فضائل لکھنے کی توفیق عطا فرمائی فالحمد لله كما ينبغى لجلال وجهه وعظيم سلطانه ۔

ویسے تو مدینہ منورہ کے فضائل پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اس کتاب کی

خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں ایک باب مستقلا ایسا ہے کہ جس میں قرآن کریم سے مستنبط کرکے مدینہ منورہ کے فضائل جمع کئے ہیں اور دوسرے باب میں صحیح أحادیث شریفہ سے فضائل جمع کئے ہیں اللہ تعالی سے والہانہ دعا ہے کہ اس متواضع کوشش کو قبول فرماکر اپنے بندوں کے لئے نافع بنائے اور بندہ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے آمین۔

والحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

كتبه العبد الفقير إلى رحمة الله وفضله

عبد الرحمن الكوثر عفا الله عنه وعافاه

وجعل آخرته خيرا من أولاه ، وجعل خير أيامه يوم يلقاه آمين

ابن الشيخ مولانا المفتي محمدعاشق إلهي البرني المهاجر المدني

رَوَّاهُ اللهُ مِنَ الكَوْثَرِ الأَحْلَى وَأَسْكَنَهُ الفِرْدَوْسَ الأَعْلَى آمين

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم

فضیلت نمبر ا

مدینہ منورہ سچائی کا مرکز ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا ﴿٨٠﴾ ﴾ (الإسراء:٨٠)

ترجمہ: اورآپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھے ایسی جگہ داخل کیجئے جو خوبی کی جگہ ہو، اور مجھے خوبی کے ساتھ نکالئے،اور میرے لئے اپنے پاس سے ایسا غلبہ عطافرمایئے جس کے ساتھ مدد ہو۔

تشریح: امام احمدσ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس i سے روایت کی ہے کہ: نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے کہ آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت (اس موقع پر) نازل فرمائی۔(۱)

حضرت حسن بصریσ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب کفارِ مکہ نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں مشورہ کیا کہ آپ کو قتل کر دیں یا جلاوطن کر دیں یا نظر بند کر دیں۔ اور اللہ پاک نے اہل مکہ سے قتال کا ارادہ فرمایا تو اپنے پیغمبر ﷺ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کیلے دعا کرنے کا حکم فرمایا، یعنی اسی مذکورہ بالا آیت کے ذریعہ۔

مشہور مفسر حضرت قتادہσ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ﴿ مُدْخَلَ صِدْقٍ ﴾ سے مدینہ منورہ مراد ہے اور ﴿ مُخْرَجَ صِدْقٍ ﴾ سے مکہ مکرمہ مراد ہے، اور عبد الرحمن بن زید بن اسلمσ کا قول بھی یہی ہے، اور اس بارے میں تمام اقوال میں سب سے زیادہ مشہور قول یہی ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

فضیلت نمبر ۲،۳

مدینہ منورہ ایمان کا مظہر اور اس کا مرکز ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِى صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا۟ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ ﴾ (الحشر : ٩)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اپنا ٹھکانہ دار اور ایمان کو (یعنی مدینہ کو) ان سے (یعنی مہاجرین کی آمد سے) پہلے بنالیا، یہ حضرات اس سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرکے آئے، اور اپنے سینوں میں اس مال کی وجہ سے کوئی حاجت محسوس نہیں کرتے ، اور اپنی جانوں پر (ان مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود انھیں حاجت ہو، اور جو شخص اپنے نفس کی کنجوسی سے بچادیا گیا سو یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

تفسیر: مفسر ابن جریر طبری σ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ان حضرات نے (یعنی حضراتِ انصار) نے مدینۃ الرسول ﷺ کو اپنا اصل ٹھکانہ بنالیا، اور اپنے گھر ووطن کی طرح اس کو اپنالیا اور ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ﷺ کو (مکمل) اختیار کرلیا۔ (٥٢)

امام بغوی σ معالم التنزیل میں لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ میں جن حضرات کا ذکر

٥٢() - (تفسير الطبرى (٤٢٨)

ہے ان سے مراد انصار ہیں جنھوں نے مدینہ کو اپنا وطن بنایا، جو کہ دارِ ہجرت اور دارِ ایمان ہے۔ مفسر بیضاویؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: مدینہ کو ایمان اس لئے کہا گیا کیونکہ یہ شہر ایمان کا مظہر ہے، اور ایمان کو اسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ (معالم التنزیل)

فضیلت نمبر ۴

مدینہ کا نامِ نامی قرآن کریم میں

رسول اللہ ﷺ کی جائے ہجرت کا ذکر قرآن پاک میں متعدد مقامات پر "مدینہ" کے نام سے وارد ہوا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کے یہاں بھی یہ مبارک شہر اس نامِ نامی سے موسوم ہے، جن میں سے ایک آیت یہ ہے۔

﴿ مَا كَانَ لِأَهْلِ ٱلْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ ٱلْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا۟ عَن رَّسُولِ ٱللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا۟ بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِۦ ﴾ (التوبة : ١٢٠)

حدیثِ شریف میں بھی اس شہر کو "مدینہ" فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي الناس كما يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ .(متفق عليه) (٥٣)

ترجمہ: مجھے ایسی بستی (میں رہنے) کا حکم دیا گیا ہے جو ساری بستیوں کو کھالے گی، یہ لوگ (یعنی منافقین) اس بستی کو یثرب کہتے ہیں، حالانکہ وہ مدینہ ہے، یہ (شہر بُرے) آدمیوں کو اسطرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل

---

(٥٣) - البخاری:(١٨٧١) باب فضل المدينة ، ومسلم كتاب الحج (١٣٨٢)، باب المدينة تنفی شرارها

کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

امام نوویσ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ منافقین اس (شہر مدینہ) کو یثرب کہتے ہیں، جب کہ اس کا نام مدینہ (ہو گیا) ہے، اور اسکا نام طابۃ ہے، اور طیبہ ہے، اس لئے اس کو یَثْرِبْ کہنے میں کراہیت ہے۔(٥٤)

حافظ ابن حجرσ فتح الباری میں تحریر فرماتے ہیں: مدینہ وہ مشہور شہر ہے جس کی طرف آنحضرت ﷺ نے ہجرت فرمائی، اور وہیں آپ ﷺ کی آرام گاہ ہے، پس جب صرف مدینہ بولا جائے تو اس سے مراد مدینۃ الرسول ﷺ ہی ہو گا، اور جب کسی دوسرے شہر کو مدینہ کہا جائے تو اس کے لئے کسی نسبت یا قید کا ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ اس شہر مدینہ کی شان ہی ایسی ہے جیسا کہ ثریا کے لئے ستارہ۔(٥٥)

فائدہ: اور نبی اکرم ﷺ کے مبارک شہر کو "مدینہ منورہ" یعنی روشن شہر کہا جاتا ہے۔ یہ اس نسبت سے کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی آمد کے بعد یہ شہر روشن ہوا، اور اس شہر کی ہر چیز روشن ہوئی، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز رسول انور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس روز مدینہ کی ہر چیز منور ہو گئی..." الحدیث۔(٥٦)

فضیلت نمبر ۵

---

(٥٤) - (شرح نووی علی صحیح مسلم ج ٩ / ص١٥٤)

(٥٥) - (فتح الباری ج ٤ /ص ٨٩)

(٥٦) - (مسند أحمد ج٣ / ٢٢١و سنن الترمذي رقم ٣٦١٨)

فتحِ مکہ سے قبل مدینہ کی طرف ہجرت فرض ہونے کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَفَّىٰهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ أَنفُسِهِمْ قَالُوا۟ فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا۟ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ قَالُوٓا۟ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةً فَتُهَاجِرُوا۟ فِيهَا ۚ فَأُو۟لَٰٓئِكَ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا ٱلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ ٱلرِّجَالِ وَٱلنِّسَآءِ وَٱلْوِلْدَٰنِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُو۟لَٰٓئِكَ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٩٩﴾ ﴾(سورة النساء)

ترجمہ: بے شک فرشتے جن لوگوں کی جان ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر رکھا تھا ان سے فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں بے بس تھے، فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم ترک وطن کرکے دوسری جگہ چلے جاتے، سو یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بُری جگہ ہے، لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے قادر نہ ہوں کہ کوئی تدبیر کر سکیں اور نہ راستے سے واقف ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔(تفسیر انوار البیان)

تفسیر: مفسر عطاء رحمہُ اللہ تعالی کا قول ہے: اس آیت میں ﴿ أَرْضُ ٱللَّهِ ﴾ (یعنی اللہ کی زمین) سے مراد مدینہ منورہ کی زمین ہے۔(۵۷)

حضرت عکرمہ رحمہُ اللہ تعالی نے ﴿ وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴾ کی تفسیر میں فرمایا

---

(۵۷)- (تفسیر البحر المحیط ج ۹ /ص۳٦٦)

کہ اس سے مراد "طریقاً إلیٰ المدینة" ہے یعنی مدینہ منورہ کا راستہ۔(۵۸)
اور معالم التنزیل میں امام بغوی نے ﴿ فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یعنی "فتهاجروا إلیٰ المدینة" (۲/۲۷۳) کہ تم مدینہ کی طرف ہجرت کرتے۔ مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں نے قدرت رکھتے ہوئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کی ان کے لئے سخت وعید ہے، کیونکہ یہ لوگ وہاں رہتے ہوئے اپنے دین کی پوری طرح حفاظت نہیں کرسکتے تھے، اس لئے ان پر ہجرت کرنا فرض تھا اور جو حضرات مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے ان پر ہجرت نہ کرنے پر کوئی مؤاخذہ نہیں تھا۔

حافظ ابن حجر رحمہُ اللہ تعالی نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ (مدینہ ہجرت فرماکر) مدینہ منورہ میں استقرار پذیر ہوگئے، اور ان کی طرف جو مسلمان ہجرت کرسکتے تھے انہوں نے بھی ہجرت کرلی تو اس وقت صرف مدینہ منورہ ہی کی طرف ہجرت کرنا خاص تھا، اور مکہ مکرمہ کے فتح ہونے تک یہی حکم تھا، یعنی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنا فرض تھا، فتحِ مکہ کے بعد مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کی فرضیت منسوخ ہوگئی، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبیٔ اکرم ﷺ سے روایت کی ہے: ((لا هجرة بعد الفتح ولٰكن جهادٌ ونيةٌ وإذا استنفرتم فانفروا))
البتہ یہ حکم ابھی بھی باقی ہے کہ (جو لوگ دنیا میں کہیں بھی کسی) دار الکفر میں رہتے ہیں (اور اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کرسکتے) تو ان پر فرض ہے کہ وہ دار

---

(۵۸) - (تفسير القرآن للحافظ عبد الرزاق الصنعاني ج ۲ /ص۱۲٤)

االإیمان کی طرف ہجرت کریں۔ (۵۹)

فضیلت نمبر ٦

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنیوالوں کی صفات اور فضیلت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:(فَٱسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ أَنِّي لَآ أُضِيعُ عَمَلَ عَٰمِلٖ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰۖ بَعۡضُكُم مِّنۢ بَعۡضٖۖ فَٱلَّذِينَ هَاجَرُواْ وَأُخۡرِجُواْ مِن دِيَٰرِهِمۡ وَأُوذُواْ فِي سَبِيلِي وَقَٰتَلُواْ وَقُتِلُواْ لَأُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّـَٔاتِهِمۡ وَلَأُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ ثَوَابٗا مِّنۡ عِندِ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ عِندَهُۥ حُسۡنُ ٱلثَّوَابِ ١٩٥) (سورة آل عمران:۱۹۵)

ترجمہ: پھر قبول کرلی ان کی دعا ان کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا محنت کسی محنت کرنیوالے کی، تم میں سے مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک ہو پھر وہ لوگ کہ ہجرت کی انہوں نے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور انہوں نے قتال کیا اور مقتول ہوئے، ضرور معاف کروں گا میں ان کے گناہوں کو، اور داخل کروں گا ان کو ایسی جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ ثواب ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کے یہاں اچھا ثواب ہے۔

تشریح: امام قرطبیσ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مہاجرین سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے مراد ہیں، جنہوں نے مدینہ کو اپنا مستقل وطن بنا لیا،(ج۴/۳۱۹) علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حضرات دار الشرک چھوڑ کر دار الإیمان (یعنی مدینہ) آئے ،اور چھوڑا احباب اور دوستوں کو اور

---

(۵۹) - (فتح الباری ٤ج / ص۸۹)

بھائیوں اور پڑوسیوں کو۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بعد خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق جانے، اور ان کا پورا پورا اکرام کرے، اور انصارِ مدینہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ نیکی کا معاملہ کرے۔(٦٠) اور مہاجرین کے فضائل کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ يَجِدْ فِي ٱلْأَرْضِ مُرَٰغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَن يَخْرُجْ مِنۢ بَيْتِهِۦ مُهَاجِرًا إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ثُمَّ يُدْرِكْهُ ٱلْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُۥ عَلَى ٱللَّهِ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٠﴾ ﴾ (النساء:١٠٠)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کی راہ میں وطن چھوڑے وہ زمین میں جانے کی بہت سی جگہ پائے گا، اور اسے بہت کشادگی ملے گی، اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف ہجرت کرنے کی نیت سے نکل کھڑا ہوا، پھر اس کو موت آجائے تو یقینی طور پر اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور سورۃ الحشر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ﴿٨﴾ ﴾(الحشر:٨)

ترجمہ: فقراء مہاجرین کے لئے ہیں جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکالے گئے، وہ اللہ کا فضل اور رضامندی طلب کرتے ہیں، اور اللہ کی اور اسکے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہ وہ ہیں جو سچے ہیں۔

تفسیر: عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ﴿ لِلْفُقَرَآءِ

---

(٦٠) - تفسیر ابن کثیر (ج١ /ص٤٤١)

ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ ﴾ اس سے مراد وہ مہاجرین ہیں جنہوں نے اپنے گھر بار مال و جائداد خویش واقارب کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں چھوڑا، اور دینِ اسلام کو تمام تر سختیوں کے باوجود اختیار کیا، یہاں تک کہ ہمیں ان کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو بھوک کی شدت میں کمر سیدھی رکھنے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے، اور سردی کے موسم میں گڑھے کھود کر سردی سے تحفظ کرتے تھے، ان کے پاس سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی گھر نہیں تھا، اور مہاجرین کے فضائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے، اور صحیح بخاری میں مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے موقع پر اللہ کے نبی ﷺ کی یہ دعا بھی مہاجرین کے بارے میں منقول ہے: اے اللہ انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔ (٦١)

فضیلت نمبر ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷

انصارِ مدینہ کی صفات اور فضیلت

اللہ تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِى صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا۟ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴾ (سورة الحشر:٩)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اپنا ٹھکانہ دار اور ایمان (یعنی مدینہ) کو ان سے (یعنی

---

(٦١) - (تفسیر در منثور (ج٨ /ص١٠٥) سورة الحشر:٨)

مہاجرین کی آمد سے) پہلے بنالیا، یہ حضرات اس سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرکے آئے، اور اپنے سینوں میں اس مال کی وجہ سے کوئی حاجت محسوس نہیں کرتے، اور اپنی جانوں پر (ان مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود انھیں حاجت ہو، اور جو شخص اپنے نفس کی کنجوسی سے بچادیا گیا سو یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

تفسیر: آیت بالا میں انصار مدینہ کی چھ فضلتیں بیان فرمائی گئی ہیں-

١۔ انہوں نے اپنا ٹھکانا مدینہ کو مہاجرین کی ہجرت کرنے سے پہلے ہی بنالیا تھا۔

٢۔ اور وہ ایمان پر مضبوطی سے جمے رہے۔

٣۔ جو حضرات صحابہ ان کی طرف ہجرت کرکے آئے ان سے محبت کرتے ہیں۔

٤۔ اور اپنی جانوں پر حاجت مندوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ خود انہیں حاجت ہو۔

٥۔ اور مہاجرین کے بارے میں اپنے سینوں میں کسی قسم کا حسد نہیں رکھتے۔

٦۔ اور یہ نفس کی کنجوسی سے بچے رہنے کی وجہ سے کامیاب ہیں۔

اور احادیث شریفہ میں بھی انصار کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند فضائل ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ((لولا الهجرة لكنت امرأً من الأنصار ولو سلك الناس وادياً وسلكت الأنصار وادياً أو شعباً لسلكت وادى الأنصار أو شعب الأنصار)) . رواه البخاري(٦٢)

---

(٦٢)- (رواه البخارى (رقم ٧٢٤٤)، كتاب التمنى،باب ما يجوز من اللو)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر ہجرت نہیں ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک انصاری ہوتا، لوگ اگر کسی وادی میں چلتے اور انصار کسی (دوسری) وادی میں چلتے تو میں انصار کی وادی میں چلتا، اور انصار جس گھاٹی میں ہوتے میں بھی اسی میں ہوتا۔

وعن أنس بن مالك رضي الله عنه يقول : مر أبو بكر والعباس رضى الله عنهما بمجلس من مجالس الأنصار وهم يبكون فقال ما يبكيكم ؟ قالوا: ذكرنا مجلس النبى ﷺ منا فدخل على النبى ﷺ فأخبره بذلك قال: فخرج النبى ﷺ وقد عصب على رأسه حاشية برد قال: فصعد المنبر ولم يصعده بعد ذلك اليوم ، فحمد الله وأثنى عليه ثم قال : ((أوصيكم بالأنصار فانهم كرشى وعيبتى وقد قضوا الذى عليهم وبقى الذى لهم فاقبلوا من محسنهم وتجاوزوا مسيئهم)).رواه البخارى فى كتاب المناقب باب قول النبى صلى الله عليه وسلم اقبلوا من محسنهم رقم ۳۵۸۸

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا ایک انصار کی مجلس کے قریب سے گذر ہوا جو رو رہے تھے، ان حضرات نے رونے کی وجہ پوچھی، تو انصاری جماعت نے بتایا کہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کا ہمارے ساتھ بیٹھنا یاد آرہا ہے، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے یہ بات ذکر کی، تو نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور یہ منبر پر تشریف لانا آخری مرتبہ تھا، اس کے بعد کبھی منبر پر تشریف نہیں لائے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد

وثنا بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ (یہ میرے خاص لوگ ہیں) میری جماعت ہے انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کی اور ان کا حق باقی ہے، ان میں جو محسن ہے اس کی اچھائی کو قبول کرو، اور زیادتی کرنے والے کو معاف کر دو۔ (بخاری شریف)

وعن زيد بن أرقم رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: اللّٰهُمَّ اغفر للأنصار ولأبناء الأنصار وأبناء أبناء الأنصاررضي الله عنهم .رواه مسلم(٦٣)

اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ انصار کی اور انصار کی اولاد کی اور ان کی اولاد کی اولاد کی مغفرت فرما۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ سورۃ الحشر کی آیت: ﴿ وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِى صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا۟ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ ﴾ کا مصداق یہی انصار ہیں، اور حضرت عبد الرحمن بن زید فرماتے ہیں کہ سورۃ الشوریٰ کی آیت ﴿ وَٱلَّذِينَ ٱسْتَجَابُوا۟ لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٨﴾ ﴾ کا مصداق انصارِ مدینہ ہیں، جنہوں نے ہجرت سے پہلے رسول کریم ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی۔ (تفسیر قرطبی ۱۶/۳۶)

حضرات نصار رضی اللہ عنہم کے فضائل کے سلسلہ میں بخاری شریف کی وہ

---

(٦٣) - (رواه مسلم : كتاب فضائل الصحابة (باب من فضائل الانصار ٢٥٠٦)

حدیث بھی ہے "باب حفر الخندق" میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار خندق کھودتے ہوئے اپنی پیٹھوں پر مٹی اٹھاتے ہوئے یہ اشعار پڑھتے تھے:

نحن الذين بايعوا محمدا(ﷺ)
على الإسلام ما بقينا أبدا

ہم وہ ہیں جنہوں نے حضرت محمد (ﷺ) کے ہاتھ پر بیعت اسلام کی ہے زندگی بھر کیلئے آپ ﷺ محبت بھرے انداز میں ان حضرات کو یوں جواب دیتے تھے:

اللّهم إنه لا خير إلا خير الآخرة
فبارك في الأنصار والمهاجرة

اے اللہ آخرت کی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، پس انصار اور مہاجرین میں آپ برکت عطا فرمادیجئے۔ (صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق)

سبب نزول: آیت مذکورہ یعنی (وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ) کے سبب نزول میں مفسرین نے ایک واقعہ لکھا ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا واقعہ یہ ہے:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے (ان کی ضیافت کے لئے) ازواج مطہرات کے پاس اطلاع بھیجی، وہاں سے جواب ملا کہ ہمارے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون ان صاحب کو مہمان بنائے گا، یہ سن کر ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ان کو ساتھ لے جاتا ہوں، چنانچہ انہیں ساتھ لے گئے، اور اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، ان کا اکرام کرنا ہے، بیوی نے کہا کہ ہمارے پاس تو بجز

بچوں کی خوراک کے کچھ بھی نہیں ہے، شوہر نے کہا کھانا تیار کرو، اور بچوں کو سلادو، چنانچہ اس نے کھانا پکایا، اور بچوں کو سلادیا، پھر جب کھانے بیٹھے تو عورت اس انداز سے اٹھی کہ گویا چراغ کی بتی درست کررہی ہے، لیکن درست کرنے کے بجائے اس نے چراغ بجھادیا، مہمان کھاتا رہا، اور یہ سمجھتا رہا کہ یہ دونوں بھی میرے ساتھ کھارہے ہیں، حالانکہ انھوں نے اسکے ساتھ کھانا نہیں کھایا، اور رات بھر بھوکے رہے، صبح کو جب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضری ہوئی، تو میزبان صحابی حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو تمہارا عمل پسند آیا اس پر اللہ تعالی شانہٗ نے آیت کریمہ ﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ نازل فرمائی. (٦٤)

ان مہمان نوازی کرنے والے صحابی کے نام کے بارے میں کئی قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یہ صحابی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انصاری تھے، دوسرا قول ہے کہ یہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے، تیسرا یہ کہ حضرت قیس بن ثابت

رضی اللہ عنہ تھے. واللہ تعالی اعلم (تفسیر انوار البیان)

اہم فوائد: امام نووی رحمہُ اللہ تعالی نے اس حدیث شریف سے حاصل ہونے والے متعدد فوائد ذکر کئے ہیں جن کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

(۱) حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کس قدر دنیا سے بے نیازی اختیار فرماتے تھے، اور بھوک و تنگی برضاور غبت برداشت کرلیتے تھے۔

---

(٦٤) - (صحيح بخارى (ص ٣٦ /ج١ وصحيح مسلم رقم الحديث٢٠٥٤)

(۲) قوم کے سردار کو چاہئے کہ جو کچھ میسر ہو اس سے اپنے مہمان کی ضیافت پہلے خود ہی کرے اس کے بعد دوسروں کو اس سلسلہ میں تعاون کرنے کیلئے متوجہ کرے۔

(۳) حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تنگی کے حالات میں بھی مہمان نوازی کرنا سعادت ہے۔

(۴) حدیث شریف سے مہمان کے اکرام کی اہمیت اور ایثار کی فضیلت مستفاد ہوتی ہے۔

(۵) مہمان کے اکرام اور اس کی ضیافت میں ایسا حیلہ کرنے کا جواز کہ جسکی وجہ سے وہ بلا جھجک میزبان کی پیش کردہ چیز تناول کرلے، (اگر وہ میاں بیوی حیلہ سے کام نہ لیتے تو مہمان تنہا کھانا نہ کھاتا)۔

(۶) حدیث شریف میں اِن میاں بیوی کے لئے (جنھوں نے خود بھوکے رہ کر مہمانِ رسول ﷺ کی ضیافت کی) بہت بڑی سعادت اور ان کی منقبت ہے۔

وضاحت: حدیثِ مذکور میں ہے (نومی صبیانك إذا أرادوا عشاءً) یعنی تم اپنے بچوں کو سلادینا جب وہ کھانا طلب کریں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو کھانے کی ضرورت نہ تھی بلکہ عموماً جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے بغیر بھوک اور حاجت کے بھی کھانا مانگ لیتے ہیں، اس لئے اِن صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو سلادینے کو کہا، اس لئے کہ اتنا کھانا نہیں تھا کہ بچے بھی کھاتے اور مہمان بھی شکم سیر ہوجاتا، اگر بچے بھوکے ہوتے تو کسی کی ضیافت پر ان کو کھلانا مقدم ہے، کیونکہ ان کا نفقہ (باپ پر) واجب ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اُن دونوں نے کوئی واجب ترک نہیں کیا، اسی لئے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ

نے ان کی مدح وستائش فرمائی، البتہ یہ صحابی اور ان کی اہلیہ اپنی بھوک کی حاجت اور ضرورت کے باوجود مہمان کے اکرام میں بھوکے رہے، یہ ان کی بڑی سعادت مندی ہے، جس کو اللہ تعالی نے ایسا پسند فرمایا کہ ان کی مدح میں قرآن پاک کی آیت نازل فرمائی۔

علماء نے لکھا ہے کہ کھانے یا دوسرے امور دنیویہ میں ایثار سے کام لینا بڑی فضیلت کی بات ہے، البتہ امور دینیہ اور تقرب إلی اللہ حاصل کرنے میں ایثار نہ کیا جائے بلکہ خود پیش قدمی کی جائے کہ اس میں اللہ تعالی کا حق ہے۔ (٦٥)

فضیلت نمبر ۱۳

حضراتِ مہاجرین وانصارِ مدینہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی رضا کا اعلان اور دائمی جنت کی خوشخبری

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾ ﴾ (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۰)

ترجمہ: اور مہاجرین وانصار میں جو لوگ سبقت لے جانے والے ہیں اور وہ لوگ جنھوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا، اور وہ اللہ

---

(٦٥) - (دیکھئے شرح النووی علی مسلم (ص١١٤\ج١٢) طبعة بیروت)

سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کیلئے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

تفسیر: اس آیت کریمہ میں حضرات مہاجرین وانصار میں جو سابقین اولین تھے ان کی تعریف فرمائی اور جنھوں نے احسان واخلاص کے ساتھ ان کا اتباع کیا ان کی بھی تعریف فرمائی، جن حضرات نے اسلام کی طرف سبقت کی، مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے، اور جن حضرات نے ان کا اتباع کیا، اور یہ اتباع اخلاص کے ساتھ تھا، ان سب کی فضیلت اور منقبت آیت بالا سے ظاہر ہو رہی ہے، جنھوں نے اخلاص کے ساتھ ان کا اتباع کیا ان میں وہ صحابہ بھی ہیں جو ان کے بعد مسلمان ہوئے، اور وہ لوگ بھی ہیں جو صحابیت کے شرفِ مرتبت سے مشرف نہ ہوئے اور رسول اقدس ﷺ کی وفات کے بعد سابقین اولین مہاجرین وانصار کی راہ پر چلے، جنھیں تابعین کہا جاتا ہے، اس آیت سے واضح طور پر مہاجرین وانصار کے بارے میں اللہ تعالی کی طرف سے اس بات کا اعلان ہے کہ یہ لوگ جنتی ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے، اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ (دیکھئے تفسیر انوار البیان از حضرت بلند شہریؒ)

فضیلت نمبر ۱۴، ۱۷، ۱۶، ۱۵

مدینہ منورہ میں ایسی مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی

اللہ ربُّ العزت کا ارشادِ عالی ہے: ﴿ لَّمَسۡجِدٌ أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقۡوَىٰ مِنۡ أَوَّلِ يَوۡمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْۚ وَٱللَّهُ

يُحِبُّ ٱلۡمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ (سورة التوبة ١٠٨)

ترجمہ: البتہ جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہو وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

تفسیر: اس آیت میں چار فضیلتیں ہیں:

پہلی فضیلت: اس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

دوسری فضیلت: یہ مسجد اس لائق ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوں (یعنی نماز ادا فرمائیں)۔

تیسری فضیلت: اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں.

چوتھی فضیلت: اللہ تعالیٰ ان حضرات سے جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں محبت فرماتا ہے۔

اس مسجد سے کونسی مسجد مراد ہے، مسجد نبوی شریف، یا مسجدِ قباء، اس سلسلہ میں دونوں طرح کی روایات ملتی ہیں، جن کو ہم یہاں درج کر رہے ہیں، اس کے بعد دونوں طرح کی روایات میں مطابقت بیان کریں گے:۔

حضرت ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ اس بارے میں کے وہ کونسی مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی، ایک شخص نے کہا کہ وہ مسجدِ قباء ہے، دوسرے شخص نے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ میری مسجد ہے"۔ (٦٦) اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ

---

(٦٦) - (رواہ احمد (١١٨) والترمذی(٥٢٨٠) رقم الحدیث:(٣٠٩٩) واللفظ له وقال هذا حدیث حسنٌ صحیح،)

سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس مسجد کے بارے میں سوال کیا کہ جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ کونسی مسجد ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "وہ میری یہ مسجد ہے"(رواہ الترمذی(۵۲۸۰) رقم الحدیث : (۳۰۹۹) و قال هذا حدیث حسنٌ صحیح ، وصححه الحاکم علیٰ شرط مسلم)

اور طبرانی نے بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے. اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت اہل قباء کے بارے میں، نازل ہوئی ہے ﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ﴾ فرمایا کہ یہ لوگ (اہل قباء) پانی سے استنجاء کرتے تھے، تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ رواہ أبو داود (٦٧)

(یعنی ڈھیلے استعمال کرنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ پانی بھی استعمال کرتے تھے، جیسا کہ بزار کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے)۔

ابن ابی شیبہ اور طبرانی وغیرہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی مسجد ہے، حضرت عروۃ نے فرمایا کہ حضرت نبیٔ اکرم ﷺ کی مسجد تو اس سے بھی بہتر ہے، یہ آیت تو مسجد قباء کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(٦٨) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس مسجد کی

---

(٦٧) - (رواه أبو داود بإسنادٍ صحيح (١ / ١١) رقم (٤٤) كتاب الطهارة باب الاستنجاء بالماء)

(٦٨) - (رواه ابن ابی شیبة ،كتاب الصلاة،باب ابواب المساجد)

بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ مسجد نبوی ﷺ ہے۔(٦٩)

ان روایات کی جمع اور تطبیق

حافظ ابن حجر σ ان روایات میں تطبیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان تمام روایات میں کوئی تنافی یعنی کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں ہی مسجدوں کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، لہٰذا دونوں قسم کی احادیث اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ اور علامہ داودی اور علامہ سہیلی نے بھی ان روایات کے درمیان تطبیق کرتے ہوئے یہی فرمایا ہے(٧٠)

اسی طرح حافظ ابن کثیر σ نے بھی ان روایات کے درمیان تطبیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب مسجدِ قباء کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے تو مسجدِ رسول ﷺ کی بنیاد تقویٰ پر رکھی جانا بطریق اولیٰ ہے۔(٧١)

فضیلت نمبر ۱۸

مدینہ منورہ مہبطِ وحی ہے قرآن کریم کا بڑا حصہ اس میں نازل ہوا

نزول قرآن کریم کی ابتدأ مکۃ مکرمۃ میں جبل نور کے غارِ حراءٔ میں ہوئی، سورۂ

---

(٦٩) - (رواه ابن ابی شیبة و ابن مردویه،کما فی فتح القدیر)

(٧٠) -(فتح الباری:(ج٧ / ص٢٤٥)

(٧١) - (تفسیر ابن کثیر: (ج؟ /ص٣٩٠)

علق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں: ﴿ ٱقۡرَأۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلَّذِي خَلَقَ ۝١ خَلَقَ ٱلۡإِنسَٰنَ مِنۡ عَلَقٍ ۝٢ ٱقۡرَأۡ وَرَبُّكَ ٱلۡأَكۡرَمُ ۝٣ ٱلَّذِي عَلَّمَ بِٱلۡقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ ٱلۡإِنسَٰنَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ ۝٥ ﴾

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد آپ ﷺ کا قیام تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہا اور قرآن شریف نازل ہوتا رہا، اور جب آنحضرت ﷺ ہجرت فرماکر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو نزول قرآن کریم کا سلسلہ حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام تک جاری رہا، آخری آیات جو نازل ہوئیں ان میں ایک یہ آیت بھی ہے:

﴿ وَٱتَّقُواْ يَوۡمٗا تُرۡجَعُونَ فِيهِ إِلَى ٱللَّهِۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفۡسٖ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُونَ ۝٢٨١ ﴾ (البقرة)

مدینہ منورہ کو یہ بڑی فضیلت حاصل ہے کہ قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ اس میں نازل ہوا، مدینہ منورہ میں جو سورتیں نازل ہوئی ان کی تعداد تقریباً (۲۸) ہے: جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں: البقرة ، آل عمران ، النساء ، المائدة ، الانفال ، التوبة ، الرعد ، الحج ، النور ، الاحزاب ، محمد (ﷺ) ، الفتح ، الحجرات ، الرحمن ، الحديد ، المجادلة ، الحشر ، الممتحنة ، الصف ، الجمعة ، المنافقون ، التغابن ، الطلاق ، التحريم ، الانسان ، البينة ، الزلزلة ، النصر ۔

ان میں بعض سورتیں ایسی ہیں جو مدینہ منورہ میں نازل نہیں ہوئیں لیکن وہ حکماً مدنی ہیں جیسے سورۃ النصر کہ یہ حجۃ الوداع میں ایام منیٰ میں نازل ہوئی لیکن اسکو مدنی سورتوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ مدنی سورتوں کی راجح یہ تعریف ہے کہ جو

ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔

باب دوم

مدینہ منورہ کے فضائل احادیث شریفہ کی روشنی میں

فضیلت نمبر ۱۹

مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے

عن أبي هريرة رضى الله عنه أن النبى ﷺ قال : ((صلاة فى مسجدى هذاخيرمن ألف صلاةفيماسواه إلاالمسجدالحرام)).

متفق عليه.(۷۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مسجد حرام کے علاوہ باقی تمام مساجد کی نسبت میری مسجد میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔

فضیلت نمبر ۲۰

(۷۲) - (صحيح البخارى باب ابواب تقصيرالصلاة- رقم: ۱۱۹۰،صحيح مسلم كتاب الحج ،باب فضل الصلاة،حديث نمبر (۱۳۹٤)

مسجد نبوی شریف ان تین مساجد میں سے ہے جن کی طرف مستقل طور پر سفر کیا جاتا ہے

عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: ((لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول ﷺ ومسجد الأقصى)). رواه البخاري (٧٣)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین مساجد کے علاوہ رخت سفر نہ باندھا جائے سوائے تین مساجد کے (تین مساجد یہ ہیں): مسجد حرام، مسجد رسول (ﷺ) اور مسجد اقصیٰ۔

فضیلت نمبر ٢١

مسجد نبوی شریف میں ایک ایسا باغ ہے جو جنت کے باغوں میں سے ہے

عن عبد الله بن زيد المازنی رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال : ((ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة)) .
رواه البخاري (٧٤)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید المازنی رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ

---

(٧٣) - (رواه البخاری كتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة حديث نمبر ١١٨٩)

(٧٤) - (رواه البخاری: حديث نمبر ١١٩٦و ١٨٨٨، كتاب فضائل المدينةباب فضائل المدينه)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں میرے گھر سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ ابھی آرام فرمارہے ہیں۔

فضیلت نمبر ۲۴،۲۳،۲۲

مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازوں کی فضیلت

عن أنس بن مالك رضى الله عنه عن النبي ﷺ أنه قال : ((من صلى في مسجدي أربعين صلاة لا يفوته صلاة كتبت له براءة من النار، ونجاة من العذاب وبرىء من النفاق)). رواه أحمد(۷۵)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میری اس مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح ادا کرے کہ درمیان میں اسکی کوئی نماز نہ چھوٹے تو اس کے لئے دوزخ سے براءت، اور عذاب سے نجات، اور نفاق سے براءت لکھ دی جائیگی۔

اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں اور نبیط بن عمر کو بھی ابن حبان نے ثقات (ثقہ راویوں) میں شمار کیا ہے مدینہ منورہ کے ایک بڑے عالم مدرس مسجد نبوی شریف شیخ عطیہ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے تتمۂ اضواء البیان میں (ج۸/ ۵۶۲) میں

---

(۷۵) - (رواه الإمام أحمد فى مسنده (ج۳ص۱۵۵) والطبرانى فى الأوسط (ج ٥ /ص۳۴۵) وذكره الهيثمى فى مجمع الزوائد (ج ٤ /ص۸) وقال بعد ما عزاه لأحمد والطبرانى : رجاله ثقات)

لکھا ہے کہ نبیط بن عمر کو ثقہ قرار دینے میں ابن حبان اور منذری اور ہیثمی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم نے اتفاق کیا ہے یعنی ان سب نے نبیط کو ثقہ مانا ہے اور ائمہ حدیث میں سے کسی نے اسکو ضعیف قرار نہیں دیا۔

تشریح: حدیث بالا میں مسجد نبوی شریف میں لگاتار ۴۰ نماز پڑھنے والے کے لئے تین فضلتیں بیان فرمائیں ہیں۔

۱۔ اس کے لئے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔

۲۔ اس کے لئے عذاب سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

۳۔ اس کو نفاق سے براءت حاصل ہو جاتی ہے۔

فائدہ: جس کو یہ فضیلتیں حاصل ہو جائیں اس کے لئے کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے۔

لیکن اس کا یہ معنی ہر گز نہیں کہ چالیس نمازیں پڑھنے کے بعد جو چاہے کرے بلکہ جس کی یہ نمازیں قبول ہو گئیں اس کو دین میں مزید پختگی حاصل ہو گی اور ایمان مضبوط ہو گا۔ نیک عمل قبول ہونے کی علامات میں سے یہ بھی ہے اس کو مزید عمل صالح کی توفیق ہوتی ہے جس کا ایمان جتنا مضبوط ہوتا ہے اس کو اتنی ہی زیادہ معرفتِ الٰہیہ اور خشیت حاصل ہوتی ہے۔ ایسا شخص عمل بھی اچھے کرتا ہے اور توبہ استغفار میں بھی لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید بھی اچھی رکھتا ہے۔

فائدہ: یہ چالیس نمازیں عملِ مستحب ہے حج یا عمرہ کا یا زیارت کا رکن نہیں۔ کوئی نہ کر سکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں البتہ اس فضیلت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بہت سے حجاج وزائرین مسجد نبوی شریف کے اندر جگہ ہوتے ہوئے باہر نماز پڑھ لیتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے جب اندر جگہ موجود ہے تو مسجد نبوی شریف

میں نماز پڑھنے کی فضیلت حاصل کرنی چاہئے۔

فضیلت نمبر ۲۵

گھر سے مسجد نبوی شریف کی نیت کر کے چلنے کا اجر و ثواب

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ((مِن حين يخرج أحدكم من بيته إلى مسجدي فرِجْلٌ تكتب حسنة ورِجْلٌ تمحو سيئة)). رواه احمد (۷۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو اپنے گھر سے میری مسجد کے لئے نکلتا ہے تو اس کے ایک قدم پر ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

فضیلت نمبر ۲۶

مسجد نبوی شریف میں تعلیم و تعلم، جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله يقول: ((من جاء مسجدى هذا لم يأته إلا لخير يتعلمه أو يعلمه فهو بمنزلة المجاهد فى سبيل الله ، ومن جاء لغير ذلك فهو بمنزلة الرجل ينظر إلى متاع غيره)) . رواه أحمد وابن ماجه ابن حبان و

---

(۷۶)-(رواه الإمام أحمد (ج۲ /ص۳۱۹) والنسائى فى السنن الكبرى(ج۱ص۲۶۰)بهذااللفظ بإسنادٍ صحيح ورواه الحاكم (ج۱ص۲۱۷) وغيره بدون زيادة ياء الاضافة)

الحاکم (۷۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ جو میری اس مسجد میں خیر سیکھنے اور سکھانے کی نیت سے آیا تو اس کا مرتبہ مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے، اور جو اس کے علاوہ کسی اور نیت سے آیا تو وہ ایسا ہے جیسے دوسروں کی چیز پر نگاہ کرتا ہو۔

تشریح: یہ جو فرمایا "جو شخص اس کے علاوہ کسی اور نیت سے آیا تو وہ ایسا ہے جیسے دوسروں کی چیز پر نگاہ کرتا ہو،، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص نہایت محروم ہے اُس فضیلت سے جس سے علماء فیض یاب ہیں، کہ دنیا میں اُن کے علم و عمل سے لوگوں کو فیض پہنچتا ہے، ان کی مدح وستائش ہوتی ہے، اور آخرت میں اُن اہل علم و عمل حضرات کے لئے بلند درجات و مقامات اللہ تعالی کی طرف سے دیئے جائیں گے۔ پس جو شخص مسجد نبوی شریف میں آکر بھی مستفید نہ ہو باوجود یکہ خیر اسکے سامنے ہو تو اسکی مثال ایسی ہے کہ کسی دوسرے کے عمدہ سامان کی طرف دیکھ رہا ہو اور اس سامان سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہو۔

فائدہ: جو شخص مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھنے آئے اسکو چاہیئے کہ مسجد نبوی شریف میں تعلم و تعلیم کی نیت سے بھی آئے۔ تاکہ اس کو نماز کے ثواب کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا فضیلت بھی حاصل ہو جائے۔

---

(۷۷) - (رواه الإمام أحمد (۲ /۳۵۰)، وابن ماجه فی المقدمة رقم ۲۲۷ باب فضل العلماء و الحث علي طلب العلم و قال البوصيري : إسناده صحيح علي شرط مسلم و أخرجه الحاكم فی المستدرک (۱ /۲۱۷) وصححه علی شرط مسلم ووافقه الذهبي ، و صححه ابن حبان في صحيحه(الإحسان ۱۹۱)

فضیلت نمبر ۲۷

منبرِ رسول ﷺ کی فضیلت

عن أبي هريرة رضى الله عنه أن النبي ﷺ قال: ((منبرى هذا على ترعة من ترع الجنة)) . (رواه أحمد: (ج ٢ /ص٤٠١) والبيهقى في السنن الكبرى(ج ٥ /ص٢٤٧)، وغيرهما برجال الصحيح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہو گا.

وعن أم سلمة رضى الله عنها أنّ النبى ﷺ قال : ((إنّ قَوَائِمَ مِنْبَرِي رَوَاتِبُ فِي الجَنَّةِ)) . رواه احمد (٧٨)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے منبر کے پائے جنت میں دائمی رہیں گے۔

فضیلت نمبر ۲۸

رسول اللہ ﷺ کا اپنے منبر سے اپنے حوضِ کوثر کو دیکھنا

عن عقبة بن عامر رضى الله عنه أن النبى ﷺ خرج يوماً فصلى على أهل أحد صلاته على الميت ثم انصرف إلى المنبر

---

(٧٨) - (رواه أحمد (ج٦ /ص٢٨٩)،والنسائى فى السنن الكبرى (ج٢ /ص٣٥) ، وابن حبان (ج ٩ /ص٦٤) ، وأبو يعلى (ج ١٢ /ص٤٠٩) بإسنادٍ صحيح)

فقال: إني فرط لكم وأنا شهيد عليكم وإني والله لأنظر إلى حوضى الآن وإنى أعطيت مفاتيح خزائن الأرض أو مفاتيح الأرض وإني والله ما أخاف عليكم أن تشركوا بعدي ولكن أخاف عليكم أن تنافسوا فيها . رواه البخاري (٧٩)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور اُحد کے شہداء پر اس طرح نماز جنازہ پڑھی جس طرح میت کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے پھر آپ ﷺ منبر کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں اور میں تم پر گواہ رہونگا اور بخدا میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں، مجھے تمہارے بارے میں میرے بعد شرک میں ابتلاء کا ڈر نہیں لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ خدشہ ہے کہ تم دنیاداری میں منہمک ہو جاؤ گے، اور اس میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کروگے۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے اسی معنی کی ایک دوسری روایت بخاری شریف کتاب المغازی میں بھی مروی ہے۔(٨٠)

عن أبي سعيد الخدري رضى الله عنه قال: بينما نحن جلوس في المسجد إذ خرج علينا رسول الله ﷺ فى المرض الذى توفى فيه عاصباً رأسه بخرقة فخرج يمشى حتى قام على المنبر ، فلما استوى عليه قال في حديث أبى ضمرة أنس بن عياض

---

(٧٩) - (رواه البخارى رقم (١٣٤٤)، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد)

(٨٠) - (دیکھئے بخاری شریف حدیث نمبر ٤٠٤٢، كتاب المغازى باب غزوة احد)

وصفوان : والذي نفسه بيده وفى حديث محمد بن إسماعيل : والذى نفسى بيده إني لقائم على الحوض الساعة ! إن رجلاً عرضت عليه الدنيا وزينتها فاختار الآخرة ، فلم يعقلها من القوم أحد إلا أبوبكر فبكى ثم قال: أي رسول الله ! بأبى أنت وأمى بل نفديک بآبائنا وأبنائنا وأنفسنا وأموالنا ! قال: ثم نزل فما قام عليه حتى الساعة . (٨١)

قوله : ثم نزل أي من المنبر صلوات الله وسلامه وبركاته عليه.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ مسجد نبوی میں موجود تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہ مرض الوفاۃ کی بات ہے آپ ﷺ نے ایک کپڑے سے سر کو باندھ رکھا تھا، آپ ﷺ آتے ہی سیدھے منبر پر کھڑے ہوگئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں اس وقت حوضِ کوثر کے سامنے کھڑا ہوں، بے شک ایک آدمی کے سامنے دنیا اور اسکی رونق کا سامان پیش کیا گیا لیکن اس نے آخرت کو اختیار کیا، پوری جماعت میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی آپ ﷺ کا اشارہ نہ سمجھ سکا، اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر قربان، بلکہ ہم سب اپنے آباء اور اولاد اور اپنے مال آپ پر قربان کرتے ہیں، صحابی فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد آج تک آپ ﷺ منبر پر تشریف نہیں لائے. مسند دارمی میں اسی معنی کی ایک روایت مروی ہے.

---

(٨١) - رواه الإمام أحمد (ج٢ /ص٤٥٠)،والنسائى فى السنن الكبرى (ج٥ /ص٢٤٧)

فضیلت نمبر ۲۹

منبر نبوی شریف کے پاس جھوٹی قسم کھانے کی وعید

عن جابر بن عبد الله الأنصاری رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: ((من حلف علی منبري آثماً تبوأ مقعده من النار)) . رواه مالك وأحمد وأبوداود والحاكم(۸۲)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائی تو اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔

وعنه رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ((لا یحلف أحد عند منبری هذا علی یمین آثمة ولو علی سواك أخضر إلا تبوأ مقعده من النار أو وجبت له النار)) . رواه أبو داود (۸۳)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اشاد منقول ہے کہ جس نے میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائی چاہے ایک (معمولی چیز) سبز مسواک کے بارے میں ہو تو اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا، یا (یوں فرمایا) کہ اس پر جہنم واجب ہو گئی۔

---

(۸۲) - (رواه مالک فی الموطأ (۱٤۳٤) وأحمد فی مسنده (۳۳٤٤) وأبو داود (رقم ۳۲٤٦) والحاکم فی مستدرك(٤ / ۹٦۲) وغیرهم وصححه الحاکم ووافقه الذهبی)

(۸۳) - رواه أبو داودکتاب الإیمان(رقم ۳۲٤٦)، والحاکم (٤ / ۲۹٦)وصححه ووافقه الذهبی

فضیلت نمبر ۳۰

ستونِ مصحف شریف کے پاس نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا

عن يزيد بن أبي عبيد قال: كنت آتي مع سلمة بن الأكوع فيصلي عند الأسطوانة التي عند المصحف فقلت: يا أبا مسلم أراك تتحرى الصلاة عند هذه الأسطوانة ، قال: فإني رأيت النبي ﷺ يتحرى الصلاة عندها . متفق عليه(٨٤)

ترجمہ: یزید بن ابی عبید فرماتے ہیں کہ میں سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے پاس آتا رہتا تھا، اور وہ ستونِ مصحف کے پاس نماز پڑھتے تھے تو اس پر میں نے ان سے کہا: اے ابو مسلم کیا بات ہے کہ آپ اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں، تو فرمانے لگے اس لئے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پاس نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

فائدہ: یہ ستون محراب کی داہنی طرف ہے اور اس سے متصل ہے۔

فضیلت نمبر ۳۱

مسجد قباء میں نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے

---

(٨٤) - صحيح البخاری (رقم ٥٠٢) كتاب الصلاة، مسلم (رقم٥٠٩) كتاب الصلاة، باب منع المار بين يدی المصلی) -

عن سهل بن حنيف رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ((من تطهر في بيته ثم أتى مسجد قباء فصلى فيه صلاة كان له أجر عمرة))رواه ابن ماجه(۸۵)

ترجمہ: حضرت سہل بن حُنَیف رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس نے اپنے گھر اچھی طرح وضو کیا اور مسجد قبا میں آکر نماز پڑھی تو اس کے لئے عمرہ کا ثواب ہے۔

وعن أُسيد بن ظهير الأنصاري رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال : ((الصلاة في مسجد قباء كعمرة)) . رواه الترمذي (۸۶)

ترجمہ: اسید بن ظھیر انصاری رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد قباء میں نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔

فضیلت نمبر ۳۲

صحابیٔ رسول ﷺ کا فرمان کہ مجھے مسجد قباء میں نماز پڑھنا بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے

عن سعد بن أبى وقاص رضى الله عنه قال : لأَن أُصلي في

---

(۸۵) - رواه ابن ماجه: (رقم ۱٤۱۲) ،باب ماجاء فى الصلاة فى مسجد قباء) بإسناد صحيح

(۸٦)- (رواه الترمذي كتاب الصلاة،باب ابواب الاذان(۲ /۱٤٦)،رقم (۳۲٤)،وغيره وهوحديث حسن)

مسجد قباء أحبُّ إِليَّ من أن أُصليَ فی بیت المقدس. رواه ابن ابي شيبة (٨٧)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص ص کا فرمان ہے کہ کہ میں مسجد قباء میں نماز پڑھوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ میں مسجد قباء میں دو رکعتیں پڑھوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں بیت المقدس دو مرتبہ جاؤں۔ (٨٨)

فضیلت نمبر ۳۳

رسول اللہ ﷺ کا ہر ہفتہ کو سواری پر یا پیادہ مسجد قباء تشریف لے جانا

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: كان النبی ﷺ يأتي مسجد قباء كل سبت ماشياً وراكباً وكان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما يفعله . متفق عليه (٨٩)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ ہفتہ کے روز کبھی پیدل کبھی سواری پر مسجدِ قباء

---

(٨٧) - (رواه ابن أبي شيبه في مصنفه: (٢ /٣٧٣) بإسنادٍ صحيح)

(٨٨)- (مصنف ابن ابی شیبة)

(٨٩) - واللفظ للبخاری (البخاری (رقم١١٣٥)، المسلم رقم (١٣٩٩)، كتاب الحج ، باب فضل مسجد قباء وفضل الصلاة فيه وزيارته)

تشریف لاتے تھے، اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

وعن عبد الله بن قيس بن مخرمة قال: أقبلت من مسجد بني عمرو بن عوف بقباء على بغلة لي قد صليت فيه ، فلقيت عبد الله بن عمر ماشياً فلما رأيته نزلت عن بغلتي ثم قلت أركب اى عم ، قال اى ابن أخي لو أردت أن أركب الدواب لركبت ، ولكني رأيت رسول الله ﷺ يمشي إلى هذا المسجد حتى يأتي فيصلي فيه فأنا أحب أن أمشي إليه كما رأيته يمشي قال فأبىٰ أن يركب ومضى على وجهه . رواه احمد (٩٠)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد بنی عمرو بن عوف سے اپنے خچر پر قباء کی طرف جانے کے لئے نکلا، اور نماز پڑھنے کے بعد راستہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے میری ملاقات ہوئی وہ پیدل تھے، جب میں نے ان کو دیکھا تو میں اپنے خچر سے اتر گیا، پھر میں نے عرض کیا چچا جان میری سواری حاضر ہے آپ اس پر سوار ہو جایئے، تو انہوں نے فرمایا اے بھتیجے میں چاہتا تو اس کے علاوہ بھی بہت سواریاں موجود ہیں، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس مسجد کی طرف پیدل تشریف لاتے تھے اور نماز پڑھتے تھے، اس لئے مجھے بھی یہی پسند ہے اس لئے سواری پر سوار نہیں ہوتا، یہ کہہ کر پیدل ہی چل دیئے۔

---

(٩٠) - رواه أحمد بإسناد حسن (٢١١٩) رقم (٥٩٩٩) (وقد صرح ابن اسحاق بالسماع ، ويشهد له حديث عبد الله بن عمر رضى الله عنهما المروى فى الصحيحين الذى مر آنفاً)

فائدہ (۱): مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے اور یہ ہفتہ کے دن کے ساتھ خاص نہیں ہے اگر ہفتہ کے علاوہ کسی اور دن مسجد قباء جائے اور وہاں نماز ادا کرے، چاہے فرض ہو یا نفل تو ان شاء اللہ تعالی عمرہ کا ثواب ملے گا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ایک حدیث میں ارشاد ہے: الصلاة فی مسجد قباء کعمرة[۹۱] یعنی مسجد قباء میں نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے، اس حدیث میں اور اسکے علاوہ دیگر احادیث میں عمرہ کے ثواب کو ہفتہ کے دن سے مشروط نہیں فرمایا، اور فرض اور نفل کی تخصیص بھی نہیں فرمائی، مطلق فرمایا۔ البتہ ہفتہ کے دن جانا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہر ہفتہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

فائدہ (۲): گھر سے اچھی طرح طہارت حاصل کر کے مسجد قباء میں نماز پڑھنے کے لئے روانہ ہونا افضل ہے، جیسا کہ حضرت سہل بن حنیف کی رویت سے (جو اوپر گذر چکی) معلوم ہو رہا ہے، لیکن (بعض اہل علم کے قول کے مطابق) یہ بھی بطور شرط کے نہیں، اگر کوئی اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور سے مسجد قباء کی طرف روانہ ہوا، اور وہاں ہی وضو خانہ میں اچھی طرح وضو کر لیا تو بھی اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ عمرہ کا ثواب مل جائے گا، لإطلاق قوله ﷺ: الصلاة فی مسجد قباء کعمرة. واللہ تعالیٰ اعلم

فضیلت نمبر ۳۴

مدینہ منورہ کی بستی کی طرف نبی اکرم ﷺ

(۹۱) - (رواه الترمذی بإسنادٍ حسن رقم الحدیث ۲۹۸)

کو ہجرت فرمانے کا حکم

عن أبي هريرة رضى الله عنه يقول : قال رسول الله ﷺ (أمرت بقرية تأكل القرى يقولون يثرب وهي المدينة تنفى الناس كما ينفي الكير خبث الحديد) . رواه البخاري(٩٢)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے ایسی بستی کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں کو کھالے گی، لوگ (یعنی منافقین) اس بستی کو یثرب کہتے ہیں، حالانکہ وہ مدینہ ہے، وہ (بُرے) آدمیوں کو اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

تشریح: حافظ ابن حجر شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں کہ "مدینہ" اس شہر کا نام ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور جہاں آپ ﷺ آرام فرما رہے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَآ إِلَى ٱلْمَدِينَةِ ﴾ (المنافقون:٨)

جب لفظ "مدینہ" علی الإطلاق بولا جائے تو اس سے متبادر مفہوم صرف مدینہ ہی ہوتا ہے، اور اگر کوئی اور شہر مراد ہو تو اس کے ساتھ کوئی اور امتیازی قید اور صفت لگانی چاہئے تاکہ پہچان اور تعیین ہو جائے ،اس لئے کہ یہ شہر مدینہ دیگر شہروں میں ایسا ہے جیسا کہ ستاروں میں ایک ممتاز ستارہ ہو - فهي كالنجم للثريا۔ دیکھئے (فتح الباري ص٨٩ ج٤)

وضاحت: یہ حدیث شریف پہلے بھی گذر چکی ہے وہاں اس حدیث شریف کو

---

(٩٢)- (رواه البخارى : كتاب الحج ، باب فضل المدينة (رقم ١٨٧١)

دوسرے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اب یہ حدیث ایک اور عنوان کے تحت ذکر کی جارہی ہے کیونکہ ایک حدیث سے بعض مرتبہ کئی فوائد ثابت ہوتے ہیں۔

فضیلت نمبر ۳۵

مدینہ ایمان کے لوٹنے کی (جمع ہونے) کی جگہ ہے

عن أبي هريرة رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: (إن الإيمان ليأرز إلى المدينة كما تأرز الحية إلى جحرها) "متفق عليه واللفظ لمسلم . (٩٣)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بے شک ایمان مدینہ کی طرف اسطرح لوٹ آئیگا جس طرح سانپ اپنے بل میں واپس لوٹ آتا ہو۔

تشریح: اس حدیث شریف کی تشریح میں قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: بلا شبہ ایمان کا دور اول اور دور آخر اسی طرح ہے، تقدیم تاخیر کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں جو مخلص تھا اور اس کا ایمان صحیح تھا، وہ تو ہجرت کرکے مدینہ منورہ آگیا، یا آنحضرت ﷺ کی زیارت و دیدار کے شوق میں اور آپ ﷺ سے دین سیکھنے کے لئے اس مبارک شہر آپہنچا، اسی طرح خلفاء راشدین کے عہد میں اور ان کے

---

(٩٣) - (صحيح بخارى كتاب الحج، مسلم كتاب الإيمان، باب بيان ان الاسلام بدأ غريباً وسيعود غريباً وإنه يأرز بين المسجدين، (رقم ١٤٧)

بعد احادیث وسنن سیکھنے کے لئے مدینہ منورہ میں مخلص اہل ایمان کی آمد رہی ....الخ (٩٤)

ملا علی القاری کہتے ہیں: حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ آخری زمانہ میں جب فتنوں کا ظہور ہو گا، اور کفر کا غلبہ ہو جائے گا اوراہل اسلام کے ملکوں میں کافر وظالموں کا تسلط ہو جائے گا تو پلٹ کر یہ دین حنیف حجاز میں سمٹ کر آجائے گا جیسا کہ یہاں سے نکلا تھا۔ (٩٥)

فضیلت نمبر ٣٦

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کی طرح رسولِ انور ﷺ کا محبوب شہر ہے یا اس سے بھی زیادہ محبوب ہے

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قدمنا المدينة وهي وبيئة فاشتكى أبو بكر واشتكى بلال فلما رأى النبي ﷺ شكوى أصحابه قال: اللّٰهُمَّ حبب إلينا المدينة كما حببت مكة أو أشد ، وصححها وبارك لنا فى صاعها ومدها وحول حماها إلى الجحفة . متفق عليه(٩٦)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم مدینہ آئے تو اسکی آب وہوا موافق (یعنی صحت والی) نہ تھی حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما

---

(٩٤) - (فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى (ج٢ /ص٣٢٤)

(٩٥)- (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح (ج١ /ص٣٧٩)

(٩٦) - البخارى كتاب الدعوات ، ومسلم كتاب الحج ، باب الترغيب فى سكنى المدينة والصبر على لاوائها رقم(١٣٧٦))

بیمار ہو گئے جب نبی اقدس ﷺ نے ان کی اس حالت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی "اے اللہ مدینہ کو مکہ کی طرح ہمارے لئے محبوب بنا دیجئے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب وہوا کو صحت والی بنا دیجئے اور اسکے صاع اور مدّ میں برکت عطا فرمایئے اور اسکے بخار کو جحفہ منتقل فرما دیجئے۔

وضاحت: جحفہ کی طرف بخار منتقل کرنے کی دعا اسلئے فرمائی کہ وہاں یہود کی رہائش تھی.

فضیلت نمبر ۳۷

رسولِ انور ﷺ کی تشریف آوری پر مدینہ منورہ کا روشن ہو جانا

عن أنس رضی اللہ عنہ قال : لما کان الیوم الذی دخل فیہ رسول اللہ ﷺ المدینۃ أضاء من المدینۃ کل شیء ،فلما کان الیوم الذی مات فیہ رسول اللہ ﷺ أظلم من المدینۃ کل شیء وما فرغنا من دفنہ حتی أنکرنا قلوبنا. رواہ أحمدوالترمذي (۹۷)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس روز مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس روز آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی، اور ابھی ہم رسولِ انور ﷺ کی تدفین سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کی (نورانی) کیفیت میں فرق محسوس کیا۔

---

(۹۷) (رواہ أحمد (ج۳ /ص۲۲۱) والترمذی(کتاب الدعوات ،ابواب المناقب رقم ۳٦۱۸) وصححہ)

تشریح: ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ ((أضاء من المدينة كل شيء)) (یعنی جس روز اللہ کے رسول ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس روز مدینہ کی ہر چیز منور ہو گئی) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ نورانیت اور مدینہ کا روشن ہونا محسوس ہوتا تھا۔ اور وفات کے بعد دلوں کی کیفیت بدل جانے سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہمارے تصدیقِ ایمانی میں کچھ کمی آئی بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارا حال بدل گیا رسول اللہ ﷺ کی وفات کی وجہ سے ہم نے اپنے دلوں میں ان انوارِ صفاء اور رقتِ قلبی اور الفت میں کمی محسوس کی وحی کے انقطاع کی وجہ سے اور آپ ﷺ کی صحبت باقی نہ رہنے کی وجہ سے۔(۹۸)

فضیلت نمبر ۳۸، ۴۱، ۴۰، ۳۹

مدینہ منورہ قبۃ الإسلام، ایمان کا گھر، ہجرت کی زمین اور حلال اور حرام کا مرکز ہے

عن أبي هريرة - رضى الله عنه - قال قال رسول الله ﷺ : ((المدينة قبة الإسلام ، ودار الإيمان ، وأرض الهجرة ، ومبوأالحلال والحرام)) . رواه الطبرانى . (۹۹)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں

---

(۹۸) - (أنظر مرقاة المفاتيح شرح مشكاة (۱۰۹/۱۱)

(۹۹) - (المعجم الأوسط (ج ٥ /ص۳۸۰)، وقال الهيثمى وفيه عيسى بن مينا قالون وحديثه حسن وبقية رجاله ثقات مجمع الزوائد (ج۳ /ص۲۹۸)

کہ مدینہ اسلام کا قبہ ہے، اور ایمان کا گھر ہے، اور ہجرت کی سرزمین ہے اور حلال وحرام کا مرکز ہے۔

فضیلت نمبر ۴۳، ۴۲

مدینہ کا حرم ہونا اور نبی کریم ﷺ کا اسکے مُد اور صاع میں برکت کی دعا فرمانا

عن عبد الله بن زيد رضى الله عنه عن النبي ﷺ : أن إبراهيم حرم مكة ودعا لها وحرمت المدينة كما حرم إبراهيم مكة ودعوت لها فى مدها وصاعها مثل ما دعا إبراهيم عليه السلام لمكة . رواه البخاري ومسلم .(۱۰۰)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرم ٹھیرایا، اور اس کے لئے دعا کی، اور میں نے مدینہ کو حرم ٹھیرایا اور ابراہیم علیہ السلام کی طرح اس کے مد اور صاع میں برکت کی دعا کی۔

تشریح: صاع اور مد دو پیمانوں کا نام ہے جن سے ناپ کر خرید و فروخت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اہل مدینہ کی صاع اور مد میں برکت کی دعا فرمائی اور اس دعا کے ثمرات آج تک محسوس ہوتے ہیں۔ اہل مدینہ کے کھانے میں اتنی برکت ہوتی ہے کہ جب کسی کی دعوت کرتے ہیں زیادہ افراد بھی آجائیں تو کھانا سب کے

---

(۱۰۰) - (رواه البخارى كتاب البيوع باب بركة صاع النبى صلى الله عليه وسلم ومده(رقم۲۱۲۹) واللفظ له ومسلم (رقم۱۳٦۰) فى صحيحيهما

لئے کافی ہو جاتا ہے اور بچ بھی جاتا ہے بندہ نے یہ بکثرت دیکھا حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ خلاف توقع کافی مہمانوں کو ساتھ لے آتے تھے اور گھر میں جو کھانا تیار ہوتا تھا بظاہر وہ کھانا ان مہمانوں کی تعداد کے بنسبت بہت کم ہوتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی برکت ہوتی تھی کہ سب سیر ہو کر کھالیا کرتے تھے اور بچ بھی جاتا تھا۔ وللہ الحمد وصلی اللہ علی حبیبہ ومصطفاہ وعلی آلہ وأصحابہ وبارک وسلم

فضیلت نمبر ۴۴

رسول کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی حرمت بیان فرماتے ہوئے اس کے حدودِ اربعہ کی بھی تعیین فرمائی

عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قال : خرجت مع رسول اللہ ﷺ إلی خیبر أخدمہ فلما قدم النبی ﷺ راجعاً وبدا لہ أحدقال : ھذاجبل یحبنا ونحبہ ، ثم أشار بیدہ إلی المدینۃ قال : اللّٰھُمَّ إنی أحرم ما بین لابتیھا کتحریم مکۃ ، اللّٰھُمَّ بارك لنا فی صاعنا ومدنا .

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت کے لئے خیبر کے سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت کے لئے نکلا، جب نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے اور آپ ﷺ کو احد نظر آیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ احد پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے، اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے اپنے

دست مبارک سے مدینہ کی طرف اشارہ فرمایا اور دعا فرمائی: اے اللہ میں اس کے دونوں لابوں کے درمیان کو مکہ کی طرح حرم قرار دیتا ہوں، اے اللہ ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔

وضاحت: صاع اور مد یہ دونوں عرب میں اشیاء کے ناپنے تولنے کے دو برتن ہوتے تھے، اور ان میں برکت سے مراد اہل مدینہ کے رزق میں برکت ہونے کی دعا ہے. واللہ تعالی اعلم

وعن جابررضی الله عنه قال قال النبي ﷺ : إن إبراهيم حرمة مكة وإني حرمت المدينة ما بين لابتيها لا يقطع عضاها ولا يصاد صيدها . رواه مسلم (١٠١)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرم قرار دیا، اور میں مدینہ کے دونوں لابوں کے درمیان کو حرم قرار دیتا ہوں، اس کے (خود رو) درخت کو نہیں کاٹا جائے اور نہ اس کے شکار کو شکار کیا جائے۔

وضاحت: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں مشرقی و مغربی حدود بیان کی گئی ہے اور اگلی حدیث میں جنوبی و شمالی حدود بیان فرمائی ہیں۔

وعن علي رضی الله عنه قال النبي ﷺ المدينة حرم ما بين عير إلى ثور فمن أحدث فيها حدثاً أو آوى محدثاً فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين،لا يقبل الله منه يوم القيامة

---

(١٠١) - (رواه مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة (كتاب رقم ١٣٦٥)

صرفاً ولا عدلاً ..الخ(١٠٢)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ عَیر اور ثَور کے درمیان حرم ہے، پس جس کسی نے اس میں کوئی بدعت جاری کی یا بدعت کرنے والے کو پناہ دی تو اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت میں اللہ اس کا نہ فریضہ قبول فرمائے گا نہ نفل۔

تشریح: مدینہ منورہ میں کسی قسم کی بدعت جاری کرنا یا بدعتی کو پناہ دینا بہت خطر ناک ہے جیسا کہ حدیث شریف سے معلوم ہوا اور اس حدیث میں جو وعید آئی ہے وہ ظالم کیلئے بھی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں بعض اہل علم کا قول نقل کرتے ہوئے کہ حدث سے مراد ظلم ہے، علی ما قیل، اسلئے مدینہ طیبہ میں کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہونے پائے بڑی احتیاط سے یہاں سکونت اختیار کی جائے اور تمام آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔

فضیلت نمبر ۴۵،۴۶

مدینہ منورہ کے درخت کاٹنے کی ممانعت، اور اس کے شکار کی حرمت

عن سعد بن أبي وقاص ضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ((إني أحرم ما بين لابتى المدينة أن يقطع عضاها أو يقتل

---

(١٠٢) - (رواه البخارى (كتاب فضائل المد ينة رقم(١٨٧٠) ومسلم (رقم١٣٧٠) باب تحريم تولى العتيق غير موالیہ) واللفظ له

صيدها. رواه مسلم (١٠٣)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے مدینہ کے دونوں حرّوں کے درمیان کی جھاڑیاں کاٹنے کو اور شکار کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

تشریح: سابقہ چاروں احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کو بھی حرم قرار دیا ہے، اور مدینہ منورہ کے مُد اور صاع میں برکت کی دعا فرمائی ہے، بلکہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ کے لئے مکہ مکرمہ کی برکت پر مزید دوگنی برکت کی دعا فرمائی جیسا کہ گزشتہ احادیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس برکت کو اہل مدینہ خوب محسوس کرتے ہیں۔

فضیلت نمبر ۴۷، ۴۸

مدینہ منورہ برے آدمی کو نکال دیتا ہے اور اچھے آدمی کو نکھار دیتا ہے

عن جابر رضي الله عنه جاء أعرابي إلى النبي ﷺ فبايعه على الإسلام فجاء من الغد محموماً فقال : أقلني فأبى ثلاث مرار فقال : ((المدينة كالكير تنفى خبثها وينصع طيبها)) . رواه البخاري ومسلم(١٠٤)

---

(١٠٣)- (رواه مسلم كتاب الحج،باب فضل المدينةودعا(رقم ١٣٦٦)

(١٠٤) - (رواه البخارى كتاب فضائل مدينه ،باب المدينة تنفى الخبث(كتاب رقم٧٢١٦) ومسلم كتاب الحج باب المدينة تنفى شرارها(باب رقم١٣٨٣)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا پھر وہ دوسرے دن آیا بخار کی حالت میں اور کہنے لگا کہ میری بیعت توڑ دیجئے اس نے تین مرتبہ اصرار کرکے کہا نبی اکرم ﷺ نے بیعت توڑنے سے اس کو منع فرمایا (اسکے نہ ماننے پر) ارشاد فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے یہ برے کو نکال دیتا ہے اور اچھے کو خالص کر دیتا ہے یعنی نکھار دیتا ہے۔

وفي رواية له: ((ألا إن المدينة كالكير تخرج الخبيث ، لا تقومالساعة حتى تنفى المدينة شرارها كما ينفى الكير خبث الحديد)) رواه مسلم(١٠٥)

ترجمہ: ایک روایت میں ہے کہ خبر دار! مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو خبیث کو نکال دیتا ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک مدینہ برے آدمی کو نہ نکال دے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ (میل کچیل) کو ختم کر دیتی ہے۔

وعن زيد بن ثابت رضى الله عنه يقول : لما خرج النبى ﷺ إلى أحد رجع ناس من أصحابه فقالت فرقة نقتلهم وقالت فرقة لا نقتلهم فنزلت : ﴿ فَمَا لَكُمْ فِي ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِئَتَيْنِ ﴾ الآية. وقال النبى ﷺ إنها تنفى الرجال كما تنفى النار خبث الحديد . رواه البخارى (١٠٦)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ

---

(١٠٥) - (صحيح مسلم كتاب الحج (باب رقم ١٣٨١)

(١٠٦) - صحيح بخاري كتاب فضائل المدينة (باب المدينةتنفى الخبث رقم ١٨٨٤)

غزوۂ احد کے موقع پر مدینہ سے باہر نکلے تو کچھ لوگ (منافقین) واپس آ گئے، اس پر صحابہ کی ایک جماعت نے کہا کہ ہم ان (منافقین) کو قتل کر دیں گے، صحابہ کی دوسری جماعت نے کہا ان کو قتل نہ کریں، اس پر قرآن پاک کی آیت: ﴿ فَمَا لَكُمْ فِي ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِئَتَيْنِ ﴾ نازل ہوئی، اس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مدینہ (خود ہی) برے لوگوں کو نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ (میل) کو دور کر دیتی ہے۔

فضیلت نمبر ۴۹

مدینہ منورہ کی سکونت اختیار کرنا دنیا کے سبز و شاداب شہروں میں رہنے سے بہتر ہے

عن سفيان بن أبي زهير رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ تفتح الشام فيخرج من المدينة قوم بأهليهم يبسون والمدينة خير لهم لوكانوا يعلمون ، ثم تفتح اليمن فيخرج من المدينة قوم بأهليهم يبسون والمدينة خير لهم لوكانوا يعلمون ثم تفتح العراق فيخرج من المدينة قوم بأهليهم يبسون والمدينة خير لهم لو كانوا يعلمون .رواه البخارى ومسلم (١٠٧)

ترجمہ: حضرت سفیان بن ابوزہیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شام فتح ہو گا، تو مدینہ سے کچھ لوگ اپنے اہل و عیال کو لے کر اور اپنے جانوروں کا ہانکتے ہوئے نکل کر چلے جائیں گے، کاش وہ جانتے کہ

(١٠٧) - (صحيح البخارى (كتاب الحج باب فضل المدينة رقم١٣٨٩)،

ان کے لئے مدینہ بہتر تھا، پھر جب یمن فتح ہو گا تو پھر کچھ لوگ اپنے اہل خانہ کو لے کر اور اپنے جانوروں کو ہانکتے ہوئے مدینہ سے نکل جائیں گے، جبکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا کاش وہ اس بات کو سمجھتے، اس کے بعد عراق فتح ہو گا، تو پھر کچھ لوگ ہوں گے جو اپنے گھر والوں کو لے کر اور اپنے جانوروں کو ہانکتے ہوئے مدینہ سے نکل جائیں گے، جبکہ ان کے لئے مدینہ بہتر جگہ تھی کاش وہ اس بات کو جانتے

تشریح: اس حدیث میں شام، یمن اور عراق کے فتح ہونے کی بشارت دی گئی، حافظ ابن عبدالبر σ نے لکھا ہے کہ یمن کا عہد نبوی ﷺ اور عہد صدیقی میں فتح کا ترتیب وار بیان گویا نبوت کے اہم دلائل میں سے ہے اس لئے کہ ان ممالک کی فتوحات اسی ترتیب سے واقع ہوئیں جس طرح نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمائی۔ نیز حدیث میں بیان کی گئی ایک دوسری دلیل نبوت یہ ہے کہ بالکل ویسا ہی ہوا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا چنانچہ بعض لوگ ان ممالک میں خوشحالی اور آسودگی دیکھ کر مدینہ چھوڑ کر چلے گئے اور اگر وہ مدینہ کی سکونت پر صبر کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔

فضیلت نمبر ۵۰

مدینہ منورہ سے جو بے رغبت ہو کر نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس سے بہتر آدمی کو مدینہ منورہ میں آباد فرمادے گا

وعن أبي هريرة رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: يأتي على الناس زمان يدعو الرجل ابن عمه وقريبه هلم إلى الرخاء

هلم إلى الرخاء والمدينة خير لهم لو كانوا يعلمون ، والذى نفسى بيده لا يخرج منهم أحد رغبة عنها إلا أخلف الله فيها خيراً منه ، ألا إن المدينة كالكير تخرج الخبيث ، لا تقوم الساعة حتى تنفي المدينة شرارها كما ينفي الكير خبث الحديد . (رواه مسلم :كتاب الحج (باب المدينة كنفى شرارها رقم (١٣٨٥)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ دوسرے شہروں کی ثروت وخوشحالی دیکھ کر اپنے رشتہ داروں کو (مدینہ سے) وہاں بلالیں گے، حالانکہ ان کے لئے مدینہ کا قیام بہتر ہوگا کاش وہ اس کو جانتے، اللہ کی قسم جو شخص مدینہ کے قیام سے اعراض کرکے (یعنی بددل ہوکر) نکلے گا اللہ پاک اس کا نعم البدل ان کے لئے یہاں تجویز فرمائے گا۔ بے شک مدینہ بھٹی کی طرح ہے یہ برے کو دور کردے گا، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بُروں کو یہ نکال نہ دے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ (میل) کو دور کردیتی ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ قیامت سے پہلے برے لوگوں کو نکال پھینکے گا اس میں صرف اچھے ہی لوگ رہ جائیں گے یہ بات تو حدیث شریف سے واضح معلوم ہوگئی۔ اور اس حدیث کو سامنے رکھ کر یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے (واللہ اعلم) کہ جو شری آدمی تھا اور وہ مدینہ میں مرگیا اور بقیع شریف میں دفن کردیا گیا تو اس کو بھی دفن کرنے کے بعد بقیع شریف سے نکال دیا جاتا ہو. (واللہ اعلم بالصواب)

فضیلت نمبر ۵۱

آخر زمانہ میں بُرے لوگوں کو نکالنے کیلئے مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئیگا اور ہر کافر و منافق یہاں سے نکل کر بھاگ جائیگا

عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ليس من بلد إلاسيطؤه الدجال إلا مكة والمدينة ليس له من نقابها نقب إلاعليه الملائكة صافين يحرسونهاثم ترجف المدينة بأهلها ثلاث رجفات فيخرج الله كل كافر ومنافق . رواه البخاری (۱۰۸)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی انور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں ہو گا جہاں دجال نہ گذرے، ان دونوں شہروں (مکہ و مدینہ) پر فرشتے ان کی حفاظت کیلئے مقرر ہیں، پھر مدینہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا پس اللہ ہر کافر اور منافق کو نکال دے گا۔

فضیلت نمبر ۵۲، ۵۳

مدینہ منورہ میں نہ دجال داخل ہو گا اور نہ طاعون پھیلے گا

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : ((على أنقاب المدينة ملائكة لا يدخلها الطاعون ولاالدجال)) .

---

(۱۰۸) - صحيح البخاري كتاب فضائل المدينة، باب لايدخل الدجال الجنة (رقم ۱۸۸۱)

متفق عليه .(١٠٩)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کے پہاڑی راستوں پر فرشتے حفاظت کیلئے مقرر ہیں، جن کی وجہ سے نہ تو طاعون مدینہ میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ دجال داخل ہو سکے گا۔

وعن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال :المدينة يأ تيها الدجال فيجد الملائكة يحرسونها فلا يقربها الدجال. قال : ولا الطاعون إن شاء الله . رواه البخاري (١١٠)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دجال مدینہ کی طرف آئے گا لیکن وہاں فرشتوں کو حفاظت پر مامور پاکر مدینہ کے اندر نہیں آسکے گا، اور ان شاء اللہ طاعون بھی نہیں آسکے گا۔

فضیلت نمبر ۵۴

مدینہ منورہ میں دجال کا رعب بھی داخل نہیں ہو گا

عن أبي بكرة -رضي الله عنه - عن النبي ﷺ قال: لا يدخل المدينة رعب المسيح الدجال لها يومئذ سبعة أبواب على كل باب ملكان .رواه البخاري (١١١)

ترجمہ: حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کا ارشاد منقول

---

(١٠٩) - (صحيح بخاری كتاب فضائل المدينة،باب لا يدخل الدجال الجنة (رقم١٨٨٠)، مسلم كتاب الحج ،باب صيانة المدينةمن دخول الطاعون والدجال اليها(رقم ١٣٧٩)

(١١٠) - (بخاری باب رقم ٧٤٧٣ كتاب الفتن،باب لا يدخل الدجال المدينة)

(١١١) - (بخاري:كتاب فضائل المدينه(باب لا يدخل الدجال المدينه رقم ١٨٧٩)

ہے کہ مدینہ میں کانے دجال کا رعب داخل نہیں ہو گا، دجال کے فتنہ کے وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر دو فرشتے حفاظت کے لئے مقرر ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کا قیام کتنی بڑی نعمت ہے کہ اہل مدینہ دجال کے فتنے سے محفوظ رھیں گے، یہ دجال کا فتنہ اتنا خطرناک ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے، ایسے خطرناک فتنے سے اہل مدینہ محفوظ رہیں گے اور انکے قلوب مطمئن رہیں گے کیونکہ دجال کا رعب بھی مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہو گا لہذا خود بھی مدینہ منورہ میں مستقل رہائش کی کوشش کرنی چاہیئے اور اپنی آل اولاد کو یہاں بسانا چاہیئے۔ لیکن تقوی کے ساتھ یہاں رہنا ضروری ہے، تقوی اختیار کرنا تو ہر جگہ ضروری ہے لیکن حرمین شریفین میں تقوی اختیار کرنا تو اور زیادہ ضروری ہے، یہاں رہنے کے بڑے آداب ہیں انکو ملحوظ رکھا جائے، ہر عمل سنت کے مطابق ہو کوئی عمل خلاف سنت نہ ہو۔ واللہ ولی التوفیق.

فضیلت نمبر ۵۵، ۵۶

مدینہ منورہ سے ایک ایسا شخص نکلے گا جو افضل لوگوں میں سے ہو گا، اور اسکی شہادت اللہ کے نزدیک بہت عظیم ہو گی، اور لوگوں کو کانے دجال سے ڈرائے گا

عن أبی سعید الخدري رضي الله عنه قال حدثنا رسول الله ﷺ یوماً حدیثاً طویلاً عن الدجال فکان فیما حدثنا قال یأتی وھو محرم علیه أن یدخل نقاب المدینة فینتھی إلی بعض

السباخ التى تلى المدينة فيخرج إليه يومئذ رجل هو خير الناس أو من خير الناس فيقول له أشهد أنك الدجال الذى حدثنا رسول الله ﷺ حديثه فيقول الدجال أرأيتم إن قتلت هذا ثم أحييته أتشكون فى الأمر فيقولون لا . قال : فيقتله ثم يحييه فيقول حين يحييه والله ماكنت فيك قط أشد بصيرة منى الآن ، قال فيريد الدجال أن يقتله فلا يسلط عليه . قال أبو إسحاق يقال إن هذا الرجل هو الخضر عليه السلام .(١١٢)
(رواه مسلم)وفى رواية له : فقال رسول الله ﷺ : ((هذ ا أعظم الناس شهادة عند رب العالمين)) . رواه مسلم(١١٣)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کے بارے میں لمبی حدیث بیان فرمائی، اس حدیث کا ایک حصہ یہ ہے کہ دجال (مدینہ کی طرف) آئے گا اور اس پر یہ بات حرام کر دی گئی ہے کہ مدینہ میں داخل ہو، پس وہ مدینہ کے قریب ایسی زمین پر پہنچے گا جو سرخی کی طرف مائل ہے، سو اس کی طرف اس دن ایسا شخص نکلے گا جو افضل لوگوں میں سے ہو گا اور اس سے کہے گا کہ بے شک تو دجّال ہے جس کے بارے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان فرمائی تھی، تو دجال لوگوں سے کہے گا کہ تم بتاؤ کہ اگر میں اس کو قتل کر دوں اور پھر اس کو زندہ کر دوں تو کیا تم میرے بارے میں شک کرو گے، تو لوگ کہیں گے کہ نہیں، پھر دجال اس شخص کو قتل کر دے گا اور پھر

---

(١١٢) - (رواه مسلم : كتاب الفتن واشراط الساعة ،باب فى صفة الدجال (رقم ٢٩٣٩)

(١١٣)- (صحيح مسلم الكتاب والباب السابقان)

زندہ کرے گا، تو اس وقت یہ شخص کہے گا کہ اللہ کی قسم اب تو مجھے تیرے بارے میں اور زیادہ بصیرت حاصل ہوگئی (کہ تو دجال ہے)، پھر دجال اسے قتل کرنا چاہے گا تو نہیں کرسکے گا، ابو اسحاق σ کا بیان ہے کہ کہا جاتا ہے کہ یہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔ مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص رب العالمین کے نزدیک سب سے عظیم شہادت والا ہو گا۔

وضاحت: حدیث شریف میں یہ جو فرمایا اس کی طرف (یعنی دجال کی طرف) ایسا شخص نکلے گا جو افضل لوگوں میں سے ہو گا اس حدیث شریف کے سیاق سے یہ ظاہر ہو رہا ہے یہ شخص مدینہ منورہ سے نکلے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فضیلت نمبر ۵۷، ۵۸

مدینہ منورہ کا اُحد پہاڑ آنحضرت ﷺ سے محبت کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں

عن أبي حميد رضى الله عنه قال أقبلنا مع النبي ﷺ من غزوة تبوك حتى إذا أشرفنا على المدينة قال: هذه طابة ، وهذا أحدجبل يحبنا ونحبه . رواه البخارى . (١١٤)

---

(١١٤) - (صحيح البخاري:كتاب المغازى، باب نزول النبى صلى الله عليه وسلم الحجر رقم (٧٤٧٣)

ترجمہ: حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ لوٹ کر آرہے تھے، جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ طابہ ہے یہ جبل احد ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

فضیلت نمبر ۵۹

نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری پر احد پہاڑ کا خوشی میں جنبش کرنا

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: صعد النبيﷺ أُحداً ومعه أبو بكر وعمر وعثمان فرجف بهم فضربه برجله وقال: أثبت يا أحد فما عليك إلا نبي أو صديق أو شهيدان . رواه البخاری (۱۱۵)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ احد پہاڑ کے اوپر تشریف لے گئے، اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم بھی تھے، تو احد پہاڑ نے جنبش کی، آپ ﷺ نے پہاڑ پر اپنا پاؤں مبارک مار کر فرمایا کہ ٹھیر جا تیرے اوپر (اس وقت) ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری شریف)

فائدہ: یہ حدیث نبیٔ اکرم ﷺ کے دلائل نبوت میں سے ہے کہ جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا کہ ان دونوں حضرات یعنی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے جامِ شہادت نوش کیا۔

---

(۱۱۵) - (صحيح البخاري كتاب المناقب باب مناقب عمربن الخطاب رقم (٣٤٨٣)

وعن سهل بن سعدرضی الله عنه قال ارتج أحد وعليه النبي ﷺ وأبوبكر وعمر وعثمان فقال النبی ﷺ : أثبت أحد ما عليك إلا نبي و صديق و شهيدان. رواه أحمدوأبو يعلى (١١٦)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد زور سے جنبش کرنے لگا جبکہ اس پر نبیٔ اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے ، سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیر جا اے احد ! کیونکہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

فائدہ: احد پہاڑ کا جنبش کرنا رسول اکرم ﷺ سے محبت ظاہر کرنے کے لئے تھا، یعنی جبل اتنا خوش ہوا کہ خوشی میں ہلنے لگا، اور کیوں نہ خوش ہوتا اس پر تو اللہ تعالی کے سب سے پیارے نبی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ تشریف لائے ہیں، اس کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی، اور جب آنحضرت ﷺ نے اس پر اپنا قدم مبارک مار کر فرمایا کہ ٹھیر جا تو وہ فوراً ٹھیر گیا، یہ اس کا ٹھیر جانا تعمیل حکم میں تھا، طاعت میں تھا، فرماں برداری میں تھا، انسانوں کو بھی اس سے سبق سیکھ لینا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت اور طاعت میں کوئی کسر نہ رکھیں۔ محبت وطاعت میں تلازم ہے ،رسول اللہ ﷺ سے صحیح معنی میں محبت کرنے والا آنحضرت ﷺ کا مطیع بھی ہوتا ہے۔

فضیلت نمبر ٦٠

---

(١١٦) - (رواه أحمد (٥ /٣٣١) وأبو يعلى(٦ / ٤٩١) ورجاله رجال الصحيح كما فى مجمع الزوائد، وصححه ابن حبان (٨ /١٤٤)

رسول اللہ ﷺ کا شہداء احد کی زیارت فرمانا

عن عقبة بن عامر رضى الله عنه أن النبى ﷺ خرج يوماً فصلى على أهل أحد صلاته على الميت ثم انصرف إلى المنبر فقال :" إنى فرط لكم وأنا شهيد عليكم وإني والله لأنظر إلى حوضى الآن وإني أعطيت مفاتيح خزائن الأرض أو مفاتيح الأرض وإني والله ما أخاف عليكم أن تشركوا بعدى ولكن أخاف عليكم أن تنافسوا فيها (أى فى الدنيا).رواه البخاري(١١٧)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور اُحد کے شہداء پر اس طرح نماز جنازہ پڑھی جس طرح نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے پھر آپ ﷺ منبر کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں، مجھے تمہارے بارے میں میرے بعد شرک میں ابتلاء کا ڈر نہیں لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا داری میں منہمک ہو جاؤ گے، اور اس میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کروگے۔(بخاری شریف)

فضیلت نمبر ٦١

سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد گھر جانے

(١١٧)۔ (رواه البخارى رقم (١٣٤٤) كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد)

سے پہلے مسجد نبوی شریف میں دو رکعت ادا کرنا

عن مسلم بن اسلم أخي بني الحارث بن الخزرج قال : قال لنا رسول الله ﷺ : من هبط منكم إلى هذه القرية فلا يرجعنَّ إلى أهله حتى يركع ركعتين فى هذا المسجد ثم يرجع إلى أهله .

رواه الطبرانى (١١٨)

ترجمہ: حضرت مسلم بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ تم میں سے جو اس بستی میں جائے سو ہر گز نہ لوٹے اپنے گھر والوں طرف، جب تک کہ دو رکعت نہ پڑھ لے اس مسجد (مسجد نبوی شریف) میں پھر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے۔ (طبرانی شریف)

فائدہ: ((فی هذا المسجد)) سے مراد بظاہر مسجد نبوی شریف ہے۔

فضیلت نمبر ٦٢

اہل مدینہ کے ساتھ برائی کرنے والوں کے لئے سخت وعیدوں کا بیان

عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال: سمعت النبى ﷺ يقول : لا يكيد أهل المدينة أحد إلا انماع كما ينماع الملح

---

(١١٨) - (رواه الطبرانى فى الكبير (١٩ /٤٣٥ رقم : ١٠٥٥) ، وأبو نعيم وإسناده حسن)

فی الماء . (١١٩)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی بھی مدینہ والوں کے ساتھ مکر کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔وفی لفظ عنده : ولا يريد أحد أهل المدينة بسوء إلا أذابه الله في النار ذوب الرصاص أو ذوب الملح فی الماء .

اور بخاری کی دوسری روایت میں یوں بھی ہے کہ جو کوئی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کرے گا اللہ تعالی اس کو آگ میں ایسا پگھلا دے گا جیسا سیسہ آگ میں پگھل جاتا ہے یا نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔وفی رواية مسلم : من أراد أهل المدينةبسوء أذابه الله كما يذوب الملح فی الماء . (١٢٠)

❁❁❁

فضیلت نمبر ٦٣

اہل مدینہ کا مقام کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا گویا اس نے نبی کریم ﷺ کے دل کو ڈرایا

وعن جابر بن عبد الله رضی الله عنه : قال سمعت رسول الله ﷺ يقول : ((من أخاف أهل المدينة فقد أخاف مابين

---

(١١٩) - (رواه البخاری :كتاب الحج باب فضائل المدينة (رقم١٨٨٧)

(١٢٠)- (صحيح مسلم : كتاب الحج باب من آراد باهل المدينة بسوء اذابه الله(رقم ١٤٨٧)

جني))رواه الإمام أحمد بإسناد صحيح (١٢١)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سنا ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا تو اس نے اس کو ڈرایا جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں ہے، (یعنی میرے دل کو ڈرایا)۔

فضیلت نمبر ٦٤

مدینہ طیبہ میں سب سے بڑے عالم ہونے کی بشارت

عن أبي هريرة - رضى الله عنه - قال : قال رسول الله ﷺ : ((يوشك الناس أن يضربوا أكباد الإبل فلا يجدون عالماً أعلم من عالم المدينة)) . رواه احمدوالترمذي والحاكم (١٢٢)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ عنقریب لوگ اونٹوں کے ذریعہ دور دراز کا سفر کر کے آئیں گے سو ان کو مدینہ کے عالم سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں ملے گا۔

تشریح: وہ بڑا عالم جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ یہ فرمان عالی ہے اس سے کون مراد ہے اس کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں وقد روى عن ابن عيينة أنه قال فى هذا سئل من عالم المدينة فقال : إنه مالك بن أنس ، وقال إسحاق بن موسى سمعت ابن عيينة

---

(١٢١) - (مسند أحمد/مسند جابر بن عبد الله رقم ١٤٨٦٠، مصنف ابن أبي شيبة رقم/٢٣٤٢٧)

(١٢٢) - (رواه الإمام أحمد (٢ /٢٩٩)، والترمذى (٢ /٦٨٠)، وقال : هذا حديث حسن ، والحاكم(١ /٩٠) وصححه ووافقه الذهبى)

يقول : هو العمرى الزاهد واسمه عبد العزيز بن عبد الله ، وسمعت يحيي بن موسى يقول: قال عبد الرزاق هو مالك بن أنس والعمرى عبد العزيز بن عبد الله من ولد عمر بن الخطاب رضى الله عنه .

ترجمہ: اب یہ مدینہ کے عالم کون ہیں جن کے بارے میں اس حدیث شریف میں خوشخبری دی گئی ہے ؟ امام ترمذی نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عیینہ نے فرمایا کہ یہ امام مالک بن انس ہیں، اور حضرت اسحاق بن موسیٰ کا بیان ہے کہ ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ وہ حضرت عبد العزیز بن محمد بن عمری زاہد ہیں، اور حضرت یحیی بن موسیٰ امام عبد الرّزاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور عبد العزیز بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں دونوں ہیں۔

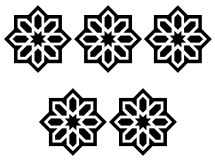

فضیلت نمبر ٦٥

مدینہ منورہ محفوظ قلعہ ہے

عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه أن رسو ل الله ﷺ قال : ((رأيت كأنى فى درع حصينة ، ورأيت بقراً منحرة ، فأولت

أن الدرع الحصينة المدينة، وأن البقرة نفر والله خير)) .
رواه الامام احمد .(١٢٣)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں نے دیکھا کہ میں ایک مضبوط قلعہ میں ہوں، اور میں نے ذبح شدہ گائے دیکھی، تو میں نے مضبوط قلعہ کی تعبیر مدینہ کر دی، اور بقر سے مراد جماعت ہے، اور اللہ بہتر ہی فرمانے والے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے کئی باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ مدینہ منورہ محفوظ قلعہ ہے، یعنی اسمیں رہنا فتنوں سے، تکالیف سے محفوظ رہنے کا باعث ہے۔ دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مذبوحہ گائے دیکھی اس میں اس جانب اشارہ تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنھم کی ایک جماعت اس غزوہ (یعنی غزوۂ احد) میں مقتول ہو گی یعنی جام شہادت نوش کرے گی، اور یہ جو فرمایا کہ "واللہ خیر،، اس میں اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ مؤمن کیلئے ہر حال میں بہتر ہی کا فیصلہ ہوتا ہے، اگر جہاد سے صحیح سالم واپس آگیا تو اجر و غنیمت لے کر واپس آتا ہے، اور اگر جام شہادت نوش کر لیا تو شہید کیلئے جو فضیلتیں ہیں، وہ اتنی عظیم ہیں کہ ہر ایمان والے کو اس پر رشک ہوتا ہے، اور یہ بھی اس کیلئے بڑی کامیابی اور خیر ہے۔

فضیلت نمبر ٦٦

آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے

(١٢٣) - (مسند الإمام أحمد (٣ /٣٥١) باسناد صحيح)

مدینہ منورہ کی طرف لوگوں کے قلوب کا کھنچنا

عن جابررضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یوماً ونظر إلی الشام فقال : اللّٰھُمَّ أقبل بقلوبھم ونظر إلی العراق فقال نحو ذلك ، ونظرقبل کل أفق ففعل ذلك ، وقال اللّٰھُمَّ ارزقنامن ثمرات الأرض وبارک لنافی مدناوصاعنا . رواہ احمد(١٢٤)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دن سنا اور اس وقت آپ ﷺ (ملک) شام کی طرف نظر فرما رہے تھے۔: اے اللہ اہل شام کے قلوب متوجہ فرما دیجئے، پھر ملک عراق کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے اللہ ان کے دل متوجہ فرمادیجئے، پھر ہر طرف دیکھ کر یہی ارشاد فرمایا، پھر فرمایا: اے اللہ زمین کے پھلوں میں ہمارے لئے برکت عطا فرمایئے اور ہمارے مُدّ اور صاع میں برکت عطا فرمایئے۔

تشریح: یہ آنحضرت ﷺ کی دعا کے ثمرات وبرکات ہیں کہ ہر مسلمان کا دل مدینہ منورہ کی طرف کھنچتا ہے، اور مدینہ منورہ کا نام سن کر بے چین ہو جاتا ہے، اور مدینہ منورہ سے اور اہل مدینہ سے والہانہ محبت کا ہونا یہ دعا نبوی کے ثمرات ہیں۔

فضیلت نمبر ٦٨،٦٧

آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے مدینہ منورہ کی

(١٢٤) - (رواہ الإمام أحمد (٣ /٣٤٢)، والبزار(٢ /٥١)بإسناد حسن والبخاری فی الأدب المفرد (٢٨٢)

آب وہوا خوب عمدہ ہوگئی اور اس کا بخار جحفہ منتقل ہوگیا

عن عائشة رضى الله عنها أنه قالت : لما قدم رسول الله ﷺ المدينة وعك أبو بكر وبلال رضى الله عنهما قالت دخلت عليهما قلت : يا أبت كيف تجدك؟ ويا بلال كيف تجدك ، قالت وكان أبو بكر إذا أخذته الحمى يقول:كل امرئ مصبح في أهله والموت أدنى من شراك نعله وكان بلال إذا أقلعت عنه يقول : ألا ليت شعرى هل أبيتن ليلة بواد وحولي إذخر وجليل وهل أردن يوماً مياه مجنة وهل تبدون لي شامة وطفيل قالت عائشة رضى الله عنها فجئت إلى رسول الله ﷺ فأخبرته ، فقال: اللّٰهُمَّ حبب إلينا المدينة كحبنا مكة أو أشد ، اللّٰهُمَّ وصححها وبارك لنا في مدها وصاعها وانقل حماها فاجعلها بالجحفة. رواه البخارى (١٢٥)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو تیز بخار آگیا، فرماتی ہیں کہ میں ان دونوں حضرات کے پاس آئی اور پوچھا: ابا جان آپ کا کیا حال ہے؟ اور اے بلال آپ کا کیا حال ہے؟ فرماتی ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بخار چڑھتا تھا تو یہ (شعر) پڑھتے تھے:

كل امرئ مصبح في أهله والموت أدنى من شراك نعله

---

(١٢٥)- (صحيح البخارى :كتاب المناقب،باب مقدم النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه المدينة (رقم٦٣٧٢)

ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح بخیر کہا جاتا ہے۔
حالانکہ موت اسکے جوتے کے تسمہ سے بھی زیاد قریب ہے۔
یعنی ہر شخص کو صبح کے وقت دوسرے لوگ صبح بخیر کی دعا دیتے ہیں لیکن موت کا کسی کو پتہ نہیں کب آ کھڑی ہو اور وہ (موت) انسان سے اتنے قریب ہے کہ اس کے جوتے کا تسمہ بھی قدم سے اتنا قریب نہیں۔ اور حضرت بلال کو جب بخار سے افاقہ ہوتا تھا تو مکہ مکرمہ کو یاد کر کے یوں شعر پڑھتے:

ألا ليت شعرى هل أبيتن ليلة
کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ کیا میں کوئی رات گزار سکوں گا

بواد وحولي إذخر وجليل
وادی (مکہ) میں اس حال میں کہ اذخر اور جلیل گھاس میرے ارد گرد ہو

وهل أردن يوماً مياه مجنة
اور کیا میں پہنچ سکوں گا مقام مجنہ کے پانیوں پر

وهل تبدون لي شامة وطفيل
اور کیا مجھے "شامہ" اور "طفیل" (پہاڑیاں کبھی) نظر آئیں گی؟

یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حرم مکہ کی یاد بہت زیادہ آتی تھی، کیونکہ مکہ مکرمہ کی آب وہوا بڑی صحت افزا تھی جبکہ مدینہ منورہ اسوقت تک وباء زدہ تھا۔
(مجنہ مکہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، جہاں عرب کا مشہور بازار موسم حج میں لگتا تھا، اور وہاں پانی کا قدرتی ذخیرہ بھی تھا، شامہ اور طفیل مکہ مکرمہ کی دو پہاڑیوں کے نام ہیں)۔
شراح نے لکھا ہے کہ یہ دونوں مکہ سے تیس میل دور پہاڑ ہیں اور بعض حضرات کا

قول یہ دونوں پہاڑ مقام "مجنہ" کے قریب ہیں۔علامہ خطابی نے فرمایا ہے کہ "میں بھی یہی سمجھتا رہا کہ یہ دونوں پہاڑ ہیں، پھر وہاں سے میرا گذر ہوا تو پتہ چلا کہ یہ دونوں پانی کے چشمے ہیں، لیکن علامہ زرقانی نے فرمایا ہے کہ دونوں باتیں اس طرح جمع ہوتی ہیں کہ پہاڑوں میں یا پہاڑوں کے قریب دو چشمے ہوں، لہذا جس نے پہاڑ بتایا اس کی بات بھی ٹھیک ہوئی اور جس نے کہا چشمے ہیں، اس کی بات بھی درست ہوئی۔ واللہ اعلم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سب عرض کیا، تو پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اے اللہ! آپ مدینہ کو ہمارے لئے اتنا ہی محبوب بنا دیجئے جتنا کہ مکہ مکرمہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دیجئے، اور اے اللہ! اس (مدینہ) کو صحت والی سرزمین بنا دیجئے، اور اس کے مد اور صاع میں ہمارے لئے برکت عطا فرما دیجئے، اور اس کے بخار کو مقام جحفہ میں منتقل فرما دیجئے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی دعا قبول فرمائی، اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہو گئی اس کی ہوا اور اس کی مٹی میں شفا ہے، اس کی بھینی بھینی ہوا کے اثر سے معلوم ہوتا ہے جیسے دل پر شبنم کے پُر بہار قطرے گر رہے ہوں، اُس کی گلیوں میں عجیب کیفیت ہے، اور در و دیوار میں عجیب بہار ہے، آپ ﷺ کی دعاء کے بعد مدینہ منورہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایسا ہی محبوب ہو گیا جیسا کہ مکہ معظمہ تھا، بلکہ اس سے بھی زیادہ محبت ہو گئی، اور صاع اور مد مدینہ کے دو پیمانوں کے نام تھے، جن سے ناپ کر خرید و فروخت کرتے تھے، اور ابھی بھی اسی نام سے دو پیمانے معروف ہیں، جحفہ، رابغ کے قریب ایک

بستی تھی، اس زمانہ میں وہاں یہودی رہتے تھے، اس لئے مدینہ منورہ کے بخار کو وہاں بھیجنے کی دعاء فرمائی، مدینہ کی آب وہوا تو عمدہ ہوگئی اور جحفہ ایسا اجڑا کہ اجڑ ہی گیا اور آج تک اجاڑ ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ بال بکھرے ہوئے ایک سیاہ عورت مدینہ منورہ سے مہیعہ میں داخل ہوگئی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تعبیر دی کہ مدینہ کی وباء منتقل ہو کر مہیعہ میں چلی گئی، مہیعہ جحفہ کا دوسرا نام ہے، مدینہ منورہ میں جو آجکل کسی کو بخار آجاتا ہے یہ آب وہوا کی خرابی کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ وبائی بخار ہے، بلکہ بخار کے جو دوسرے طبعی اسباب ہیں ان کی وجہ سے بخار آتا ہے، اور بخار مومن کے لئے گناہوں کا کفارہ ہے، اس سے خوب گناہ معاف ہوتے ہیں۔

فضیلت نمبر ٦٩

مدینہ منورہ سے یہود کا اخراج

عن ابن عمر رضی الله عنهما أن يهود بني النضير وقريظة حاربوا رسول الله ﷺ فأجلى رسول الله ﷺ بني النضير وأقر قريظة ومنَّ عليهم ، حتى حاربت قريظة بعد ذلك ، فقتل رجالهم وقسم نسائهم وأولادهم وأموالهم بين المسلمين إلا أن بعضهم لحقوا برسول الله ﷺ فآمنهم وأسلموا وأجلى رسول الله ﷺ يهود المدينة كلهم بني قينقاع وهم قوم عبد الله بن سلام ويهود بني حارثة وكل يهودي كان بالمدينة . (صحيح مسلم حديث نمبر ١٨٢٩) ، كتاب الجهاد والسير،باب اجلاء اليهود من الحجاز)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہود بنو نضیر اور

یہود بنو قریظہ نے نبی اکرم ﷺ سے لڑائی رکھی، تو آپ ﷺ نے بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا، اور بنو قریظہ کو اپنی جگہ پر رہنے دیا اور ان پر احسان فرمایا، پھر اس کے بعد بنو قریظہ نے (مسلمانوں سے) جنگ کی ٹھانی تو آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور اموال کو مسلمانوں میں مال غنیمت کے طور پر تقسیم فرمادیا، البتہ کچھ افراد ان کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگئے، تو آپ ﷺ نے ان کو امان دی، اور تحفظ دیا، اور رسول اللہ ﷺ نے یہودِ مدینہ یعنی عبد اللہ بن سلام کی قوم بنو قینقاع اور یہود بنو حارثہ اور تمام یہودیوں کو مدینہ سے نکال دیا۔

فضیلت نمبر ۷۰

رسول اللہ ﷺ کا مدینہ منورہ کے در و دیوار کو دیکھ کر شدتِ اشتیاق سے سواری تیز فرمالینا

عن أنس رضی الله عنه أن النبي ﷺ كان إذا قدم من سفر فنظر إلى جدرات المدينة أوضع راحلته وإن كان على دابة حركها من حبها . صحيح البخاری: (رقم١٨٨٦)، كتاب فضائل المدينة باب بلاترجمة الباب .

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی سفر سے واپس مدینہ تشریف لاتے تھے تو جیسے ہی آپ ﷺ کی نظر مدینہ کے در ودیوار پر پڑتی تھی تو آپ ﷺ مدینہ سے محبت کی وجہ سے سواری کو تیز فرمالیتے

تھے،(تاکہ جلدی مدینہ پہنچ جائیں)۔

فضیلت نمبر ۱۷

اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے

عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن الله تعالى سمى المدينة طابة . رواه مسلم (١٢٦)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ اللہ پاک نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔

عن أبي حميدالساعدى رضي الله عنه قال: أقلبنا مع النبي ﷺ من غزوة تبوك حتى إذا أشرفنا على المدينة فقال : هذه طابة ، وهذا أحد جبل يحبنا ونحبه . رواه البخاري (١٢٧)

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے، تو مدینہ کے قریب پہنچ کر آپ ﷺ نے فرمایا یہ طابہ ہے، اور یہ احد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

فائدہ: محدث جلیل امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ طابہ اور طیبہ دونوں الفاظ "طیب" بمعنی خوشبو سے بنے ہیں، طاب اور طیب دو لغات ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ لفظ "طیب" بمعنی طاہر اور یہ اس سے بنا

---

(١٢٦)- صحيح مسلم : (حديث نمبر ٤٩١) ، كتاب الحج باب المدينةتنفى شرارها.

(١٢٧)- رواه البخارى : (حديث نمبر ٤٤٢٢) كتاب الحج.

ہے، کیونکہ مدینہ ہر شر سے پاک ہے۔
حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس حدیث کی تشریح میں طابہ اور طیبہ دونوں روایتیں نقل کی ہیں، اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھدیا۔
مسند ابو داود طیالسی میں حضرت سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ لوگ مدینہ کو یثرب کہا کرتے تھے تو آنحضرت ﷺ نے اس کا نام طابہ رکھا۔
ابو عوانہ نے بھی طاب اور طیب دونوں لغات نقل کی ہیں، اور ان کا اشتقاق "الشیء الطیب" سے بتایا ہے، اور بعض نے فرمایا کہ اس کی مٹی کی پاکیزگی کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا ہے.
اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس کی آب وہوا عمدہ اور صاف ستھری ہے، اور مدینہ کا رہنے والا اس میں ایک عجیب وغریب خوشبو محسوس کرتا ہے جو اس کے در ودیوار میں سے آتی ہے اور کسی اور جگہ یہ خوشبو نہیں پائی جاتی۔ (۱۲۸)

فضیلت نمبر ۷۴، ۷۳، ۷۲

مدینہ منورہ کے پھل اور رزق میں برکت ہونے کا بیان

عن أبي هريرة رضى الله عنه أنه قال: كان الناس إذا رأوا أول

(۱۲۸)- (فتح الباری للحافظ ابن حجر رحمه الله (ج ٤ /ص٨٩)

الثمر جاء وا به إلى النبي ﷺ فإذا أخذه رسول الله ﷺ قال: اللّٰهُمَّ بارك لنا فى ثمرنا وبارك لنا في مدينتنا وبارك لنا في صاعنا وبارك لنا في مدنا، اللّٰهُمَّ إن إبراهيم عبدك وخليلك ونبيك وإني عبدك ونبيك وإنه دعاك لمكة وإنى أدعوك للمدينة بمثل ما دعاك لمكة ومثله معه قال ثم يدعو أصغر وليد له فيعطيه ذلك الثمر . رواه مسلم(١٢٩)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگ موسم کا نیا پھل لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت حاضر ہوتے تھے، آپ ﷺ وہ پھل ہاتھ میں لیکر دعا فرماتے: اے اللہ ہمارے پھل، ہمارے شہر اور ہمارے مُدُ اور صاع میں برکت عطافرما، اے اللہ بیشک ابراہیم (علیہ السلام) آپ کے بندے، نبی اور آپ کے خلیل ہیں، میں بھی آپ کا بندہ اور نبی ہوں، ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کے لئے دعا کی میں مدینہ کیلئے ویسی دعا کرتا ہوں، اور مزید اس جیسی (برکت کی) دعا کرتا ہوں پھر آپ ﷺ سب سے چھوٹے بچے کو بلا کر وہ پھل عنایت فرمادیتے تھے.

فضیلت نمبر ۷۵

رسول اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ کیلئے مکہ مکرمہ

(١٢٩)- (رواه مسلم : كتاب الحج ، باب فضل المدينةودعاالنبى صلى الله عليه واله وسلم(حديث نمبر(١٣٨٤)

کی برکتوں سے دوگنی برکت کی دعا فرمانا

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : اللّٰهُمَّ اجعل بالمدينة ضعفي ما بمكة من البركة.رواه البخاي(١٣٠)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ مدینہ میں مکہ کی برکت سے دوگنی برکت عطا فرما۔

وعن أبي هريرة رضي الله عنه : قيل يا رسول الله ، صاعنا أصغر الصيعان ، ومدنا أصغر الأمداد ، فقال رسول الله ﷺ : اللّٰهُمَّ بارك لنا في صاعنا ومدنا وقليلنا وكثيرنا واجعل مع البركة بركتين . صحيح ابن حبان.(١٣١)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہمارا صاع دوسرے صاعوں میں سب سے چھوٹا، اور ہمارا مُد دوسرے مُدوں میں سب سے چھوٹا مُد ہے، رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: یا اللہ ہمارے صاع میں اور ہمارے مُد میں برکت فرما، تھوڑے میں بھی اور زیادہ میں بھی، اور اس برکت کو دوگنی برکت فرما۔

فضیلت نمبر ٧٦

---

(١٣٠)- رواه البخارى : باب المدينة تنفى الخبث (رقم ١٨٨٥)، ومسلم : باب فضل المدينة (رقم١٣٦٩)

(١٣١) -رواه ابن حبان فى صحيحه وإسناده صحيح.(الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان رقم٧٣٣٢)

مدینہ منورہ بلدِ اسلام ہے اس میں کسی دوسرے دین کی گنجائش نہیں

عن أبي رافع رضی الله عنه أنّ النبي ﷺ أمر أن لا يدع في المدينة دين غير دين الإسلام إلا أخرج .(١٣٢)

ترجمہ: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ مدینہ سے دینِ اسلام کے علاوہ دیگر تمام دینوں کو نکال دیا جائے۔

تشریح: مدینہ منورہ خاتم الانبیاء ﷺ کا مبارک شہر ہے بلد اسلام ہے مھبطِ وحی ہے اسی شہر سے پورے عالم میں اسلام پھیلا اور اس شہر میں سب سے پہلے اسلامی حکومت قائم ہوئی اسلام کا سلسلہ جاری ہوا تو ایسے مبارک شہر میں دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی کیونکر گنجائش ہو سکتی ہے۔

فضیلت نمبر ۷۷، ۷۸

مدینہ منورہ میں قتال کی حرمت اور درخت کاٹنے کا بیان

عن أبي سعيد الخدري رضی الله عنه في حديث طويل عن النبی ﷺ قال : اللّٰهُمَّ إن إبراهيم حرم مكة فجعلها حَرَماً وإنی

---

(١٣٢)- (رواه الطبرانی فی الكبير (ج١ /ص٢٩٢)، بإسناد حسن، وذكره الهيثمی فی مجمع الزوائد (ج٥ص٣٢٥)، ووقع فيه (أن لا ندع)مكان (أن لا يدع) ، وحسنه بعد عزوه للطبرانی)

حرمت المدينة حراماً ما بين مأزميها أن لا يهراق فيها دم ، ولا يحمل فيها سلاح لقتال ولا تخبط فيها شجرة إلا لعلف ...الحديث . رواه مسلم (١٣٣)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ بے شک ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں، اس میں خون نہ بہایا جائے، اور اس میں قتال کے لئے ہتھیار نہ اٹھائے جائیں، اور اس میں درختوں کو نہ کاٹا جائے مگر (جانورں کے) چارہ کے لئے۔

فضیلت نمبر ۷۹، ۸۲، ۸۱، ۸۰

مدینہ منورہ کی گھانس کاٹنے کی اور مدینہ کا شکار بھگانے کی اور مدینہ کے لقطہ کو اٹھانے کی اور مدینہ میں ہتھیار اٹھانے کی ممانعت

عن علي رضى الله عنه في حديث طويل عن النبي ﷺ قال: لا يختلى خلاها ولا ينفر صيدها ولا تلتقط لقطتها إلا لمن أشاد بها ولا يصلح لرجل أن يحمل فيها السلاح لقتال ولا يصلح أن يقطع منها شجرة إلا أن يعلف رجل بعيره . رواه أبوداؤد (١٣٤)

---

(١٣٣)- (رواه مسلم : كتاب الحج، باب الترغيب فى سكنى المدينة(حديث ١٣٧٤)

(١٣٤) - رواه ابو داود، كتاب المناسك باب في تحريم المدينة رقم : ٢٠٢٤.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک طول حدیث میں منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کی گھاس کو نہ کاٹا جائے، اس کے شکار کو نہ بھگایا جائے، اور اس کا لُقطہ (گری پڑی چیز) کو نہ اٹھایا جائے، مگر وہ جو اس کا (مالک تلاش کرنے کے لئے) اعلان کرے اور کسی کے لئے مدینہ میں قتال کی نیت سے ہتھیار اٹھانا جائز نہیں، اور نہ اس کی گھاس کاٹی جائے، مگر یہ کہ کوئی شخص اپنے اونٹ (وغیرہ) کے چارہ کے لئے (گھاس کاٹ لے)۔

تنبیہ: اگر کوئی شخص لقطہ اٹھائے تو اس کے مالک تک پہنچانا واجب ہے، مدینہ منورہ کے علاوہ بھی یہ حکم ہے، لیکن مدینہ منورہ میں لقطہ اٹھالیا تو اس کے مالک تک پہنچانا مزید اہمیت رکھتا ہے، اور لقطہ کے بارے میں حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالی نے تفصیل لکھی ہے اسکے حالات بیان فرماتے ہیں دیکھئے بدائع ص۲۹۸ ج ۵، مدینہ منورہ کے درخت کاٹنے کی ممانعت اس صورت میں ہے کہ ان کا کاٹنا بوجہ تخریب کاری ہو، لیکن اگر اصلاح وزینت کے لئے کاٹا جائے تو ممانعت کو شامل نہیں، جیسے کہ کسی نے کوئی باغ خریدا اور اس میں ایسے درخت ہیں جن کے باقی رکھنے میں ضرر ہو تو ان کو کاٹنا جائز ہے، اور بعض حضرات نے مدینہ کے درخت کاٹنے کی ممانعت بیان کرتے ہوئے یہ معنی بتایا ہے کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہو کہ جو درخت خود رو ہوں، البتہ جو لوگوں نے لگائے ہوں تو وہ لوگ اپنے لگائے ہوئے درختوں کو بضرورت کاٹیں تو انکے کاٹنے کی ممانعت نہیں۔ (۱۳۵)

---

(۱۳۵)- (مستفاد من كتاب بذل المجهود شرح ابي داود كتاب الحج باب تحريم المدينه ج ۳،ص۵۰۲، طبعه كراچی)

فضیلت نمبر ۸۳

مدینہ منورہ گناہوں کو دور کر دیتا ہے

عن زيد بن ثابت رضى الله عنه قال: لما خرج النبي ﷺ إلى أحد رجع ناس ممن خرج معه وكان أصحاب النبي ﷺ فرقتين فرقة تقول نقاتلهم وفرقة تقول لا نقاتلهم فنزلت ﴿ فَمَا لَكُمْ فِي ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِئَتَيْنِ وَٱللَّهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوٓاْ ﴾ (سورة النساء: ٨٨) وقال إنها طيبة تنفى الذنوب كما تنفى النار خبث الفضة. رواه البخاري .(١٣٦)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ غزوہ احد میں مدینہ سے اُحُد کی طرف تشریف لے گئے تو کچھ لوگ (منافقین) (راستہ سے) واپس ہو گئے، اور اس وقت مسلمانوں کی دو جماعتیں بن گئیں، ایک جماعت کا کہنا تھا کہ ہم منافقین سے قتال کریں گے، اور ایک جماعت کہتی تھی کہ ہم منافقین سے قتال نہیں کریں گے، اسی موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ فَمَا لَكُمْ فِي ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِئَتَيْنِ وَٱللَّهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوٓاْ ﴾ اور پھر آپ ﷺ نے

(١٣٦) - (رواه البخارى :كتاب تفسيرالقرآن،باب سورةالنساء(رقم ٤٠٥٠)

ارشاد فرمایا کہ مدینہ گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

فضیلت نمبر ۸۴

مدینہ منورہ کے قلعوں کو گرانے کی ممانعت

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبيﷺ نهى عن آطام المدينة أن تهدم . رواه الطحاوى. (۱۳۷)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کے قلعوں کو گرانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: حدیث بالا سے مدینہ منورہ کے قلعوں کو گرانے کی ممانعت معلوم ہوئی اور اس حدیث سے مدینہ منورہ کے آثار کی حفاظت کرنا بھی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ ان سے تاریخ اسلام وابستہ ہے۔

فضیلت نمبر ۸۵

مدینہ منورہ کی وادی عقیق مبارک وادی ہے

عن عمررضى الله عنه يقول سمعت النبي ﷺ بوادي العقيق يقول : ((أتاني الليلة آت من ربي فقال صل في هذا الوادي

---

(۱۳۷) - (رواه الطحاوي فى شرح معانى الآثار:(٤ /١٩٤)، والبزار كما فى كشف الأستار (٢ /٥٤) ورجال الطحاوى رجال الصحيح

المبارک وقل عمرة في حجة)) . رواه البخاري [١٣٨]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں وادیٔ عقیق کے بارے میں کہ گذشتہ رات میں میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور اس نے کہا کہ آپ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیے، اور کہیے کہ میں حج و عمرہ کا اکٹھا احرام باندھتا ہوں (یعنی حجِ قران کر رہا ہوں)

فائدہ: وادیٔ عقیق مدینہ منورہ کی مبارک وادیوں میں سے ہے، جو کہ مدینہ منورہ کی مغربی جہت پر ہے۔

فضیلت نمبر ٨٦

مدینہ منورہ کی وادیٔ بطحان کی فضیلت

عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن النبي ﷺ قال: بطحان على ترعة من ترع الجنة . رواه البخاري في الكبير [١٣٩]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ وادی بطحان جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہو گا۔

---

(١٣٨) - (رواه البخاري :كتاب الحج باب قول النبى صلى الله عليه وسلم العقيق واد مبارک(باب رقم ١٥٣٤)

(١٣٩) - (رواه البخارى فى الكبير (٥١/٢) والبزار كما فى كشف الأستار ٥٨/٢، والحديث حسن بمجموع طرقه ، انظر سلسلة الأحاديث الصحيحة (٢٤١١)

تشریح: ترعۃ کے معنی دروازہ اور اونچی جگہ باغ کے آتے ہیں، ترعہ کی دونوں تفسیریں کی گئی ہیں،، بہر حال مدینہ منور کی وادی بطحان کی یہ بڑی فضیلت ہے کہ جنت کے دروازہ پر ہو گی، یاجنت کے باغات میں سے ایک باغ ہو گی۔ والحمد للہ

فضیلت نمبر ۸۷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وادی بطحان کی مٹی سے مریض کا علاج فرمانا

عن ثابت بن قيس بن شماس عن أبيه عن جده عن رسول الله ﷺ أنه دخل على ثابت بن قيس . قال أمد وهو مريض فقال : اكشف البأس رب الناس عن ثابت بن قيس بن شماس ثم أخذ تراباً من بطحان فجعله فى قدح ثم نفث عليه بماء وصبه عليه. رواه ابو داود (١٤٠)

ترجمہ: حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیماری کے ایام میں رسول اللہ ﷺ (ان کی عیادت کیلئے) تشریف لے گئے، اور آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی: اے لوگوں کے رب ثابت بن قیس کی بیماری دور فرمادیجئے، پھر آپ ﷺ نے بطحان کی مٹی پیالہ میں ڈالی پھر اس میں پانی ڈال کر دم فرمایا اور حضرت ثابت پر ڈال دی۔

---

(١٤٠) - رواه ابو داود وسكت عليه : كتاب الطب ، باب ماجاء فى الرقى(رقم ٣٨٨٥)

تشریح: اس حدیث شریف میں مدینہ منورہ کی وادی بطحان کی مٹی کو مریض پر پانی میں دم کرکے اللہ تعالی سے دعا کرتے ہوئے ڈالنے کا ثبوت ملا، جس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے روحانی اور ظاہری دونوں علاجوں کو مریض کے لئے جمع فرمایا، وادی بطحان مدینہ منورہ کی مشہور وادی ہے، غالباً اس حدیث کی وجہ سے اس جگہ کی مٹی کو خاک شفا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے. واللہ تعالی اعلم

تنبیہ: شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث شریف سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے اللہ تعالیٰ سے شفاء مانگی جائے اور ظاہری سبب بھی اختیار کیا جائے۔ حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا مریض کے لئے اللہ تعالیٰ سے شفاء کی دعا کرنا ظاہری علاج کرنے پر مقدم ہے۔ پہلے دعا کی جائے پھر دوا کی جائے جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی اکشف البأس رب الناس عن ثابت بن قیس بن شماس پھر اس کے بعد مدینہ کی وادی بطحان کی مٹی لے کر اس پر دم فرمایا اور ان پر ڈال دی.

نوٹ: وادی بطحان قربان روڈ اور عوالی کے درمیان میں واقع ہے، جہاں مدارس شاوی ہیں اور وہاں قریب میں بئر غرس بھی ہے جو مدینہ منورہ کے تاریخی کنووں میں سے ہے، اہل مدینہ اس کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

فضیلت نمبر ۸۸

مدینہ کی مٹی میں باذن اللہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) شفاء ہے

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ كان إذا اشتكى

الإنسان الشيء منه أوكانت به قرحة أو جرح قال النبي ﷺ بإصبعه هكذا ووضع سفيان سبابته بالأرض ثم رفعها باسم الله تربة أرضنا بريقة بعضنا ليشفى به سقيمنا بإذن ربنا .
رواه مسلم (١٤١)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب کوئی بیمار ہوتا یا کوئی اس کو زخم وغیرہ لگ جاتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی انگلی مبارک کو لب لگا کر زمین پر لگاتے (تاکہ اس کو مٹی لگ جائے) اور یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى بِهِ سَقِيْمُنَا بإذن ربنا اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض آدمیوں کے لعاب کے ساتھ ملائی جارہی ہے۔ تاکہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارا بیمار شفایاب ہو جائے۔

تشریح: لیشفی سقیمنا باذن ربنا میں نبی اکرم ﷺ یہ بتایا ہے کہ شفاء اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے حاصل ہو گی ظاہری علاج کرنے کا فائدہ حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہو گا، مریض کا علاج بھی کیا جائے اور اس کی شفایابی کی دعا بھی کی جائے اور مریض کو چاہیے وہ خود بھی اپنے لئے دعاؤں کا اہتمام کرے اور حکماء اطباء مریض کا ظاہری علاج کرنے کے ساتھ ساتھ اس کیلئے دعا بھی کریں، حدیث بالا میں نبی اکرم ﷺ نے مریض کا علاج مدینہ کی مٹی سے فرماتے ہوئے یہ دعائیہ کلمات بھی ارشاد فرمائے، جو ابھی گذرے۔

فائدہ: امام نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ تربة أرضنا سے مراد بعض اہل علم کے نزدیک خاص مدینہ منورہ کی مٹی ہے کیونکہ یہ مبارک مٹی ہے۔

---

(١٤١) - رواه مسلم :كتاب السلام (باب استحباب الرقية رقم ٢١٩٤)

اور جسکو مدینہ طیبہ کی مٹی نہ مل سکے تو حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھکر دوسری مٹی سے بھی علاج کیا جا سکتا ہے جیسا کہ اہل علم کے دوسرے قول کے مطابق تربة أرضنا سے ساری زمین کی مٹی ہے اور یہ حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کا اعجاز علمی میں سے ہے، موجودہ زمانہ میں اطباء کو تحقیق ہوئی ہے کہ مٹی میں جراثیم مارنے کی خاصیت ہے۔

فضیلت نمبر ۸۹

مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو اور زہر سے تحفظ کا ذریعہ ہے

عن سعيد بن أبي وقاص رضى الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : من تصبح كل يوم سبع تمرات عجوة لم يضره في ذلك اليوم سم ولا سحر . رواه البخارى (١٤٢)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح (نہار منہ) سات عجوہ کھجور کھالے، اس دن اُس کو نہ زہر نقصان پہچائے گا نہ سحر۔ (بخاری و مسلم)

فضیلت نمبر ۹۰

مدینہ منورہ کی کھجور "عجوۃ العالیۃ"

(١٤٢)- رواه البخارى باب الأطعمة ، (كتاب رقم ٥٤٤٥)، ومسلم: كتاب الأشربة/باب فضل المدينة، (رقم ٢٠٤٧)

میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفاء ہے

عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله ﷺ قال: إن في عجوة العالية شفاء أو إنها ترياق أول البكرة . رواه مسلم (١٤٣)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کی عجوۂ عالیہ میں شفاء ہے یا یوں فرمایا کہ یہ تریاق ہے صبح نہار منہ استعمال کرنے میں۔

وضاحت: مدینہ طیبہ میں عجوۃ العالیہ کے باغات مسجد قباء کے آگے جاکر یعنی قبلہ رخ جاکر مشرقی جانب میں ہیں ابھی بھی بعض باغات موجود ہیں جن کی عجوۃ کو عجوۃ العالیہ کہا جاتا ہے.

فضیلت نمبر ۹۱

عجوہ بحکم الٰہی دل کے امراض کیلئے باعث شفاء ہے اور حکم الٰہی سے دل کی بند شدہ شریانوں کو کھولنے کا باعث ہے

عن سعدرضى الله عنه قال:مرضت مرضاً أتاني رسول الله ﷺ يعودني فوضع يده بين ثديي حتى وجدت بردها على فؤادي فقال إنك رجل مفئود ائت الحارث بن كلدة أخا ثقيف فإنه رجل يتطبب فليأخذ سبع تمرات من عجوة المدينة فليجأهن

---

(١٤٣) - (رواه مسلم (الكتاب والباب السابقان، (رقم ٤٨٢٠)

بنواهن ثم ليدلك بهن . رواه ابو داود (١٤٤)

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ ﷺ نے میری چھاتیوں کے درمیان (سینہ پر) ہاتھ رکھا، مجھے اس کی ٹھنڈک تک محسوس ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں دل کی تکلیف ہے، تم حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ طبیب ہے اسے چاہئے کہ وہ عجوہ کے سات دانے لیکر انہیں گٹھلیوں سمیت کوٹ لے اور وہ تمہیں پلادے۔

فائدہ: دل کے مریضوں نے اس کا تجربہ کیا، مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق، انہوں نے عجوہ کے سات دانے مع گٹھلیوں کے کوٹ کر صفوف بنا کر استعمال کیا، تو ان کی بند شریانیں کھل گئیں، جبکہ ڈاکٹر ان کے لئے آپریشن تجویز کر چکے تھے، یہ عمل کرنے کے بعد آپریشن کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اور اسکا بہتر طریقہ یہ ہے کہ عجوہ کھجور کی گٹھلیوں کو کوٹ کر اور گلنڈر میں باریک پیس لیا جائے پھر اس بارودہ اور عجوہ کھجور میں پانی ملا کر گلنڈر میں حل کر لیا جائے جیسا جوس بنایا جاتا ہے پھر مریض کو نہار منہ پلایا جائے، سات کھجوریں اور اسکے مطابق گٹھلیوں کا بارودہ لے لیا جائے اور سات دن نہار منہ پلا دیا جائے تو زیادہ مفید ہے اِن شاء اللہ تعالی۔ اس طرح انچاس ۴۹ کھجوریں مع گٹھلیوں کے ہو جائیں گی۔

فضیلت نمبر ۹۲

اللہ تعالی کے حکم سے مدینہ کی عجوہ کھجور

(١٤٤)-(رواه ابوداود: كتاب الطب، (باب في تمرة العجوة رقم ٣٨٧٥)، وسكت عليه)

ہر مرض سے حفاظت کا ذریعہ ہے

عن سعد بن أبي وقاص رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:من أكل سبع تمرات عجوة من لابتى المدينة على الريق لم يضره يومه ذلك شيء حتى يمسي . رواه الإمام أحمد (١٤٥)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے اسے اس دن شام تک کچھ ضرر نہیں پہنچے گا۔

فضیلت نمبر ۹۳

مہاجرین اور انصار مدینہ میں مؤاخاۃ (بھائی چارہ کی فضا)

عن أنس رضي الله عنه قال: حالف النبي ﷺ بين الأنصار وقريش في داري التى بالمدينة وقنت شهراً يدعو على أحياء من بني سليم . رواه البخارى (١٤٦)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار اور قریش میں ایک دوسرے کا حلیف بننے کا معاہدہ میرے گھر میں (جو مدینہ میں تھا) کرایا، اور مکمل ایک مہینہ قنوت نازلہ پڑھی اور قبیلہ بنو سلیم پر بد عا فرمائی۔

---

(١٤٥) - (رواه الإمام أحمد بإسناد صحيح : (١ /١٦٨) طبعة قديمة)

(١٤٦) - (رواه البخارى :كتاب الاعتصام، باب ماذكرالنبى صلى الله عليه وسلم وحض على اتفاق اهل العلم (رقم ٧٣٤١)

تشریح: انصار اور مہاجرین میں مواخاہ کرانا یہ رسول اللہ ﷺ کے بڑے کارناموں میں سے ہے اسکی مثال تاریخ میں نہی ملتی۔

فضیلت نمبر ۹۴

انصارِ مدینہ کا مہاجرین کے لئے اپنا مال پیش کرنا

عن أنس رضی الله عنه قال: لما قدموا المدينة نزل المهاجرون على الأنصار فنزل عبد الرحمن بن عوف على سعد بن الربيع فقال: أقاسمك مالي ، وأنزل لك عن إحدى امرأتيّ قال : بارک الله لك في أهلك ومالك ، فخرج إلى السوق فباع واشترى فأصاب شيئاً من أقط وسمن فتزوج فقال النبي ﷺ أولم ولو بشاة . رواه البخاری (١٤٧)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ مدینہ آئے تو مہاجرین انصار کے مہمان بنے، حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ میں اپنا مال اپنے اور آپ کے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں اور اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو آپ کی خاطر طلاق دے سکتا ہوں، حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و مال میں آپ کے لئے برکت عطا فرمائے، حضرت عبد الرحمن بن عوف بازار گئے، سودا خریدا، گھی اور پنیر نفع میں

---

(١٤٧) - (رواه البخاری : كتاب النكاح، باب الوليمة ، (رقم ١٥٦٧)

حاصل ہوا، پس شادی کی، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی ذبح کر دو۔

فائدہ: امام سہیلی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "الروض الأنف" میں فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مہاجرین صحابہ کے مدینہ آنے کے بعد مہاجرین اور انصار کے درمیان اس لئے مؤاخاۃ کرائی تھی کہ مہاجرین کو اپنے گھر بار، اہل عیال اور اعزہ واقارب سے دوری کی وجہ سے جو وحشت وبیگانگی ہوئی اس مواخات کے ذریعہ اس کا ازالہ ہو جائے اور وہ انصار کی وجہ سے انسیت ومحبت محسوس کریں، پھر جب اللہ پاک نے دین اسلام کو عزت دی اور دین اسلام مضبوط ہو گیا اور وحشت وبیگانگی جاتی رہی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر حکم دیا: ﴿ وَأُوْلُواْ ٱلْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِى كِتَٰبِ ٱللَّهِ ﴾ (الأحزاب: ٦) کہ رشتہ دار باہم زیادہ حق دار ہیں، یعنی میراث میں اب مدار قربت پر ہے نہ کہ ہجرت ومؤاخات پر، پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا: ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ (الحجرات:١٠) یعنی مؤمن محبت وتعلق میں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

فضیلت نمبر ۹۵

مدینہ منورہ کا اسلام کے لشکروں کا مرکز بننا اور مدینہ سے دوسری بستیاں فتح ہونے کی خوشخبری

عن أبي هريرة - رضى الله عنه - يقول : قال رسول الله ﷺ :
((أمرتُ بقرية تأكل القرى يقولون يثرب وهي المدينة تنفي

الناس كما ينفى الكير خبث الحديد)). رواه البخارى [١٤٨] .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو ساری بستیوں کو کھالے گی، یہ لوگ (یعنی منافقین) اس بستی کو یثرب کہتے ہیں، حالانکہ وہ مدینہ ہے، وہ (بُرے) آدمیوں کو اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

تشریح: مذکورہ بالا حدیث میں مدینہ کا سب بستیوں کو کھالینے کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ شروع میں دین اسلام کے لشکروں کا مرکز بنے گا، اور مدینہ ہی سے دوسری بستیاں فتح کی جائیں گی، اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اس کا غلہ اور کھانے پینے کا سامان فتح کردہ شہروں سے حاصل ہو گا اور اسی کی طرف ان شہروں کے اموال غنیمت لائے جائیں گے۔ (شرح مسلم للنوی رحمہ اللہ)

فائدہ: اس حدیث میں جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا مدینہ منورہ اسلام کے لشکروں کا مرکز بنا اور یہیں سے دوسرے شہروں وبستیوں کو فتح کیا گیا اوران کے اموال غنیمت مدینہ میں لائے گئے۔ فلله الحمد والمنة.

فضیلت نمبر ۹۶

مدینہ کے اطراف کو آباد رکھنے کی ترغیب

عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال خلت البقاع

---

(١٤٨) - صحيح البخاري باب المدينة تنفي خبثها (١٣٨٢)

حول المسجد فأراد بنو سلمة أن ينتقلوا إلى قرب المسجد فبلغ ذلك رسول الله ﷺ فقال لهم: إنه بلغني أنكم تريدون أن تنتقلوا قرب المسجد فقالوا نعم يا رسول الله قد أردنا ذلک فقال يا بني سلمة دياركم تكتب آثاركم دياركم تكتب آثاركم. رواه مسلم ، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد رقم (٦٦٥)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجد (نبوی شریف) کے ارد گرد جگہ خالی ہوئی تو بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ یہاں منتقل ہو جائیں تو رسول اللہ ﷺ کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم مسجد (نبوی شریف) کے قریب منتقل ہونا چاہ رہے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ہم نے اس چیز کا ارادہ کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے بنو سلمہ اپنے گھروں کو لازم پکڑے رہو تمہارے آثار (قدم) لکھے جائیں گے تمہارے آثار (قدم) لکھے جائیں گے. تم اپنے گھروں کو لازم پکڑے رہو.

تشریح: اس حدیث شریف میں جہاں آثار قدم جو مسجد کی طرف اٹھتے ہیں ان کا نامہ اعمال میں لکھا جانا معلوم ہوا وہاں اہل علم نے یہ بات بھی لکھی ہے: کہ اس میں ایک اور حکمت بھی ہے وہ یہ کہ مدینہ کے اطراف کو آباد رکھنا چاہئیے خالی نہیں چھوڑنا چاہیئے، بنو سلمہ کا علاقہ وہاں تھا جہاں آج کل مسجد قبلتین ہے اسی وجہ سے مسجد قبلتین کو مسجد بنو سلمہ سے موسوم کیا جاتا ہے یہ جگہ اس وقت مدینہ شہر سے باہر تھی اس جگہ آباد رکھنے اور اس علاقہ کو خالی نہ کرنے کی ترغیب اس حدیث سے معلوم ہوئی۔ واللہ تعالی أعلم وعلمه أتم وأحكم۔

فضیلت نمبر ۹۷

مدینہ منورہ دینِ اسلام کا ایسا شہر ہے جو تا قیامت آباد رہے گا

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال سمعت رسول اللهﷺ يقول: ((يتركون المدينة على خير ماكانت لا يغشاها إلا العواف يريد عواف السباع والطير، وآخر من يحشر- راعيان من مزينة يريدان المدينة ينعقان بغنمهما فيجدانها وحشاً حتى إذا بلغا ثنية الوداع خرا على وجوههما)). رواه البخاري .(١٤٩)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسولِ انور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ مدینہ کو اچھے حال میں چھوڑو گے پھر وہاں وحشی جانور، درندے اور پرندے ہی چھا جائیں گے، اور آخر میں مزینہ کے دو چرواہے اپنی بکریوں کو ہانکتے ہوئے مدینہ آئیں گے تو وہاں صرف وحشی جانور پائیں گے، پھر جب ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو اپنے منہ کے بل گر جائیں گے۔

تشریح: شارح بخاری علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قرب قیامت وقوع پذیر ہو گا۔ (١٥٠)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مہلب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا

---

(١٤٩)- (رواه البخارى : كتاب الحج،باب رغب عن المدينة (رقم ١٨٧٤)

(١٥٠) - شرح الكرمانى للبخارى ج ٨/ ٦٥ . طبعة مصرية.

ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہے کہ مدینہ (قرب) قیامت تک لوگوں کا مسکن (رہائش گاہ) رہے گا۔ واللہ تعالی اعلم

فضیلت نمبر ۹۸

مدینہ منورہ کے راستوں پر ملائکہ کا پہرہ ہے

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ على أنقاب المدينة ملائكة لا يدخلها الطاعون ولا الدجال .

رواه البخارى :كتاب فضائل المدينة ،باب لايد خل الدجال المدينة (رقم ۱۸۸۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مدینہ کے داخل ہونے کی جگہوں پر فرشتے متعین ہیں، جس کی وجہ سے مدینہ میں نہ طاعون آئیگا اور نہ دجال داخل ہو گا۔

فضیلت نمبر ۹۹

رسول اللہ ﷺ کا اہلِ مدینہ کیلئے برکت کی دعائیں فرمانا

وعن سعد بن مالك وأبي هريرة رضى الله تعالى عنهما يقولان قال رسول الله ﷺ : اللّٰهُمَّ بارك لأهل المدينة فى مدينتهم ،

وبارك لهم في صاعهم ، وبارك لهم في مدهم ، . رواه البخاري [١٥١]

ترجمہ: حضرت سعد بن مالک اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: اے اللہ مدینہ والوں کے لئے ان کے مدینہ میں اوران کے صاع اور مُد میں برکت عطا فرما۔

فضیلت نمبر ۱۰۰، ۱۰۱

مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کا مسکن ہے اور امن کا شہر ہے

عن عبد الله بن سلام رضي الله عنه في حديث طويل فقام خطيباً..... فحمد الله وأثنى عليه ثم قال : أما بعد ! فإن الله بعث محمداً بشيراً و نذيراً يبشر بالجنة من أطاعه ، وينذر الناس من عصاه ، وأظهر من اتبعه على الدين كله ولو كره المشركون ، ثم اختار له المساكن ، فاختار له المدينة فجعلها دارالهجرة وجعلها دار الإيمان ، فوالله مازالت الملائكة حافين بهذه المدينة منذ قدمها رسول الله ﷺ وما زال سيف الله مغموداً عنكم منذ قدمها رسول الله ﷺ إلى يوم القيامة.

---

(١٥١)- (رواه البخارى :كتاب مناقب الأنصار باب مقدم النبي ﷺ وأصحابه المدينة، (رقم ٣٩٢٨)

رواه الطبراني (١٥٢)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: اما بعد! بے شک اللہ پاک نے حضرت محمد ﷺ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا، فرماں برداروں کو جنت کی بشارت سناتے تھے اور مجرموں کو عذاب سے ڈراتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے فرماں برداروں کو غالب کیا، چاہے مشرکین کو ناگوار گذرے، پھر اللہ پاک نے اپنے محبوب (ﷺ) کے لئے مدینہ کا انتخاب فرمایا اور اس کو ان کا دار الھجرت بنایا اور اس کو ایمان کا شہر بنایا، اللہ کی قسم جب سے رسول اللہ ﷺ اس شہر میں تشریف لائے ہیں اس وقت سے اب تک فرشتے اس مدینہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے (تو مدینہ رہنے والوں کی آپس کی) جنگ قیامت تک کے لئے ختم ہو گئی۔

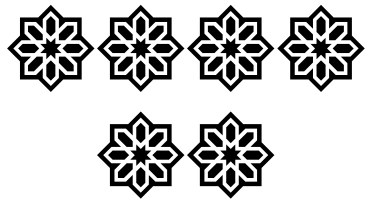

فضیلت نمبر ۱۰۲، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳

(١٥٢) - (رواه الطبرانی برجال ثقات (مجمع الزوائد:(٩ /٩٢)

مدینہ منورہ دار الھجرت، دارالسنۃ اور دارالسلامہ ہے، اور اہل فقہ کا مرکز ہے اور شریف لوگوں کی قیام گاہ ہے اور عقلمند اور اچھی رائے رکھنے والوں کی بستی ہے

عن عبد الله بن عباس رضى الله عنهما : أن عبد الرحمن بن عوف رجع إلى أهله وهو بمنى في آخر حجة حجها عمر فوجدني فقال عبد الرحمن فقلت يا أمير المؤمنين إن الموسم يجمع رعاء الناس وغوغاء هم ، وإني أرى أن تمهل حتى تقدم المدينة فإنها دار الهجرة والسنةوالسلامة وتخلص لأهل الفقه وأشراف الناس وذوي رأيهم قال عمر . لأقومن في أول مقام أقومه بالمدينة . رواه البخاري (١٥٣)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے پاس منٰی میں جارہے تھے اور اس وقت وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے آخری حج میں منیٰ میں مقیم تھے تو میں انہیں راستہ میں مل گیا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ (حضرت عمر نے لوگوں کے سامنے موسم حج میں بیعت اورامارت کے سلسلہ میں کچھ اہم بات ارشاد فرمانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرمایا کہ اے امیر المومنین اس سلسلے میں یہاں گفتگو نہ فرمائیں اور جب آپ مدینہ منورہ

---

(١٥٣) - رواه البخارى :كتاب مناقب الأنصار باب مقدم النبي ﷺ وأصحابه المدينة، (رقم ٣٩٢٨)

پہنچ جائیں تو وہاں جاکر اس سلسلہ کی گفتگو فرمائیں کیونکہ مدینہ دارِ ہجرت اور دارِ سنت اور دارِ سلامتی ہے، وہاں آپ کو اہل تفقہ و سمجھدار، اور شریف و عقلمند لوگ ملیں گے (جو آپ کی بات کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے) لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے پسند فرمائی اور فرمایا کہ میں سب سے پہلے مدینہ جاکر اس بارے میں گفتگو کرونگا۔

فضیلت نمبر ۱۰۸

نبی رحمت ﷺ کی سفارش اور گواہی ایسے شخص کیلئے جس نے مدینہ منورہ کے مصائب پر صبر کیا

عن يحنس مولى الزبير أخبره أنه كان جالساً عند عبد الله بن عمر فى الفتنة فأتته مولاة له تسلم عليه فقالت :إنى أردت الخروج يا أبا عبد الرحمن اشتد علينا الزمان فقال لها عبد الله : اقعدى لكاع فإنى سمعت رسول الله ﷺ يقول : لا يصبر على لأوائها وشدتها أحد إلا كنت له شهيداً أو شفيعاً يوم القيامة . رواه مسلم (١٥٤)

ترجمہ: (یحنس) مولیٰ زبیر کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس فتنہ کے زمانہ میں موجود تھا کہ ان کی ایک باندی ان کے پاس آکر کہنے لگی

---

(١٥٤) - (رواه مسلم : (رقم ١٣٧٨)، كتاب الحج باب الترغيب فى سكنى المدينة والصبر على لأوائها)

کہ اے ابو عبد الرحمن حالات بہت خراب ہیں، میں یہاں (مدینہ) سے کسی دوسری جگہ جانا چاہتی ہوں اس پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا اے نالائق، مدینہ ہی میں رہ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے کہ جو کوئی مدینہ کی تکالیف برداشت کرے گا ان پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے لئے گواہ اور سفارشی ہوں گا۔

تشریح: حدیث بالا سے مدینہ منورہ میں مستقل رہائش پذیر ہونے کی ترغیب معلوم ہوئی، اگر کسی پر کچھ پریشانی کے حالات آجائیں اور مدینہ منورہ سے باہر ایسے مواقع واسباب نظر آرہے ہوں کہ وہاں جانے سے دنیوی اور معاشی حالات بہتر ہونے کی امید ہو تو بھی مدینہ طیبہ کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہئے، مدینہ منورہ میں صبر وشکر سے رہتے رہنا چاہئے، کیونکہ اس پر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت وگواہی کا وعدہ فرمارہے ہیں، اس سے بڑی کیا سعادت ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ عامہ کے ساتھ شفاعتِ خاصہ بھی نصیب ہو جائے۔

فضیلت نمبر ۱۰۹

مدینہ میں انتقال کرنے والے کیلئے آنحضرت ﷺ کی شفاعت اور گواہی

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما : قال قال رسول اللہ ﷺ : من استطاع أن یموت بالمدینة فلیمت بها فإني أشفع لمن یموت بها.رواہ أحمد (٢٧٤)والترمذی(کتاب المناقب /با ب ماجاء فی فضل المدینة)وقال:ھذا حدیث حسن صحیح غریب من ھذا الوجه ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو مدینہ میں مرنے کا موقع ملے تو اس کو چاہئے کہ مدینہ ہی میں مرے، کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کے لئے سفارش کروں گا۔

وعن سبيعة الأسلمي رضي الله عنها ، أن رسول الله ﷺ ، قال: من استطاع منكم أن يموت بالمدينة فليمت بها فإنه لا يموت بها أحد إلا كنت له شفيعاً أو شهيداً يوم القيامة . رواه الطبراني (١٥٥)

ترجمہ: حضرت سبیعہ اسلَمیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو مدینہ میں مرنے کا موقع ملے تو اس کو چاہئے کہ مدینہ ہی میں مرے، کیونکہ جس کا مدینہ میں انتقال ہوا میں اس کے لئے قیامت کے روز سفارشی یا گواہ ہوں گا۔

فضیلت نمبر ۱۱۰

نبی اکرم ﷺ کا بکثرت بقیع تشریف لے جانا اور اہل بقیع کے لئے دعا و استغفار فرمانا

عن عائشة رضى الله عنها أنها قالت : كان رسول الله ﷺ كلما كان ليلتها من رسول الله ﷺ يخرج من آخر الليل الى البقيع

(١٥٥)- (رواه الطبراني فى المعجم الكبير (٢٤/٢٩٤)، والبيهقى فى شعب الإيمان (٨/١١٤)، وذكره الهيثمى فى مجمع الزوائد (٣ /٣٠٦)، وقال: رواه الطبرانى فى الكبير ورجاله رجال الصحيح خلا عبد الله بن عكرمة وقد ذكره ابن ابى حاتم وروى عنه جماعة ولم يتكلم أحد بسوء)

فيقول : السلام عليكم دار قوم مؤمنين و اتاكم ما توعدون غداً مؤجلون وإنا إن شاء الله بكم لاحقون اللّٰهُمَّ اغفر لاهل بقيع الغرقد . رواه مسلم (١٥٦)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب بھی میری باری ہوتی تھی تو رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصہ میں بقیع تشریف لے جاتے اور اہل بقیع کو اس طرح سلام فرماتے: ((السلام عليكم دار قوم مؤمنين و اتاكم ما توعدون غداً مؤجلون وإنا إن شاء الله بكم لاحقون)) (اور دعائے مغفرت بھی فرماتے) ((اللّٰهم اغفر لأهل بقيع الغرقد)) اے اللہ اہل بقیع کی مغفرت فرمادیجئے.

عن عائشة رضى الله عنها تقول : قام رسول الله ﷺ ذات ليلة فلبس ثيابه ثم خرج ، قالت فأمرت جاريتى بريرة تتبعه فتبعته ، حتى جاء البقيع ، فوقف فى أدناه ما شاء الله أن يقف ، ثم انصرف فسبقته بريرة ، فأخبرتنى ، فلم أذكر له شيئاً حتى أصحبت ، ثم ذكرت ذلك له ، فقال: إني بعثت إلى أهل البقيع لأصلى عليهم . روا ه النسائى والحاكم فى المستدرک وصححه ووافقه الذهبى.(١٥٧)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے، اور آپ ﷺ نے (باہر پہن کر جانے والے) کپڑے زیب تن

---

(١٥٦) - (رواه مسلم كتاب الجنائز باب ما يقال عند دخول القبور(رقم٩٧٦)

(١٥٧) - (سنن النسائى /كتاب الجنائز رقم ٢٠٣٨، المستدرک ١ /٤٤٨٨)

فرمائے، اور گھر سے باہر تشریف لے گئے، میں نے اپنی باندی بریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اکرم ﷺ کے پیچھے پیچھے جاؤ (اور آپ ﷺ کو دیکھو کہاں تشریف لے جاتے ہیں) رسول اکرم ﷺ بقیع (مدینہ کا قبرستان) تشریف لے گئے، کچھ دیر ٹھیرے اور پھر واپس آگئے، بریرہ آپ ﷺ سے پہلے ہی واپس گئیں اور مجھے بتلادیا، میں نے رات کو آپ ﷺ سے اس سلسلہ میں کوئی بات نہیں کی، البتہ صبح کو میں نے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے بھیجا گیا تھا کہ میں اہل بقیع کے لئے دعا کروں۔

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی طرف سے رسول پاک ﷺ کو حکم ہوا تھا کہ بقیع تشریف لے جائیں اور اہل بقیع کے دعا فرمائیں، سبحان اللہ بقیع قبرستان میں مدفون حضرات کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم فرمایا کہ بقیع جاکر اہل بقیع کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں، اللہ تعالی ہمیں بھی بقیع میں مدفن نصیب فرمائے۔ آمین

وعن أبي مويهبة رضى الله عنه مولى رسول الله ﷺ قال: بعثني رسول الله ﷺ من جوف الليل فقال: يا أبا مويهبة ! إنى قد أمرت أن أستغفر لأهل البقيع ، فانطلق معى ، فانطلقت معه ،فلما وقف بين أظهرهم قال: السلام عليكم يا أهل المقابر ليهن لكم ما أصبحتم فيه مما أصبح فيه الناس ، لو تعلمون ما نجاكم الله منه أقبلت الفتن كقطع الليل المظلم يتبع أولها آخرها ، الآخرة شر من الأولىٰ قال: ثم أقبل على فقال يا أبا مويهبة إنى قد أوتيت مفاتيح خزائن الدنيا والخلد فيها ثم الجنة وخيرت بين ذلك وبين لقاء ربي عز وجل والجنة، قال:

قلت . بأبي وأمي فخذ مفاتيح الدنيا والخلد فيها ثم الجنة قال لا والله يا أبا مويهبة لقد اخترت لقاء ربي عز وجل والجنة ثم استغفر لأهل البقيع ثم انصرف فبدئ رسول الله ﷺ في وجعه الذى قضاه الله عز وجل فيه حين أصبح . (رواه الإمام أحمد بإسناد حسن (٣٥ / ٤٨٩)،(١٢ /٤٠٩)،(رقم ١٥٩٣٩)، وأخرجه أيضاً الدارمى فى سننه فى المقدمة)

ترجمہ: حضرت ابو مویھبہ رسول اکرم ﷺ کے آزاد فرمودہ غلام روایت کرتے ہیں، کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ درمیان رات میں اٹھایا، اور فرمایا اے ابو مویھبہ ! مجھے اہل بقیع کے لئے استغفار کا حکم ہوا ہے، تم بھی میرے ساتھ بقیع چلو، چنانچہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ بقیع حاضر ہوا، آپ ﷺ نے وہاں جاکر فرمایا: اے اہل قبرستان ! تمہیں یہ حالت (یعنی بقیع میں مدفون ہو جانا) مبارک ہو، کاش تمہیں پتہ ہوتا کہ اللہ پاک نے تمہیں ان فتنوں سے نجات دی جن میں دیگر لوگ مبتلا ہیں، اور وہ فتنے یکے بعد دیگر اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آرہے ہیں، بعد والا فتنہ پہلے سے بڑا ہوتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابو مویھبہ ! مجھے دنیا کے خزانے اور اسمیں ہمیشہ رہنے اور جنت دی گئی ہے اور پھر اختیار دیا گیا ہے کہ دنیا کے خزانے یا اللہ سے ملاقات وجنت اختیار کرلوں، میں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) آپ دنیا کے خزانے اور اس میں تاقیامت رہنے کی نعمت اور پھر اس کے بعد جنت لے لیجئے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں اے ابو مویھبہ ! میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا ہے، پھر آپ ﷺ نے اہل بقیع کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی، اور واپس تشریف لے آئے۔ اس کے بعد صبح کو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف شروع ہوئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

(فداه أبي و أمي صلى الله عليه وسلم)

تم الكتاب بعون الله الملك الوهاب ، الحمد لله رب العالمين

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيۡهِ وَسَلِّمُواْ تَسۡلِيمًا ٥٦ ﴾ الأحزاب: ٥٦

اللّٰهُمَّ صل على محمد النبي الأمي و على آله وسلم تسليما و رب صل و سلم دائما أبدا على حبيبك خير خلقه كلهم .

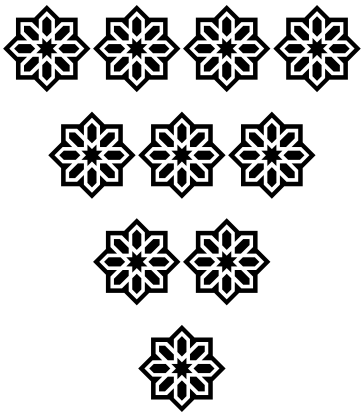

﴿ وَأَتِمُّواْ ٱلۡحَجَّ وَٱلۡعُمۡرَةَ لِلَّهِ ﴾ البقرة: ١٩٦

ساتواں رسالہ

حج کے پانچ دنوں کے احکام و مسائل اور وقوفِ عرفات کا مسنون طریقہ

مؤلفہ

از عالم ربانی حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج کے پانچ دن

حج کے پانچ دنوں کے احکام واعمال

پہلا دن ۸ ذی الحجہ

آج طلوع آفتاب کے بعد حالتِ احرام میں سب حجاج کو منی جانا ہے۔ مفرد (حج افراد کرنے والا) جس کا احرام حج کا ہے اور قارن یعنی حجِ قران کرنے والا، جس کا احرام حج و عمرہ دونوں کا ہے، ان کے احرام تو پہلے سے بندھے ہوئے ہیں، البتہ متمتع یعنی حجِ تمتع کرنے والا، جس نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا اور اسی طرح اہل حرم آج حج کا احرام باندھیں، سنت کے مطابق غسل کر کے احرام کی چادریں پہن لیں، احرام کیلئے دو رکعت پڑھیں، اور حج کی نیت کر کے تلبیہ پڑھیں، تلبیہ پڑھتے ہی احرام شروع ہو گیا اور احرام کی تمام مذکورہ پابندیاں لازم ہو گئیں، اس کے بعد منی کو روانہ ہو جائیں۔

منی مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے، آٹھویں تاریخ کی ظہر سے نویں تاریخ کی صبح تک منی میں پانچ نمازیں پڑھنا، اور رات کو منی میں قیام کرنا سنت ہے اگر اس رات کو مکہ مکرمہ میں رہا یا عرفات میں پہنچ گیا تو مکروہ ہے۔

دوسرا دن ۹ ذی الحجہ

آج حج کا سب سے بڑا رکن یعنی ''وقوف عرفہ'' ادا کرنا ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، طلوع آفتاب کے بعد جب کچھ دھوپ پھیل جائے منی سے عرفات کیلئے روانہ ہو جائے جو منی سے تقریبا چھ میل ہے، جب جبل رحمت پر نظر پڑے (میدان عرفات میں ایک پہاڑ ہے) تو تسبیح و تہلیل و تکبیر کہے اور جو چاہے دعا مانگے ، خواہ یہ دعا مانگ لے :اللّٰهُمَّ إليك توجهت و عليك توكلت و وجهك أردت اللّٰهُمَّ اغفرلي و تب علي واعطني سؤلي و وجه لي الخير حيث توجهت , سبحان الله و الحمد لله و لا إله إلا الله و الله أكبر.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے آپ ہی کی طرف توجہ کی اور آپ ہی پر بھروسہ کیا، اور آپ ہی کی رضا کا ارادہ کیا، اے اللہ! میری مغفرت فرما اور میری توبہ قبول فرما اور میرا سوال پورا فرما، اور خیر کو میرے لئے ادھر متوجہ فرمادے۔ جدھر میری توجہ ہو، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

نویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے صبح صادق تک کے درمیانی حصہ میں احرام حج کی حالت میں کسی قدر بھی عرفات میں ٹھہر جائے یا وہاں سے گزر جائے تو اس کا حج ہو جائے گا اگر اس وقت میں ذرا دیر کو بھی عرفات میں نہ پہونچا تو حج نہ ہو گا اور زوال کو بعد غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے جو شخص اس وقت میں نہ پہنچ سکے وہ آنے والی رات میں کسی وقت بھی پہنچ جائے تو اس کا حج ہو جائے گا۔

مستحب یہ ہے کہ زوال آفتاب کے بعد غسل کرلے، اور اس کا موقع نہ ملے تو وضو ہی کرلے اور اول وقت نماز ادا کر کے وقوف شروع کر دے۔

سنت طریقہ یہ ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی امیر حج کی اقتداء میں پڑھی جائے یعنی عصر کو بھی ظہر کے وقت میں ہی پڑھ لے، وہاں جو بڑی مسجد ہے جس کو مسجد نمرہ کہتے ہیں اس میں امام دونوں نمازیں اکٹھی پڑھاتا ہے، لیکن چونکہ ہر شخص وہاں پہنچ نہیں سکتا اور سب حاجی اس میں سما بھی نہیں سکتے اور بغیر امیر حج کی اقتداء کے دونوں نمازوں کو عرفات میں جمع کرنا حدیث شریف سے ثابت بھی نہیں ہے، اور امام کے مقیم یا مسافر ہونے کا یقینی طور پر علم بھی نہیں ہوتا، اس لئے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان وغیرہ کے حنفی علماء کرام حاجیوں کو یہی فتوی دیتے ہیں کہ اپنے اپنے خیموں میں نماز پڑھنے والے ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں باجماعت پڑھیں اور نمازوں کے علاوہ جو وقت ہے اسے ذکر اور دعاء اور تلبیہ میں صرف کریں۔[١٥٨]

وقوف عرفات کا مسنون طریقہ

زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک پورے میدان عرفات میں جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ جبلِ رحمت جو عرفات کا مشہور پہاڑ ہے اس کے قریب جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف ہے اس جگہ وقوف کرے، بالکل اس جگہ نہ ہو تو جس قدر اس کے قریب ہو بہتر ہے، لیکن اگر جبل رحمت کے پاس جانے میں دشواری ہو یا واپسی کے وقت اپنا خیمہ تلاش کرنا

---

١٥٨ ۔ اجتہادی مسائل میں شدت پسندی جائز نہیں۔ آپ اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں دوسروں پر اعتراض نہ کریں

مشکل ہو جیسا کہ آجکل عموماپیش آتا ہے، تواپنے خیمے میں ہی وقوف کرے، خود کو تکلیف میں نہ ڈالے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پورے عرفات میں کہیں بھی وقوف کیا جاسکتا ہے۔

افضل اور اعلی تو یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑا ہو کر مغرب تک وقوف کرے اور ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرتا رہے، اگر پورے وقت کھڑا نہ ہو سکے تو جس قدر کھڑا ہو سکتا ہو کھڑا رہے پھر بیٹھ جائے پھر جب قوت ہو کھڑا ہو جائے، اور پورے وقت میں خشوع و خضوع اور گریہ و زاری کے ساتھ ذکر اللہ، تلاوت اور درود شریف و استغفار میں مشغول رہے اور تھوڑی تھوڑی دیر میں تلبیہ پڑھتا رہے اور دینی اور دنیوی مقاصد کے لئے اپنے واسطے اور اپنے متعلقین و احباب کے واسطے خاص کر ان لوگوں کیلئے جنہوں نے دعاؤں کی درخواست کی ہو اور تمام مسلمانوں کے واسطے دعائیں مانگتا رہے، یہ وقت مقبولیت دعاء کا خاص وقت ہے اس دن بلاضرورت آپس کی جائز گفتگو سے بھی پرہیز کرے، پورے وقت کو دعاؤں اور ذکر اللہ میں صرف کرے۔

عرفات کی دعائیں

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بہتر دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے، اور سب سے بہتر جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہا وہ یہ ہے: لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك و له الحمد و هو على كل شيء قدير.

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (رواہ الترمذی)

مناسک ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی میں طبرانی سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عرفات کی دعاؤں میں یہ دعاء بھی تھی: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَرَى مَكَانِي ، وَتَسْمَعُ كَلامِي ، وَتَعْلَمُ سِرِّي وَعَلانِيَتِي ، لا يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِي ، أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ ، الْمُسْتَغِيثُ الْمُسْتَجِيرُ ، الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ ، الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِينِ ، وَأَبْتَهِلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيلِ ، وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيرِ ، مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ ، وَ فَاضَتْ لَکَ عَيْنهُ وَ نَحَلَ لَكَ جَسَدُهُ ، وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ ، اللَّهُمَّ لا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ شَقِيًّا ، وَكُنْ بِي رَءُوفًا رَحِيمًا ، يَا خَيْرَ الْمَسْئُولِينَ ، وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِينَ.

ترجمہ: اے اللہ بے شک تو میرے وقوف کی جگہ کو دیکھ رہا ہے اور میری بات کو سن رہا ہے اور میرا ظاہر و باطن سب جانتا ہے اور میرے امور میں سے تجھ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے ، اور میں سختی میں مبتلا ہوں محتاج ہوں فریادی ہوں پناہ کا طلبگار ہوں خوفزدہ ہوں گناہوں کا اقراری ہوں اور اعتراف کرتا ہوں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مسکین کی طرح اور تیرے سامنے گڑگڑاتا ہوں شرمندہ گنہگار کی طرح اور میں تجھ کو پکارتا ہوں جیسا کہ خوفزدہ مصیبت زدہ پکارتا ہے اور جیسا کہ وہ شخص پکارتا ہے جس کی تیرے سامنے گردن جھک گئی اور جسکے آنسو جاری ہو گئے اور جسکا جسم تیرے خوف سے دبلا ہوا اور جسکی ناک تیرے لئے خاک آلود ہوئی، اے میرے رب ! مجھے محروم نہ فرما اور میرے لئے بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہو جا اے وہ ذات پاک جو ان میں سب سے بہتر ہے جن سے سوال کیا گیا اور اے وہ ذات پاک جو سب سے بڑھکر عطا فرمانے والے ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیاہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان عرفہ کے دن زوال کے بعد عرفات میں قبلہ رخ ہو کر سو مرتبہ۔ لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك و له الحمد و هو على كل شيء قدير. پڑھے پھر سو مرتبہ قل ہو اللہ احد (پوری سورہ اخلاص) پڑھے، پھر سو مرتبہ مندرجہ ذیل درود پڑھے۔ اللهم صل على محمد و على آل محمد كما صليت على إبراهيم و على آل إبراهيم إنك حميد مجيد و علينا معهم .

تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! میرے اس بندہ کی کیا جزا ہے، اس نے میری تسبیح و تہلیل (یعنی میری توحید بیان کی) کی اور میری بڑائی اور عظمت بیان کی اور میری معرفت حاصل کی اور میری شان بیان کی اور میرے نبی پر درود بھیجا، اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی جان کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی، اور اگر میرا بندہ مجھ سے تمام عرفات والوں کیلئے سفارش کرے تو اس کی سفارش ان سب کے حق میں قبول کروں گا۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان من جابر رضی اللہ تعالی عنہ)

حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفات میں میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی اکثر دعا یہ ہے:۔

لاَ إِلَه إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِى قَلْبِى نُورًا وَفِى سَمْعِى نُورًا وَفِى

بَصَرِی نُورًا اللَّهُمَّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی وَيَسِّرْ لِی أَمْرِی وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الأَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِی اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِی النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَمِنْ شَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے، اور میرے آنکھوں میں نور کر دے، اے اللہ! میرا سینہ کھول دے اور میرے کاموں کو آسان فرمادے اور میں سینے کے وسوسوں سے اور کاموں کے بگڑنے سے اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتاہوں، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتاہوں اس چیز کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اس چیز کے شر سے جس سے ہوا لے کر چلتی ہے اور زمانہ میں پیدا ہونے والی مصیبتوں سے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے منقول ہے کہ وہ عرفات میں عصر کی نماز سے فارغ ہو کر ہاتھ اٹھا کر وقوف میں مشغول ہو جاتے تھے اور اللہُ أَكْبَرُ وَللهِ الحَمْدُ ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ. پڑھ کر یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللَّهُمَّ اهْدِنِي بِالْهُدَى ، وَنَقِنِی بِالتَّقْوَى ، وَاغْفِرْ لِی فِی الآخِرَةِ وَالأُولَى.(حصن حصین)

اس کے بعد ہاتھ نیچے کر لیتے تھے اور جتنی دیر میں سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اتنی دیر

خاموش رہ کر پھر ہاتھ اٹھاتے تھے اور اسی طرح دعا کرتے تھے جس طرح اوپر بیان
ہوئی۔

مذکورہ بالا دعاؤں کے علاوہ اور جو چاہے اور جس زبان میں چاہے دعا کرے اور دل خوب حاضر کر کے خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگے کیونکہ حقیقی معنی میں دعا و ہی ہے، جو دل سے نکلے، جو دعائیں اس موقع سے متعلق روایات حدیث سے ثابت ہیں ان کا خاص اہتمام کرنا چاہئے جو اوپر لکھدی گئیں ہیں، دعاؤں کے درمیان بار بار تلبیہ بھی پڑھتا رہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار جامع دعائیں منقول ہیں جو کسی وقت یا مقام کے ساتھ مخصوص نہیں وہ دعائیں ہر وقت مانگی جاسکتی ہیں اور ان دعاؤں کو الحزب الاعظم اور مناجات مقبول میں جمع کر دیا گیا ہے عرفات میں ان کتابوں میں سے جس قدر چاہے دعائیں پڑھ لے۔ بہت لمبا وقت ہوتا ہے اس میں بہت کچھ پڑھ سکتے ہیں اور مانگ سکتے ہیں۔

عرفات سے مزدلفہ کو روانگی

مزدلفہ عرفات سے مغرب کی طرف تین میل کے فاصلے پر ہے، آفتاب غروب ہوتے ہی مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائے، راستہ میں ذکر اللہ اور تلبیہ میں مشغول رہے، اس روز حجاج کے لئے مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھنا جائز نہیں، نماز مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے وقت نماز عشاء کے ساتھ پڑھنا واجب

ہے، مزدلفہ پہنچ کر اول مغرب کے فرض پڑھے اور مغرب کے فرضوں کے فورا بعد عشاء کے فرض پڑھے، اور سنتیں اور وتر سب بعد میں پڑھے۔

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی جائیں اور مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کیلئے جماعت شرط نہیں ہے، تنہا ہو تب بھی اکٹھا کر کے پڑھے۔

اگر مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھ لی ہے تو مزدلفہ میں پہنچ کر اس کا اعادہ کرنا یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہے، اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ گیا تو ابھی مغرب کی نماز نہ پڑھے عشاء کے وقت کا انتظار کرے اور عشاء کے وقت میں دونوں نمازوں کو جمع کرے۔

مزدلفہ کی رات میں ذکر وعبادت میں مشغول رہنا مستحب ہے، (اگر آرام کرے اور سو جائے تو اس میں بھی اتباع سنت کی نیت کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مزدلفہ میں آرام فرمایا ہے۔ از مرتب) اور اس شب میں مزدلفہ میں رہنا سنت مؤکدہ ہے، بہت سے لوگ وقت سے پہلے ہی فجر کی اذان دے کر نماز فجر مزدلفہ میں پڑھ کر منی کو چلے جاتے ہیں، اول تو فرض نماز ترک کر کے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ وقت سے پہلے نماز نہیں ہوتی۔ دوسرے وقوف مزدلفہ (جو واجب ہے) چھوڑنے کا گناہ ہوتا ہے، اور دم بھی واجب ہوتا ہے، حج کرنے نکلے ہیں قاعدہ کے مطابق عمل کریں، ایک فرض (یعنی حج) ادا کیا اور دوسرا فرض (یعنی نماز) ترک کرنے کا گناہ سر لے لیا، یہ کیا سمجھداری ہے؟ اور بہت سے لوگ تو نفلی حج میں ایسی حرکت کرتے ہیں، ایسے نفلی حج کی ضرورت کیا ہے جس میں فرض نماز ترک کی جائے، البتہ اگر عورتیں ہجوم کی وجہ سے

مزدلفہ میں نہ ٹھہریں سیدھی منیٰ چلی جائیں تو ان کے لئے گنجائش ہے اس پر دم واجب نہ ہوگا اور اگر مرد ہجوم کی وجہ سے وقوف مزدلفہ چھوڑ دے تو یہ جائز نہیں ہے مزدلفہ میں رات گذارنا سنت مؤکدہ ہے، اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں رہنا واجب ہے۔ اور واجب کے چھوٹ جانے سے دم واجب ہوتا ہے۔

تیسرا دن ۱۰ ذی الحجہ

آج ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے اس میں حج کے بہت سے احکام ہیں:

پہلا حکم وقوف مزدلفہ ہے جو واجب ہے۔ اس کا وقت طلوع فجر (صبح صادق) سے طلوع آفتاب (سورج نکلنے) تک ہے، اگر کوئی شخص طلوع فجر کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر کر منیٰ کو چلا جائے طلوع آفتاب کا انتظار نہ کرے تو بھی واجب ادا ہو گیا، واجب کی ادائیگی کے لئے اتنا بھی کافی ہے کہ نماز فجر مزدلفہ میں پڑھ لے، مگر سنت یہی ہے کہ طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک ٹھہرے مزدلفہ کے تمام میدان میں جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے سوائے وادی محسر کے جو منیٰ کی جانب مزدلفہ سے خارج وہ مقام ہے جہاں اصحاب فیل پر عذاب آیا تھا لہذا وہاں وقوف جائز نہیں ہے، افضل یہ ہے کہ جبل قزح کے قریب وقوف کرے، اگر ازدحام کی وجہ سے وہاں پہنچنا مشکل ہو تو مزدلفہ میں جس جگہ ٹھہرا ہے وہیں صبح کی نماز اندھیرے میں یعنی اول وقت میں پڑھ کر وقوف کرے اس وقوف میں تلبیہ اور تکبیر و تہلیل اور استغفار و توبہ اور دعا کی کثرت کرے، ایمان پر خاتمہ اور عذاب قبر سے حفاظت اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاص طور پر دعا کرے، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بار بار پڑھتا رہے۔

وقوف مزدلفہ کے بارے میں بہت سے لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ عرفات سے آتے ہوئے سیدھے منی چلے جاتے ہیں اور بعض حاجی ایک دو گھنٹہ مزدلفہ میں رہ کر رات ہی کو منی پہنچ جاتے ہیں، یہ لوگ مزدلفہ میں رات گزارنے اور صبح صادق کے بعد وقوف کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ وقوف ترک کرنے کی وجہ سے ان پر دم لازم آتا ہے۔

مزدلفہ سے منی روانگی

جب طلوع آفتاب میں دو رکعت ادا کرنے کے بقدر وقت رہ جائے تو مزدلفہ سے منی کے لئے روانہ ہو جائے، اس کے بعد تاخیر کرنا خلاف سنت ہے، اور بہتر یہ ہے کہ آج کی رمی کے لئے سات کنکریاں جمع کر لے چنے یا کھجور کی چھوٹی گٹھلی کے برابر مزدلفہ سے اٹھا کر ساتھ لے جائے ورنہ کہیں سے بھی اٹھالینا جائز ہے۔

منی پہنچ کر جمرہ عقبہ کی رمی کرنا

منی پہنچ کر سب سے پہلا کام جمرہ عقبہ کی رمی کرنا ہے، منی میں تین ستون اونچے بنے ہوئے ہیں ان کو جمرات اور جمار کہتے ہیں اور ایک کو جمرہ کہتے ہیں، ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب ہے اس کو جمرہ اولی اور اس کے بعد والے کو جمرہ وسطی اور اس کے بعد والے کو جو سب سے اخیر میں ہے جمرہ عقبہ اور جمرہ کبری کہتے ہیں، ان ستونوں کے گرد گھیرا بنا ہوا ہے اس میں کنکریاں پھینکنے کو رمی کہتے ہیں۔

دسویں تاریخ کو صرف جمرہ عقبہ کی رمی ہوتی ہے، مزدلفہ سے چل کر جب منی پہنچے تو پہلے اور دوسرے جمرہ کو چھوڑ کر سیدھا جمرہ عقبہ پر جائے اور اس کو سات

کنکریاں مارے اور پہلی کنکری کے ساتھ تلبیہ پڑھنا بند کر دے، مفرد ہو یا متمتع یا قارن سب کے لئے ایک ہی حکم ہے، رمی کرتے ہوئے ہر کنکری کے مارنے کے وقت تکبیر اور دعا اس طرح پڑھے۔ بسم الله , الله أكبر , رغما للشياطين و رضى للرحمن اللّٰهُمَّ اجعله حجا مبرورا و ذنبا مغفورا و سعيا مشكورا

ترجمہ: میں اللہ کا نام لیکر کنکری مارتا ہوں اللہ سب سے بڑا ہے، میرا یہ عمل شیطان کو ذلیل کرنے کیلئے ورحمن کو راضی کرنے کیلئے ہے، اے اللہ میرے اس حج کو حج مبرور بنادے اور گناہوں کو بخش دے اور میری سعی کی قدردانی فرما (یعنی لائق ثواب بنادے) تکبیر کے بجائے سبحان الله یا لا اله الا الله پڑھنا بھی جائز ہے، (اگر کچھ نہ پڑھے تب بھی رمی ادا ہو جائے گی) لیکن بالکل ذکر چھوڑنا برا ہے۔

جمرہ عقبہ کی رمی کا مسنون وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے، اور زوال سے غروب تک وقت جائز ہے یعنی اس میں نہ استحباب ہے نہ کراہت ہے اور غروب آفتاب کے بعد وقت مکروہ ہو جاتا ہے، لیکن یہ کراہت ضعیفوں اور کمزوروں کے لئے نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس رمی کا وقت طلوع آفتاب سے لے کر آنے والی رات کے ختم تک یعنی صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے تک ہے، البتہ وقت میں تفصیل ہے، کچھ وقت مسنون ہے کچھ جائز ہے اور کچھ مکروہ ہے، لیکن ضعیفوں اور بیماروں اور عورتوں کے لئے وقت مکروہ میں بھی کراہت نہیں ہے، اگر ازدحام زیادہ ہو اور جان کا خطرہ ہو تو عصر کے بعد یا کسی بھی وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رمی کر لے۔

جو لوگ رمی کر سکتے ہیں بہت سے لوگ ان کی طرف سے بھی نیابۃ رمی کر دیتے ہیں یہ درست نہیں ہے، اس طرح سے ترک رمی کا گناہ ہوتا ہے اور دم واجب ہوتا ہے، غروب آفتاب کے بعد وہ لوگ رمی کر لیں جو بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے دوسروں کو نائب بنا دیتے ہیں عورتوں کو بھی رات کو رمی کرا دیں اس سے تکلیف نہ ہوگی، اگر کسی نے صبح صادق تک بھی رمی نہیں کی تو قضا ہو گئی، گیارہویں تاریخ کو اس کی قضا بھی کرے اور دم بھی دے۔

قربانی

جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر بطور شکرانہ حج کی قربانی کرے، اور یہ قربانی مفرد کیلئے مستحب ہے اور قارن اور متمتع پر واجب ہے۔

جو شخص خود ذبح کرنا جانتا ہو اس کے لئے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے اور اگر ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو ذبح کے وقت قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے، اگر ذبح کی جگہ حاضر بھی نہ ہو اور دوسرے سے ذبح کرا دے تو یہ بھی درست ہے ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھے ۔ إِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ عَلَی مِلَّةِ إِبْرَاهِیمَ حَنِیفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِینَ إِنَّ صَلاَتِی وَنُسُكِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی اللهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ لاَ شَرِیكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِینَ اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ .

اس کے بعد بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دے۔

یہ بیان حج کی قربانی کا تھا، اور جو قربانی صاحب نصاب پر ہر علاقہ میں واجب ہوتی ہے اس کا حکم حاجیوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان میں سے جو شخص مکہ معظمہ میں

پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت کر کے مقیم تھا اور وہ حج کے احکام ادا کرنے کے لئے منی اور عرفات آیا ہے تو اس پر وہ دوسری قربانی بھی واجب ہے، لیکن اس قربانی کا منی یا حرم میں ہونا ضروری نہیں ہے، اگر اپنے وطن میں کرادے تب بھی درست ہے، اور جو شخص مکہ معظمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت کر کے مقیم نہ تھا بلکہ پندرہ دن سے کم مدت مکہ میں رہ کر منی و عرفات کیلئے روانہ ہو گیا تو اس پر وہ قربانی واجب نہیں جو صاحب نصاب پر ہر سال ہر علاقہ میں واجب ہوتی ہے، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا کہ قارن اور متمتع پر قربانی واجب ہے، یعنی ایک بکری یا بھیڑ یا دنبہ جس کی عمر کم از کم ایک سال ہو ذبح کر دے، یا پانچ سالہ اونٹ یا دو سالہ گائے میں ساتواں حصہ لے لے، تمتع اور قران کی قربانی حدود حرم میں ہونا واجب ہے، اور منی میں ہونا افضل ہے۔

اگر کسی متمتع یا قارن کو پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے قربانی کی طاقت نہ ہو تو وہ اس کے بدلے دس روزے رکھ لے لیکن شرط یہ ہے کہ ان میں سے تین روزے دسویں ذی الحجہ سے پہلے پہلے رکھ لئے ہوں اور احرام عمرہ کے بعد رکھے ہوں اور حج کے مہینوں میں یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں رکھے ہوں، اور سات روزے ایام تشریق گزر جانے کے بعد رکھے خواہ مکہ میں خواہ کسی اور جگہ لیکن گھر آکر رکھنا افضل ہے۔ اگر کسی قارن یا متمتع نے دسویں تاریخ سے پہلے یہ تینوں روزے نہ رکھے تو اب قربانی ہی کرنی پڑے گی، اگر اس وقت قربانی کی قدرت نہیں ہے تو سر منڈا کر یا بال کٹا کر احرام سے نکل جائے لیکن جب مقدور ہو جائے تو ایک دم قران یا تمتع کا اور ایک دم ذبح سے پہلے حلال ہونے کا دیدے۔ یعنی دو قربانیاں دے اور اگر ایام نحر کے بعد ذبح کرے تو تیسرا دم ایام نحر سے مؤخر کرنے کا لازم

ہو گا۔

واضح رہے قران اور تمتع کی قربانی دسویں گیارہوں یا بارھویں تاریخوں میں کسی تاریخ میں کرنا لازم ہے، بارہویں کا سورج چھپنے سے پہلے قربانی کر دے، لیکن متمتع اور قران والا جب تک قربانی نہ کرے اسوقت تک حلق یا قصر نہ کرائے، کسی وجہ سے دسویں تاریخ تک قربانی نہ کر سکے تو گیارہ بارہ کو کر لے لیکن بال منڈانا یا کتروانا بھی قارن اور متمتع قربانی پر موقوف رکھے، اس کو خوب سمجھ لینا چاہئے۔

حلق اور قصر کا بیان

حلق سر منڈانے کو اور قصر بال کٹانے کو کہتے ہیں، احرام عمرہ کا ہو یا حج کا یا دونوں کا ایک ساتھ باندھا ہو ہر صورت میں حلق اور قصر ہی احرام سے نکلنے کے لئے متعین ہے، جب تک حلق یا قصر نہ کریگا احرام سے نہ نکلے گا، اگر سلے ہوئے کپڑے حلق یا قصر سے پہلے پہن لئے یا سر کے علاوہ کسی اور جگہ کے بال مونڈ لئے یا ناخن کاٹ لئے یا خوشبو لگالی تو جزا واجب ہو گی، عمرہ کرنے والا شخص جب عمرہ کی سعی سے فارغ ہو جائے تو حلق یا قصر کروالے، اور حج افراد والا اور تمتع والا جس نے آٹھ تاریخ کو مکہ سے حج کا احرام باندھا تھا اور اس سے پہلے عمرہ کر کے فارغ ہو چکا تھا، اور قارن یہ تینوں دسویں تاریخ کو منی میں رمی اور قربانی کے بعد حلق یا قصر کرائیں، اور اگر بارہویں تاریخ کا سورج چھپنے تک حلق یا قصر کو مؤخر کر دے تو یہ بھی جائز ہے، بارہویں تاریخ کا سورج چھپ جانے کے بعد حلق یا قصر کریں گے تو دم واجب ہو گا، اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ حلق اور قصر حرم ہی میں ہونا واجب ہے، اگر حرم کے باہر حلق یا قصر کیا تو اس کی وجہ سے دم واجب ہو گا، یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ جس کا صرف حج کا احرام ہو یعنی مفرد ہو وہ دس تاریخ کو رمی کرنے کے

بعد حلق یا قصر کرا سکتا ہے کیونکہ قربانی اس پر واجب نہیں ہے مستحب ہے، اگر وہ مستحب پر عمل کرتا ہے تو بہتر ہے کہ قربانی کے بعد حلق یا قصر کرائے، اور جس شخص کا حجِ قران یا تمتع ہو وہ قربانی سے پہلے حلق یا قصر نہ کرائے، تمتع اور قران والے پر قربانی بھی واجب ہے۔

حلق اور قصر کا طریقہ

قبلہ رخ بیٹھ کر سر کے بال منڈائے یا کتروائے، اپنی داہنی جانب سے سر منڈانا یا کتروانا شروع کرے، چوتھائی سر کے بال مونڈ دینا یا چوتھائی سر کے بال کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر کاٹ دینا احرام سے نکلنے کے لئے واجب ہے، اس سے کم مونڈنے یا کاٹنے سے احرام سے نہ نکلے گا عمرہ والا ہو یا حج والا سب کا ایک ہی حکم ہے، افضل یہ ہے کہ سارے سر کے بال منڈادے، اگر نہ منڈائے تو سارے سر کے بال بقدر انگلی کے ایک پورے کے کٹوادے، گو احرام سے نکلنے کیلئے چوتھائی سر کے بال مونڈ دینا یا بقدر ایک پورے کے چوتھائی سر کے کاٹ دینا کافی ہے، لیکن کچھ سر منڈانا کچھ چھوڑنا ممنوع ہے، لہذا پورا سر منڈائے یا پورے سر کے بال انگلی کے ایک پورے کے بقدر کٹوائے تاکہ سنت کے خلاف نہ ہو، اور قصر کرنے والا ایک پورے کے برابر بال کاٹنا چاہے تو ایک پورے سے زیادہ لے لے کیونکہ بال چھوٹے بڑے بھی ہوتے ہیں، اگر ایک پورے سے زیادہ لے گا تب پورے سر کے بال ایک پورے کے برابر کٹ جانے کا یقین ہو گا، چند بال کاٹنے سے احرام سے نہیں نکلے گا خوب سمجھ لیں، اور چونکہ عورت کو سر کے بال

منڈانا حرام ہے اس لئے وہ بقدر ایک پورے کے پورے سر کے بال کٹا کر احرام سے نکل جائے ، اور کم از کم چوتھائی سر کے بال بقدر ایک پورے کے ضرور کٹوائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ چوٹی کے سرے سے بال برابر کر کے ایک پورے کے برابر کاٹ دیں، حلق اور قصر سے پہلے لبیں اور ناخن وغیرہ نہ کٹوائے اور نہ بغل کے بال صاف کرے ورنہ جزا واجب ہو گی ، حلق یا قصر کراتے وقت اللہ اکبر کہے، اور حلق یا قصر کرانے کے بعد بھی تکبیر کہے، حلق و قصر کے بعد حاجی کے لئے ممنوعات احرام کی پابندی ختم ہو جاتی ہے، یعنی خوشبو لگانا، ناخن کاٹنا بال کاٹنا سلے ہوئے کپڑے پہننا، سر اور چہرہ ڈھانکنا یہ سب کام جائز ہو جاتے ہیں، البتہ میاں بیوی والے خاص تعلقات حلال نہیں ہوتے، وہ طوافِ زیارت کے بعد حلال ہوتے ہیں۔

طوافِ زیارت

منی میں رمی اور ذبح اور حلق یا قصر کرانے کے بعد مکہ معظمہ جا کر طوافِ بیت اللہ کرے ، یہ طواف حج کے فرائض میں سے ہے جس کو طواف رکن اور طواف افاضہ اور طوافِ زیارت کہتے ہیں، اس کا اول وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق طلوع ہو جاتے ہی شروع ہو جاتا ہے ، اس سے پہلے جائز نہیں ہے ، اور طوافِ زیارت دس گیارہ، بارہ تینوں دنوں میں ہو سکتا ہے۔ البتہ دسویں ذی الحجہ کو اس کا ادا کر لینا افضل ہے، اور جب بارہویں تاریخ کو آفتاب غروب ہو گیا تو اس کا صحیح وقت نکل گیا، اگر بارہ ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہونے کے بعد کریگا تو طواف ادا ہو جائے گا لیکن ایک دم واجب ہو گا ، طوافِ زیارت کرنے کے بعد میاں بیوی والے تعلقات بھی حلال ہو جائیں گے۔

واضح رہے کہ اگر کسی نے طوافِ قدوم کے ساتھ حج کی سعی کرلی تو اب طوافِ زیارت میں رمل نہ کرے، اور اگر اس وقت سعی نہیں کی تھی تو اب طوافِ زیارت کے بعد سعی کرلے اور طوافِ زیارت کے شروع کے تین چکروں میں رمل بھی کرے۔

اب رہا مسئلہ اضطباع کا تو چونکہ اضطباع کا تعلق بغیر سلے ہوئے کپڑے پہننے کی حالت سے ہے اس لئے جو شخص طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے اگر اس نے اب تک حلق نہیں کرایا ہے اور سلے ہوئے کپڑے نہیں پہنے ہیں تو طوافِ زیارت میں اضطباع کرے، اور اگر حلق یا قصر کرا کے سلے ہوئے کپڑے پہن چکا ہے تو اب اضطباع کا موقع رہا ہی نہیں بلا اضطباع ہی طواف کرے۔

طوافِ زیارت کے بعد منیٰ کو واپسی

دسویں تاریخ کو طوافِ زیارت کے بعد منیٰ واپس آجائے اور گیارہویں بارہویں شب منیٰ میں گزارے اور ان دونوں دنوں میں زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے دس تاریخ کو طوافِ زیارت نہ کیا ہو تو گیارہویں بارہویں تاریخ میں سے کسی وقت رات کو یا دن کو مکہ معظمہ جاکر طواف کرلے۔

چوتھا دن ۱۱ ذی الحجہ

اگر قربانی یا طوافِ زیارت کسی وجہ سے دس تاریخ کو نہیں کرسکا تو آج گیارہویں کو کرلے، زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے، آج کی رمی کا وقت مستحب زوال کے بعد شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہے، غروب کے بعد مکروہ ہے، مگر بارہویں تاریخ کی صبح طلوع ہونے سے پہلے پہلے رمی کرلی جائے تو ادا ہو

جاتی ہے دم نہیں دینا پڑتا، اور اگر بارہویں تاریخ کی صبح ہو گئی تو اب گیارہویں تاریخ کی رمی کا وقت فوت ہو گیا، اس کی قضا اور جزا دونوں لازم ہوں گی، یعنی بارہویں تاریخ کو اس دن کی رمی بھی کرے اور گیارہویں کی فوت شدہ رمی کی قضا بھی کرے، اور دم بھی دے، گیارہویں تاریخ کی رمی اس ترتیب سے کرے کہ پہلے جمرہ اولی پر سات کنکریاں اسی طریقے سے مارے جس طرح دس تاریخ کو جمرہ عقبہ کی رمی کر چکا ہے، اس کی رمی سے فارغ ہو کر مجمع سے ہٹ کر قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے، کم سے کم اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر میں بیس آیتیں پڑھی جاسکیں، اس وقفہ میں تکبیر و تہلیل، استغفار و درورد شریف میں مشغول رہے، اپنے اور اپنے احباب اور عام مسلمانوں کے لئے دعا کرے یہ بھی قبولیت دعا کا مقام ہے، اس کے بعد جمرہ وسطی پر آئے اور اسی طرح سات کنکریاں مارے جس طرح پہلے مار چکا ہے اور اس کے بعد مجمع سے ہٹ کر قبلہ رخ ہو کر دعاء و استغفار میں کچھ مشغول رہے، پھر جمرہ عقبہ پر آئے اور یہاں بھی حسب سابق سات کنکریوں سے رمی کرے اور اس کے بعد دعاء کیلئے نہ ٹھہرے کہ یہاں دعا کیلئے ٹھہرنا سنت سے ثابت نہیں ہے، البتہ وہاں سے واپس ہو کر چلتے ہوئے دعاء مانگ لے۔ آج کی تاریخ کا اتنا ہی کام تھا جو پورا ہو گیا، باقی اوقات اپنی جگہ پر منی میں گزارے، ذکر اللہ، تلاوت، دعاؤں، میں مشغول رہے غفلتوں اور فضول کاموں میں وقت ضائع نہ کرے۔

گیارہویں تاریخ کی رمی بھی عورتوں اور کمزوروں کو آنے والی رات میں کسی وقت کر لینی چاہئے، نہ بالکل ترک کرے نہ کسی کو نائب بنائے، رات میں بھیڑ نہیں ہوتی صحتمند آدمی بھی اگر رش کی وجہ سے جان کا خطرہ محسوس کرے تو رمی رات کو کر

سکتا ہے، اللہ کے دین میں تنگی نہیں ہے۔

پانچویں دن، ۱۲ ذی الحجہ اور مکہ معظمہ کو واپسی

آج کا کام تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے، زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے جس طرح ۱۱ ذی الحجہ کو کی ہے، بارہویں کی رمی کا مسنون وقت زوال سے غروب تک ہے، اور غروب سے لیکر صبح صادق تک وقت مکروہ ہے مگر عورتوں اور ضعیفوں کے لئے مکروہ نہیں ہے، اگر اب تک قربانی نہ کی ہو یا طوافِ زیارت نہ کیا ہو تو آج سورج چھپنے سے پہلے ضرور کرلے اور آج کی رمی بھی کرلے۔

۱۳ ذی الحجہ کی رمی

۱۲ ذی الحجہ کی رمی کرنے کے بعد اب تیرہویں تاریخ کی رمی کے لئے منی میں مزید قیام کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے، اگر چاہے تو بارہویں تاریخ کی رمی سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ جا سکتا ہے بشرطیکہ غروب آفتاب سے پہلے منی سے نکل جائے، اگر بارہویں تاریخ کو آفتاب منی میں غروب ہو گیا تو اب منی سے نکلنا مکروہ ہے، اس کو چاہئے کہ آج رات اور منی میں قیام کرے اور تیرہویں تاریخ رمی کر کے مکہ معظمہ جائے اور اگر منی میں تیرہویں کی صبح ہو گئی تو اس دن کی رمی بھی اس کے ذمہ واجب ہو گئی بغیر رمی کئے ہوئے جانا جائز نہیں ہے، اگر بغیر رمی کے چلا جائے گا تو دم واجب ہو گا افضل یہی ہے کہ بارہویں تاریخ کی رمی کے بعد غروب سے پہلے جانا جائز ہونے کے باوجود خود اپنے ارادہ سے رات کو وہاں ٹھہرے اور صبح کو زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات کی رمی کر کے مکہ معظمہ جائے، اس دن کی رمی کا وہی طریقہ ہے جو گیارہویں اور بارہویں کی رمی کے بیان ذکر ہوا، اور اس دن کی رمی کا صحیح وقت زوال سے لے کر غروب آفتاب تک

ہے آنے والی رات اس دن کے تابع نہیں ہے لہذا اس دن کی رمی صرف غروب سے پہلے پہلے ہو سکتی ہے رات میں نہیں ہو سکتی، اگر غروب آفتاب تک رمی نہ کی تو رمی کا وقت ختم ہو گیا مگر اس دن کی رمی واجب ہو چکی تھی اور غروب آفتاب تک نہ کی تو اس کے ترک کرنے سے ایک دم واجب ہو گا۔

اگر کسی نے تیرہویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد زوال سے پہلے رمی کرلی تو کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، زوال سے پہلے اس دن کی رمی کرنا مکروہ ہے لیکن اس کراہت کی وجہ سے دم واجب نہ ہو گا۔

بارہویں یا تیرہویں تاریخ کی رمی کر کے مکہ معظمہ آجائے، اور مکہ معظمہ سے روانہ ہونے تک اعمال صالحہ میں مشغول رہے خصوصا طواف کثرت سے کرے اور چاہے تو عمرے کرتا رہے لیکن زیادہ طواف کرنا زیادہ عمرے کرنے سے بہتر ہے، اور جو عمرہ کرے تیرہویں تاریخ کے بعد کرے۔

طوافِ وداع

میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ طوافِ زیارت کے بعد رخصتی کا طواف کریں، اس کو طوافِ وداع اور طواف صدر کہتے ہیں اور یہ حج کا آخری واجب ہے اور اس میں حج کی تینوں قسمیں برابر ہیں 'یعنی ہر قسم کا حج کرنے والے پر واجب ہے، البتہ اہل حرم اور حدود میقات کے اندر رہنے والوں پر واجب نہیں، اور جو عورت حج کے سب ارکان وواجبات ادا کر چکی ہے اور طوافِ زیارت کے بعد حیض آگیا اور ابھی پاک نہیں ہوئی ہے کہ اس کا محرم روانہ ہونے لگا تو یہ طوافِ وداع اس پر بھی واجب نہیں رہتا وہ اپنے محرم کے ساتھ طوافِ وداع کئے بغیر جاسکتی ہے۔

طوافِ وداع کے لئے نیت بھی ضروری نہیں، اگر طوافِ زیارت کے بعد کوئی نفلی طواف

کر لیا ہے تو وہ بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور اسی سے طوافِ وداع ادا ہو جاتا ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ مستقل نیت سے عین واپسی کے وقت طواف کرے۔

اگر طوافِ وداع کر لینے کے بعد کسی ضرورت سے پھر مکہ میں قیام کرے تو پھر چلنے کے وقت طوافِ وداع کا دوبارہ کرنا مستحب ہے، طوافِ وداع کے بعد دوگانہ طواف پڑھے، پھر مستقبل قبلہ ہو کر زمزم کا پانی پیئے، پھر حرم سے رخصت ہو،

اس موقع کی کوئی خاص مسنون دعا منقول نہیں ہے جو چاہے دعا مانگے، اور واپسی پر حسرت اور افسوس کرے، اور بار بار آنے کی دعا کرے۔

شرعی پردہ کیسے اور کس سے اور کیوں؟؟؟

مع

اللہ کے ولی کی پہچان

قرآن مجید اور حدیث شریف کی روشنی میں

پیر و مرشد اور دوست کس کو بنانا چاہئے؟

از

مفتي عبد الله سيد فصيح الدين الهاشمي المدني غفر الله له

مدينه منوره

بسم الله الرحمن الرحيم

شرعی پردہ کیسے اور کس سے اور کیوں ؟؟؟

پردہ کرنا فرض ہے:

اللہ تعالی کا حکم ہے ﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ﴾ کہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کرے حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے: ((لعن الله الناظر والمنظور إليه)) اللہ کی لعنت ہے بد نظری کرنے والے پر اور جو خود کو بد نظری کے لئے پیش کرے۔ (مشکوۃ شریف)

برقعہ پہننے کا مقصد: عورت کی زیب وزینت اور اعضاءِ بدن کی ہیئت چھپ جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ یہ سولہ سالہ نوجوان لڑکی ہے یا ساٹھ سالہ بوڑھی ہے۔ دشمنانِ اسلام کی سازش یہ ہے کہ اگر مسلمان عورت کا برقعہ اتروا سکتے نہیں تو برقعہ پہننے کا مقصد ختم کردو تاکہ ساٹھ سالہ بھی سولہ سال کی نظر آئے۔

شرعی اور اسلامی برقعے کی شرائط : (۱) أن يكون الحجاب ساترا کہ برقعہ عورت کے سارے بدن کو ڈھانک دے (۲) أن لا يكون الحجاب زينة فی نفسه یعنی برقعہ بذاتِ خود زینت نہ ہو علمائے اسلام فرماتے ہیں کہ جو عورت بھڑکیلا چمکدار برقعہ پہنتی ہے وہ اس وعید میں داخل ہے : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا . (رواه مسلم)

ترجمہ:(جو عورتیں پہن کر بھی بے پردہ ننگی ہونگی بختی اونٹ کے جھکے ہوے کوہان کی طرح اپنے سر کے بالوں کو سجانے والیاں جنت میں داخل نہ ہونگیں اور نہ اسکی خوشبو پائینگی) (۳)ان يكون كثيفا، برقعہ کا کپڑا موٹا ہو (۴) أن يكون واسعا برقعہ کشادہ ہو (چست نہ ہو) (۵)ان توضع العباءة على هامة الرأس إبتدا برقعہ کی ابتدأ سر سے ہو ،یعنی سر سے نیچے کی طرف لٹکایا جائے یعنی کاندھے سے نیچے ایک حصہ اور اوپر کی اوڑھنی الگ ایسا نہ ہو بلکہ ایک ہی کپڑا سر سے نیچے کی طرف ہو۔ قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ﴾ ترجمہ: اور اپنے دوپٹوں کو اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عنها قالت كان الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مع رسول اللهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فإذا

حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا من رَأْسِهَا على وَجْهِهَا فإذا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ. مسند أحمد وسنن أبي داود بَاب في الْمُحْرِمَةِ تُغَطِّي وَجْهَهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سفر حج میں ہمارے قریب سے حاجی لوگ گذرتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوتھیں (چونکہ احرام میں عورت کو منہ پر کپڑا لگانا منع ہے اس لئے ہمارے چہرے کھلے ہوئے تھے اور چونکہ پردہ کرنا حج میں بھی لازم ہے اس لئے) جب حاجی لوگ ہمارے برابر سے گذرتے تو ہم بڑی سی چادر سر سے گرا کر چہرہ کے سامنے لٹکا لیتے اور جب حاجی لوگ آگے بڑھ جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتے۔ (رواہ احمد وابو داود)

فائدہ: اگر نامحرموں سے چہرہ چھپانا لازم نہ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اور دیگر صحابی عورتیں حاجی لوگوں سے چہرہ چھپانے کا کیوں اہتمام کرتیں۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كَمْ تَجُرُّ الْمَرْأَةُ مِنْ ذَيْلِهَا قَالَ شِبْرًا قَالَتْ إِذًا يَنْكَشِفَ عَنْهَا قَالَ ذِرَاعٌ لَا تَزِيدُ عَلَيْهَا. (ابوداود ونسائی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ عورت اپنے دامن کو کتنا لٹکائے فرمایا ایک بالش، عرض کیا: پھر تو نظر آجائے گا، فرمایا پھر ایک ہاتھ، اس سے زیادہ نہ کرے۔

(٦) أن لا يشبه لباس الرجال مردوں کے لباس سے مشابہ نہ ہو (٧) أن لا يشبه لباس الكافرات، کافر عورتوں کے لباس سے مشابہ نہ ہو (٨) نیز سینہ وغیرہ کو

بھی اچھی طرح چھپانے والا ہو قَالَ تَعَالَیٰ: ﴿ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ﴾ یعنی اپنی بڑی بڑی چادریں سر سے پاؤں تک اپنے اوپر ڈال لیا کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اپنے سروں کو اور چہروں کو بڑی بڑی چادروں سے ڈھانکے رہا کریں صرف ایک آنکھ کھلی رہے جس سے چلنے پھرنے اور دیکھنے بھالنے کی ضرورت پوری ہو جائے۔

روشن خیال فیشنی برقعے

آج کل کے برقعے یا بے حیائی کی نئی چال

اَرے یہ آپ نے کیا پہن رکھا ہے، برقعہ ہے یا شادی کا لباس ؟ یہ برقعہ ہے یا سیاہ رنگ کا خوبصورت لباس ہے؟

ہائے افسوس آپکا برقعہ تو نامحرم اور اجنبیوں کو اپنی طرف نگاہ اٹھانے کی دعوت دیتا ہے ان برقعوں کے لئے بھی برقعوں کی ضرورت ہے

اعداء اسلام ایسے برقعوں کے ذریعہ پردہ نشین پاک دامنوں کے درمیا ن بے حیائی اور بے پردگی کو پھیلانا چاہتے ہیں کیا آپ چاہیں گی کہ ان بے حیاؤں کے شریک ہو کر اس وعید شدید میں حصہ لیں اللہ کا فرمان ہے : ﴿ إِنَّ

ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ ترجمہ : بلاشبہ جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی کی بات کا چرچا ہو ان کیلئے دنیا وآخرت میں درد ناک عذاب ہےاور اللہ جانتاہے اور تم نہیں جانتے ،(سورہ نور)

آپ کے دشمن ایسے چمکدار نگاہوں کو متوجہ کرنے دلفریب برقعوں کے ذریعہ آپکو بد نظروں کی ہوسناک نگاہوں کا شکار بنانا چاہتے ہیں حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے : لعن اللہ الناظر والمنظور إلیہ اللہ کی لعنت ہے بد نظری کرنے والے پر اور جو خود کو بد نظری کے لئے پیش کرے۔

مزین چمکدار برقعے پہننا حرام ہے : اللہ تعالی کا حکم ہے ﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ﴾ کہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کرے۔

پردہ کی فضیلت

جو عورت شرعی پردہ کرتی ہے اس زمانہ میں اسے اللہ تعالی پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے برابر اجر عطا فرماتے ہیں ، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ((فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ الصَّبْرُ فِيهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ -وَزَادَنِي غَيْرُهُ- قَالَ: يَا

رَسُولَ اللهِ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ، قَالَ:((أَجْرُخَمْسِينَ مِنْكُمْ))(ابوداود) فرمایا تمہارے آگے صبر کے دن آنے والے ہیں ان میں صبر کرنا انگارے کو اپنی مٹھی میں لینے کے مانند ہے، جو ان میں دین پر عمل کریگا اللہ رب العزت اس کو پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر اجر عطا فرمائیگے، کہا ان میں سے پچاس یا ہم میں سے فرمایا تم میں سے، یعنی صحابہ میں سے۔ علمائے اسلام فرماتے ہیں کہ جس وقت عورت برقعہ کے اندر ہوتی ہے گویا وہ اللہ رب العزت کی اطاعت وعبادت میں ہوتی ہے اور عبادت کا ثواب پاتی ہے، جیسا کہ نمازی جب تک نماز میں ہوتا ہے عبادت میں ہوتا ہے اسی طرح شرعی برقعہ پہننے والی عورت بھی مستقل عبادت میں ہوتی ہے۔جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: خير للمرأة أن لا تنظر إلى الرجال ولا ينظر إليها الرجال.

یعنی عورت کیلئے بہتر ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھے اور نہ مرد اسکو دیکھیں۔ اوراپنے انتقال کے وقت رونے لگیں تو انسے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنہا نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ میرے نعش کو اٹھا کر لیجائینگے اور مردوں کی نگاہ اس پر پڑیگی کفن کے اوپر سے اور بدن کی ہیئت ظاہر ہو جائے گی تو انہیں اطمئنان دلایا کہ ہم آپ کیلئے ایک کمان بنادیتے ہیں پھر اس کمان پر کپڑا ڈال دینگے تاکہ پردہ ہو جائے اسکے باوجود فرمایا میرے جنازے کو رات میں دفن کرنا۔

وہ قریبی رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے
اور ان سے بے پردہ ہونا آنکھوں کا زنا ہے

(۱) چچازاد بھائی اور بہن (۲) پھوپھی زاد بھائی اور بہن (۳) ماموں زاد بھائی اور بہن (۴) خالہ زاد بھائی اور بہن (۵) تائی (۶) چچی (۷) ممانی (۵) بھابھی (۶) دیور جیٹھ (۷) نندوئی (۸) بہنوئی (۹) سالی (۱۰) پھوپھا (۱۱) خالو (۱۲) شوہر کا بھتیجا (۱۳) بیوی کی بھتیجی (۱۴) شوہر کا بھانجا (۱۵) بیوی کی بھانجی (۱۶) شوہر کا چچا (۱۷) بیوی کی پھوپھی (۱۸) شوہر کا ماموں (۱۹) بیوی کی خالہ (۲۰) شوہر کا پھوپھا (۲۱) بیوی کی چچی (۲۲) بیوی کی ممانی (۲۳) شوہر کا خالو (۲۴) سمدھی (۲۵) سمدھن (۲۶) سوتیلی ساس (۲۷) رشتے کی خالہ (۲۸) رشتے کا ماموں (۲۹) رشتے کی پھوپھی (۳۰) رشتے کا چچا۔

محرم کون ہے جس سے پردہ نہیں ہے

ایک اصول: محرم وہ ہے جس سے نکاح کبھی بھی جائز نہیں باقی اسکے علاوہ سب نامحرم ہیں جن سے پردہ فرض ہے۔ والمحرم من لا یجوز له مناکحتها علی التابید بقرابة أو رضاع أوصهریة (ردالمحتار)

تنبیہ: دیور جیٹھ سے پردہ کرنا بہت ضروری ہے، آج کل اسمیں بہت تساہل کیا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے دیور اور جیٹھ اور شوہر کے قریبی رشتہ دار جیسے چچا

ماموں کو موت بتایاہے،یعنی جس طرح سے موت سے ڈرا اور بچا جاتا ہے اس طرح عورت کو چاہیئے ان سے بچے، حدیث شریف میں ہے:عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ. (بخاري شريف)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے پرہیز کرو، انصار میں سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ شوہر کے قریبی رشتہ دار (جیسے دیور جیٹھ وغیرہ) کے بارے کا فرماتے ہیں، فرمایا: وہ تو موت ہے۔

خوبصورت برقعہ پہننے کا نقصان

اگر آپ نے اس طرح کا برقعہ پہنا اور پھر باہر نکلیں تو جس عورت نے بھی آپ کو دیکھ کر آپ جیسا برقعہ پہنا تو آپ کو اسکا بھی گناہ ملے گا، اور عموماً عورتیں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہی فیشن کیا کرتی ہیں یہ بات مسلّم ہے، حدیث شریف میں ہے:((وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ لا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا))(ابن ماجہ/مسند احمد) اور جو کوئی برے طریقے کو رائج کرتا ہے اسکو اپنے گناہ کے ساتھ جو اسکی قیامت تک اتباع کرتا ہے اسکا بھی گناہ ہوتا ہے۔

امہاتُ المؤمنین اور صحابیات رضی اللہ عنھن سفر حج میں احرام کی حالت میں کس طرح پردہ کرتی تھیں؟

عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عنها قالت كان الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مع رسول اللهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فإذا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا من رَأْسِهَا على وَجْهِهَا فإذا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ. مسند أحمد وسنن أبي داود بَاب فِي الْمُحْرِمَةِ تُغَطِّي وَجْهَهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سفر حج میں ہمارے قریب سے حاجی لوگ گذرتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہو تھیں (چونکہ احرام میں عورت کو منہ پر کپڑا لگانا منع ہے اس لئے ہمارے چہرے کھلے ہوئے تھے اور چونکہ پردہ کرنا حج میں بھی لازم ہے اس لئے) جب حاجی لوگ ہمارے برابر سے گذرتے تو ہم بڑی سی چادر سر سے گرا کر چہرہ کے سامنے لٹکا لیتے اور جب حاجی لوگ آگے بڑھ جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتے۔(رواہ احمد وابوداود)

تشریح: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سفر حج میں بھی پردہ لازم ہے، عورت جب احرام باندھ لے تو احرام کھولنے تک چہرے پر کپڑا لگانا منع ہے لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ چہرہ کھولے ہوئے حاجیوں کے سامنے پھرتی رہیں۔ ایسی صورت اختیار کرنا ضروری ہے کہ چہرے پر کپڑا بھی نہ لگے اور نامحرموں سے پردہ

بھی ہو جائے جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سفر حج کا واقعہ بیان فرمایا جو حدیث بالا میں مذکور ہے۔

فائدہ: اگر نامحرموں سے چہرہ چھپانا لازم نہ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اور دیگر صحابی عورتیں حاجی لوگوں سے چہرہ چھپانے کا کیوں اہتمام کرتیں، آج کل حاجی لوگ آپس میں عرفاتی بھائی بن جاتے ہیں اور حاجی اور حجن عرفاتی بھائی بہن کہلانے لگتے ہیں اور جب بھائی بہن بن گئے تو پورے سفر حج میں حجنیں نامحرم حاجیوں کے سامنے بلا تکلف بے پردہ ہو کر آتی جاتی اور اٹھتی بیٹھتی ہیں، حدیث سے معلوم ہوا کہ بے پردگی سفر حج میں بھی ممنوع ہے اور اسکے بعد بھی ممنوع ہے، نامحرم بہر حال نامحرم ہے چاہے صوفی جی اور پیر جی ہوں چاہے نمازی جی اور حاجی جی ہوں خوب سمجھ لو۔

(شرعی پردہ از حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

ضروری تنبیہ: مکہ مکرمۃ مدینہ منورہ میں حجاج کے قیام میں نامحرم مرد اور عورتیں ایک کمرے میں اکھٹا رہتے ہیں اس میں بھی پردے کا خوب اہتمام کیا جائے اور نامحرم کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے خوب بچیں، حدیثِ نبوی ہے: ((أَلا لا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إلا كان ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ))(ترمذي شريف) جو مرد اجنبی عورت کیساتھ تنہا ہوتا ہے وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ جب کمرہ میں تنہاہ عورت پائے تو کمرے میں داخل نہ ہو جب تک اس کا شوہر یا محرم نہ آجائے، اور یہ نہ کہے کہ میرا حق

ہے میں اپنے کمرے سے کیوں نکلوں، اپنے ایمان اور حج کا خیال کرے۔ اور بلکہ ایسی ترتیب کی کوشش کی جائے کہ مرد علیحدہ کمرے میں رہیں اور عورتیں علیحدہ کمرے میں رہیں جس طرح بعض عرب ممالک کے حجاج اہتمام کرتے ہیں۔ اور جب خواتین مسجد جائیں تو سادہ لباس ہو تنگ اور چمکدار پر کشش اور دل فریب برقعہ پہن کر نہ جائیں جن برقعوں کے لئے بھی برقعوں کی ضرورت پڑے حدیث میں ہے وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلاتٌ مَائِلَاتٌ رؤوسهن كأسنمة الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ ولا يَجِدْنَ رِيحَهَا (مسلم شریف) (جو عورتیں پھنکر بھی بے پردہ ننگی ہونگی بختی اونٹ کے جھکے ہوے کوہان کی طرح اپنے سر کے بالوں کو سجانے والیاں وہ جنت میں داخل نہ ہونگیں اور نہ اسکی خوشبو پائینگی) اور بغیر خوشبو لگائے أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ على قَوْمٍ لِيَجِدُوا من رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ. (نسائی شریف) جو عورت خوشبو لگا کر نکلتی ہے تا کہ مرد اس کی خوشبو سونگھیں وہ زانیہ ہے اور بغیر زیب زینت کے ساتھ مردوں سے اختلاط سے بچتے ہوئے عورتوں کی مخصوص جگہ نماز ادا کرے۔ قال النبي ﷺ : يا أَيُّهَا الناس انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عن لُبْسِ الزِّينَةِ وَالتَّبَخْتُرِ في الْمَسْجِدِ فإن بَنِي إِسْرَائِيلَ لم يُلْعَنُوا حتى لَبِسَ نِسَاؤُهُمْ الزِّينَةَ وَتَبَخْتَرْنَ في الْمَسَاجِدِ .(ابن ماجہ) اے لوگو اپنی عورتوں کو بناؤ سنگھار والا لباس پہن کر مسجد میں مٹکنے (ٹھلنے) سے روکو کیوں کہ بنی

اسرائیل سے اس وقت تک لعنت روک دی گی جب تک ان کی عورتوں نے بناؤ سنگھار کا لباس پہن کر مسجدوں میں مٹکنا (ٹھلنا) اختیار نہ کیا۔

ہر گناہ سے پاک صاف حج کی فضیلت:

سرورِ کائنات سید الکونین تاجدارِ مدینہ حضرت محمد مصطفی رسولِ اکرم روحی فداہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا ارشادِ عالی ہے:((الْحَجُّ الْمَبْرُورُ لیس له جَزَاءٌ إلا الـــــجَنَّةُ)) (بخاری مسلم) نیکی والا حج (جو ہر معصیت اور گناہ سے خالی ہو) کا بدلہ جنت ہی جنت ہے۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا:((من حَجَّ لِلّٰهِ فلم يَرْفُثْ ولـم يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))(بخاری مسلم) جو اللہ کی رضا کیلئے اس طرح حج کرے کہ بے ہودہ باتوں سے بچے اور ہر گناہ سے بچے وہ اس طرح حج سے لوٹے گا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا تھا (یعنی گناہوں سے پاک صاف)۔ (اور حج مبرور پردہ کے اہتمام سے حاصل ہوتا ہے)

ہر مصیبت و پریشانی سے نجات کا راستہ

ہر مصیبت و پریشانی سے نجات کا راستہ یہ ہے کہ ہر گناہ سے سچی پکی توبہ کر کے اپنے اللہ کو راضی کر کے پورے دین میں داخل ہو جائیں جس طرح اللہ کا حکم ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱدۡخُلُواْ فِي ٱلسِّلۡمِ كَآفَّةٗ وَلَا تَتَّبِعُواْ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيۡطَٰنِۚ إِنَّهُۥ لَكُمۡ عَدُوّٞ مُّبِينٞ ﴾ (البقرۃ) اے ایمان والو تم پورے کے پورے دین میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا

دشمن ہے۔ اور توبہ اس لئے کہ لم ينزل بلاء من السماء إلا بذنب ولا يكشف إلا بتوبة.قاله العباس (فتح الباري) کوئی بلا نازل نہیں ہوتی آسمان سے مگر گناہ کیوجہ سے اور وہ نہیں ٹلتی سوائے توبہ سے۔ التَّائِبُ من الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ له . (ابن ماجہ حدیث صحیح) گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہے۔ اللہ تعالی اپنی رحمت سے اپنے حبیب ﷺ کی پوری امت کو اپنی بغاوتوں اور ہر قسم کی نافرمانیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما کر دنیا وآخرت کے ہر قسم کے عذاب اور ہر پریشانی سے نجات عطا فرمائیں اور اس کتاب کو شائع کرنیوالے کو دارین کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

الحمد لله ربّ العالمين

يا ربّ صل وسلم دائما أبدا على حبيبك خير الخلق كلهم

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (٦٢) الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (٦٣)﴾ [سورہ یونس]

خبر دار بلا شبہ جو اولیا اللہ ہیں اپر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ رنجیدہ اور غمگین ہونگے (اور اولیا اللہ وہ ہیں) جو ایمان لائے اور تقوی اختیار کرتے تھے

حج کا مقصد اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر کے اللہ کا ولی بن جانا نئی پاکیزہ زندگی گذارنا

اللہ کے ولی کی پہچان

قرآن مجید اور حدیث شریف کی روشنی میں

پیر و مرشد اور دوست کس کو بنانا چاہئے؟

اللہ کے ولی پہچان قرآن و حدیث کے

علوم و معارف کو خوب جانتا ہے:

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾[سورہ فاطر] حقیقت میں اللہ سے ڈرنے والے علماء ہی ہوتے ہیں من كان لله أعرف كان منه أخوف جو اللہ زیادہ جانتا ہے وہ اللہ تعالی سے زیادہ ڈرتا ہے اور علم کے ذریعہ آدمی حق اور باطل میں فرق کرتا ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں﴿ يَرْفَعِ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾[سورہ مجادلہ] تم سے جو لوگ ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا ہے ان کے اللہ تعالی درجات بلند فرمائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ (ابو داود ترمذی) بے شک علماء

انبیا(علیہم السلام)کے وارث ہیں۔اور فرمایا: فَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ(ترمذی شریف)عالم کی فضیلت(ان پڑھ)عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سب سے کم درجہ کے مسلمان پر۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: إن لم يكن العلماء أولياء الله فليس لله ولی اگر علماء کرام اللہ کے اولیاء نہیں تو پھر اللہ کا کوئی ولی ہی نہیں، یعنی ولایت بغیر علم شریعت کے حاصل ہی نہیں ہوتی۔ حقیقی اولیاء علماء ربانیین ہی ہیں۔

اللہ کے ولی پہچان یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا متبع ہوتا ہے وہ اپنی خواہشات کو رسول اللہ ﷺ کے احکام پر قربان کردیتا ہے قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ (شرح السنہ)تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اپنی خواہش کو میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ کردے۔

اتباع سنت سب سے بڑی کرامت ہے

اور اتباع سنت سب سے بڑی کرامت ہے اور یہی تقوی ہے:﴿ إِنْ أَوْلِيَآؤُهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (الأنفال) اس(اللہ)کے ولی تو صرف متقی ہیں اگرچہ اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔﴿ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ

فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَۚ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقٗا ﴿٦٩﴾ [سورة النساء: ٦٩] اور جو لوگ اللہ کی اور اسکے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہیں سو وہ لوگ ان اشخاص کے ساتھ ہونگے (یعنی آخرت میں) جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ حضرات اچھے رفیق (ساتھی) ہیں

اللہ کا ولی اپنے حبیب ﷺ کی کبھی مخالفت نہیں کر سکتا

اللہ کا ولی اپنے حبیب ﷺ کی کبھی مخالفت نہیں کر سکتا ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحَآدُّونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ أُوْلَٰٓئِكَ فِي ٱلۡأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾ [المجادلة: ٢٠] بے شک جو لوگ اللہ اور کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں وہ لوگ بڑی ذلت والوں میں ہیں۔

اور فرمایا ﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمۡ شَآقُّواْ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥۖ وَمَن يُشَآقِّ ٱللَّهَ فَإِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلۡعِقَابِ ﴿٤﴾ [سورة الحشر: ٤]

اور یہ (عذاب) اسلئے کہ انہوں نے اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرے گا تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جنت میں جانے کا ذریعہ ہے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلاَّ مَنْ أَبَى قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ ، وَمَنْ يَأْبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى. (بخاری شریف)

میری ساری امت جنت میں داخل ہو گی مگر جس نے جنت میں داخل ہونے سے انکار کر دیا، عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) جنت میں داخل ہونے سے کون انکار کرتا ہے ، فرمایا جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہو گا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں داخل ہونے سے انکار کیا۔

مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عذاب اور آفت میں پڑنے کا ذریعہ ہے

اور رب کائنات کا ارشاد ہے : ﴿ فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ ﴾ (سورہ نور) جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انھیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

علانیہ مخالفت کرنے والے کو معاف نہیں کیا جائے

سرورِ کائنات سید الکونین تاجدارِ مدینہ حضرت محمد مصطفی رسولِ اکرم روحی فداہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے:((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إلا الْمُجَاهِرِينَ))

(بخاري شريف)''میری پوری امت کو معاف کیا جاسکتا ہے مگر اللہ تعالی کی علانیہ بغاوت کرنیوالوں کو معاف نہیں کیا جائے گا'' اللہ کی ولایت حاصل ہوتی ہے ہر قسم کے گناہوں سے بچنے سے جیسا کہ اللہ تعالی کا حکم ہے ﴿ وَذَرُوا۟ ظَـٰهِرَ ٱلْإِثْمِ وَبَاطِنَهُۥٓ ﴾ (الأنعام: ۱۲۰) چھوڑ دو کھلے گناہ بھی اور پوشیدہ چھپے ہوئے گناہ بھی۔

اللہ تعالی سے کھلی بغاوتیں اور رسول اللہ ﷺ کی کھلم کھلا خلاف ورزیاں اور نافرمانیاں جن سے اللہ کا ولی بچتا ہے

(۱) فرض نماز کو کھلم کھلا ضائع کرنا تجارت ملازمت لہو ولعب وغیرہ میں مشغول ہو کر ﴿ مَا سَلَكَكُمْ فِى سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا۟ لَمْ نَكُ مِنَ ٱلْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ ﴾ (المدثر) مجرمین سے پوچھا جائیگا تمہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کیا، وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے الْعَهْدُ الذي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ (ترمذی شریف) ہمارے اور کفار کے درمیان فرق کرنیوالی چیز نماز ہے پس جس نے نماز کو چھوڑا (جان بوجھ کر) وہ کافر ہو گیا۔ **(۲) داڑھی ایک مٹھی سے کم کرنا، کٹانا یا منڈانا اور مونچھیں بڑھانا۔** رسول

اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ:خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کم کرو(بخاری مسلم)دل میں اللہ کے حبیب ﷺ کی صورتِ مبارکہ سے نفرت تو ایمان کہاں؟**(۳)مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا**،رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:ما أَسْفَلَ من الْكَعْبَيْنِ من الاِزَارِ فَفِي النَّارِ(بخاري شريف)جو حصہ ٹخنوں کے نیچے کا ڈھکے گا وہ جہنم میں جائے گا، اور ارشاد فرمایا: وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ وَإِنَّ اللهَ لاَ يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ فرمایا کہ اپنی لنگی،(شلوار ، پائجامہ وغیرہ) آدھی پنڈلی تک رکھو، اگر (آدھی پنڈلی تک) نہیں رکھنا چاہتے تو ٹخنوں تک، تور خبر دار(ٹخنے کے)نیچے لٹکانے سے بچے رہنا کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے، اور اللہ کو تکبر پسند نہیں۔(سنن ابی داود)**(۴)گانا باجا سننا** اور خاص کر اس زمانہ میں موبائل کے ذریعہ مساجد میں میوزک اور گانے کی آواز کو بلند کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: إِنَّ فِي أُمَّتِي خَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ ، وَهُمْ يَشْهَدُونَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ؟ فَقَالَ : نَعَمْ ، إِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَازِفُ وَالْخُمُورُ وَلُبِسَ الْحَرِيرُ.جب گانے بجانے کے آلات اور شراب پھیل جائیں گے (اور مرد)ریشم کے کپڑے پہنے گے اس وقت اس امت میں(بعض کو)زمین میں دھنسایا جائیگا اور چہرے مسخ کیئے جائینگے اور آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے(مصنف ابن ابی شیبہ)**(۵)ٹی وی میں محرمات کو دیکھنا(۶)بلا ضرورت**

کسی جاندار کی تصویر کھینچنا یا کھنچوانا ، دیکھنا ، رکھنا اور تصویر والی جگہ جانا ارشاد نبوي ﷺ ہے كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ ہر تصویر لینے والا جہنمی ہے (مسلم شریف) **(۷)حرام کھانا** جیسے رشوت اور انشورنس وغیرہ کی کمائی لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ من سُحْتٍ النَّارُ أَوْلَى بِهِ (مسند احمد) وہ بدن جنت میں داخل نہ ہو گا جو حرام سے پلا بلکہ آگ کا مستحق ہے اور جیسے سودی لین دین کرنا ﴿ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ فَأْذَنُوا۟ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ﴾ اگر سود نہ چھوڑو گے تو سن لو اعلانِ جنگ اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے دِرْهَمُ رِباً يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وهو يَعْلَمُ أَشَدُّ من سِتَّةٍ وَثَلاَثِينَ زَنْيَةً (حدیث صحیح رواہ احمد) سود کا ایک درہم جان کر کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے **(۸)غیبت کرنا اور سُننا**۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ ﴾ [الحجرات: ١٢] اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: الغِيبةُ أشدُّ منَ الزِّنا (مشکوۃ شریف) غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے، **(۹)بہتان لگانا** وَمَنْ قال في مُؤْمِنٍ ما ليس فيه أَسْكَنَهُ الله رَدْغَةَ الْخَبَالِ حتى يَخْرُجَ مِمَّا قال (ابوداود شریف) جس نے کسی مؤمن کے بارے میں وہ بات کہی جو اس میں موجود نہ ہو تو اللہ تعالی اسکو جہنمیوں کی پیپ میں قید کریں گے یہاں تک کہ وہ اپنی سزا نہ بھگت لے، **(۱۰)چغلی کرنا** لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (بخاری مسلم) چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔ **(۱۱)عورتوں کا بے نقاب (چہرہ اور بال کھول کر) نکلنا** فرمان نبوی ﷺ ہے

:لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ، اللہ تعالی لعنت کرے بد نظری کرنیوالے پر اور جو اپنے آپ کو بد نظری کرنے کیلئے پیش کرے(مشکوۃ شریف) **(۱۲) عورت کا خشبو لگاکر نکلنا** ،أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ على قَوْمٍ لِيَجِدُوا من رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ(نسائی شریف)جو عورت خوشبو لگاکر نکلتی ہے تاکہ مرد اس کی خوشبو سونگھیں وہ زانیہ ہے **(۱۳) مرد کا نامحرم اجنبی عورت کیساتھ تنہائی اختیار کرنا**، گاڑی مکان دکان دوا خانہ وغیرہ میں، أَلا لا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إلا كان ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ(ترمذي شريف)جو مرد اجنبی عورت کیساتھ تنہا ہوتا ہے وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے **(۱۴) عورت کا بلا محرم سفر کرنا** لَا تُسَافِرْ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إلا مع ذِي مَحْرَمٍ (بخاری شریف) **(۱۵) مرد اور عورتوں کا بال لباس اور شادی بیاہ میں غیروں کی مشابہت اختیار کرنا**۔مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابوداؤد شریف)جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انھیں میں سے ہو گا (یعنی اس کا حشر مرنے کے بعد انھیں کیساتھ ہو گا اور انھیں جیسے عذاب میں مبتلا ہو گا)**(۱۶) عورتوں کا تنگ اور چمکدار پرکشش اور دل فریب برقعوں کا پہن کر باہر نکلنا** جن برقعوں کے لئے بھی برقعوں کی ضرورت پڑے نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ جو عورتیں پھنکر بھی بے پردہ ننگی ہونگی بختی اونٹ کے جھکے ہوے کوہان کی طرح اپنے سر کے بالوں کو سجانے والیاں جنت میں داخل نہ ہونگیں اور نہ اسکی خوشبو پائینگی **(۱۷) شرعی پردہ نہ کرنا** حدیث نبوی ہے زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ(بخاري شريف) آنکھیں زنا کرتی ہیں اور آنکھوں کا زنا ناجائز جگہ دیکھنا ہے۔

جواب: اپنا پیر ومرشد اور دوست اسکو بنایئے جس کے اندر اولیاء اللہ کی صفات ہوں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک یہ دیکھے کہ وہ کس سے دوستی رکھتا ہے

نوٹ: حج میں بہت اختلاط ہوتا ہے اس لئے اس مضمون کو خصوصی طور پر اس کتاب میں شامل کیا گیا۔

وكتبه / مفتي عبد الله سيد فصيح الدين غفر الله له